قرآنِ حکیم اور احادیثِ نبویہ کی روشنی میں

خلافتِ صدیقِ اکبر رضی اللہ عنہ

تالیف

مولانا محمد ابراہیم چشتی

مکتبہ جمالِ کرم لاہور

marfat.com

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

marfat.com

قرآنِ حکیم اور احادیثِ نبوّیہ کی روشنی میں

خلافتِ صدّیقِ اکبر رضی اللہ عنہ

خادم اہلسنت والجماعت محمّد ابراہیم

مکتبہ جمالِ کرم

9۔ مرکز الاویس (سنا ہوٹل) دربار مارکیٹ۔ لاہور فون: 7324948

marfat.com

جملہ حقوق محفوظ

نام کتاب : خلافت صدیق اکبرؓ

مصنف : مولانا محمد ابراہیم چشتی

اشاعت اول : مئی 2002ء

تعداد : گیارہ سو

زیر اہتمام : ایم احسان الحق صدیقی

ناشر : مکتبہ جمال کرم لاہور

قیمت : 120

ملنے کے پتے

﴿۱﴾ ضیاء القرآن پبلی کیشنز گنج بخش روڈ لاہور

﴿۲﴾ ضیاء القرآن پبلی کیشنز 14 انفال سنٹر اردو بازار کراچی

﴿۳﴾ فرید بک سٹال اردو بازار لاہور

﴿۴﴾ احمد بک کارپوریشن کمیٹی چوک عالم پلازہ راولپنڈی

﴿۵﴾ مکتبہ المجاہد دار العلوم محمدیہ غوثیہ بھیرہ

marfat.com

صدیق سرور رضی اللہ عنہ

○

رفیقِ مصطفےٰ صدیق سرور
عتیقِ دوسرا صدیق سرور

علی کا مدعا صدیق سرور
ہے دُرِّ بے بہا صدیق سرور

کتابِ حق گواہی دے رہی ہے
ہے ساتھی غار کا صدیق سرور

ہے جو اہلِ محبت کا سفینہ
ہے اُس کا ناخُدا صدیق سرور

نظر کے سامنے ہیں اُس کے جلوے
دلوں میں بس گیا صدیق سرور

گلِ تازہ گلستانِ نبیؐ کا —
ہے بُلبُل کی صدا صدیق سرور

خضر کی کشورِ قلب و نظر کا
ہے سرور باخُدا صدیق سرور

○

marfat.com

فہرست مضامین

مضامین	صفحہ
حرف آغاز	9
تقدیم	13
خطبۃ الکتاب	21
صاحب رسول خدا سیدنا ابوبکر صدیقؓ	22
آپ کا اسم مبارک	22
حضرت ابوبکر کا سلسلہ نسب	22
ابوبکر کی وجہ تسمیہ	24
لقب "صدیق" کی وجوہ	24
لقب عتیق کی تحقیق	28
اواہ کا معنی	38
امیر الشاکرین	38
خلیفۃ الرسول	39
خلاصۃ المرام	40
کثرت اسماء	41
القرآن اور صدیق کی صداقت و مصاحبت	43
یار غار...... ہجرت مدینہ	43
صاحب تفسیری مظہری کی تحقیق	45
امام فخر الدین رازیؒ کی نفیس تصریح	45
ایک نحوی قاعدہ	51
اعتراض روافض و جوابات	53

مضامین	صفحہ
جواب اول	53
دوسرا اعتراض کا جواب	54
تیسرے اعتراض کا جواب	55
"الا تنصروہ فقد نصرہ اللہ" کے ضمن میں مزید اقوال	57
ابن حیان نحوی کا قول	57
علامہ قرطبی کا قول	58
صاحب تفسیر جمل کا قول	61
علامہ جلال الدین سیوطیؒ کی تحقیق	62
سید محمود آلوسیؒ کا بیان	64
علامہ زمخشری کی تحقیق	66
ابن جریر کی تفسیر	67
"لفظ صاحب" کی تحقیق	68
"شرح العقائد" کے شارح کی تحقیق	69
"شرح عقائد جلالی" کے محشی کا قول	70
"صاحب" کی تعریف	72
صحابی کی تعریف از ابن حجرؒ	73
علامہ بدر الدین عینیؒ کے اقوال	75
علامہ زرقانی کی صراحت	79
کیا جن اور فرشتہ بھی	82
صحابی ہوئے ہیں؟	82

marfat.com

امام زرقانی کی تصریح	82
شارح شرح عقائد جلالی کا بیان	83
صاحب شرح عقائد نسفی کا قول	84
مولانا عبدالعلیم لکھنوی کا قول	85
سب سے پہلے اسلام کون لایا؟	86
امام سہیلؒ کا قول	86
صاحب سیرت حلبیہ کا قول	87
ابن اثیر کا بیان	87
صاحب مواہب لدنیہ کا قول	90
حضرت ابوبکرؓ کی شان میں اشعار	92
فتح الباری اور عمدۃ القاری کی تصریح	93
ابن بر کا قول	94
ابن حجر عسقلانی کا قول	95
امام جوزی کا قول	96
ابن کثیر کا قول	96
ابن جریر کا قول	99
امام زرقانی کا فرمان	101
صاحب سیرت حلبیہ کا بیان	103
ابن کثیر کا قول	104
افضلیت سیدنا صدیق اکبرؓ	107
علامہ عبدالشکور سالمی کا قول	107
شرح عقائد نسفی کی تصریح	109
صاحب نظم الفرائد کا بیان	110
علامہ نسفی کا قول	112
علامہ محمد حسن سنبلی کا قول	113
کیا صدیق اکبرؓ کی افضلیت قطعی ہے یا ظنی؟	114
علامہ ملا علی قاری کا بیان	114
علامہ ابن حجر عسقلانی کا قول	115
امام زرقانی کا قول	117
کیا فرشتے افضل ہیں یا بشر؟	119
علامہ عبدالباقی زرقانی کا بیان	119
امام فخرالدین رازی کی تصریح	122
قاضی ثناء اللہ پانی پتی کا بیان	124
سید محمود آلوسی کا بیان	126
حضرت ملا علی قاری کا بیان	127
افضلیت صدیق اکبر بزبان حضرت علی المرتضیٰؓ	128
حدیث نمبر ۱	128
حدیث نمبر ۲، ۳	129
حدیث نمبر ۴، ۵	130
حدیث نمبر ۶	131
حدیث نمبر ۷	132
حدیث نمبر ۸، ۹	133
حدیث نمبر ۱۰، ۱۱	134
حدیث نمبر ۱۲، ۱۴	135
حدیث نمبر ۱۵	137
چار خلفاء کو ایک دوسرے پر ترجیح دینا کیسا ہے؟	138

marfat.com

امام زرقانی کا قول اور مختلف تصریحات	138
امام بخاریؒ کا قول	142
علامہ بدرالدین عینی کی شرح	143
علامہ ابن حجر کی شرح	144
حضرت علیؓ کی تین خصلیتں	147
خلافت صدیق اکبرؓ	149
علامہ نسفی کا قول	149
علامہ ابن حجر مکیؒ کا قول	150
علامہ ابن بر کی تصریح	152
علامہ ملا علی قاری کا بیان	153
علامہ عبدالشکور سیالمیؒ کا بیان	155
علامہ بدرالدین عینی کی تصریح	156
امام بیہقی کا قول	160
ابن حجر عسقلانی کا قول	161
ابن حبان کا قول	164
خلیل کی توضیح	166
حبیب اور خلیل میں فرق	168
حضرت علیؓ کا صدیق اکبرؓ کی بیعت کرنا	171
علامہ ملا علی قاری کا قول	171
کیا حضرت علیؓ نے ابو بکر صدیقؓ کی بیعت کی تھی؟	173
دلائل النبوۃ کی عبارت	178
ابن حجر عسقلانی شرح روایت	179
ابن اثیر کی روایت	183
امام حلبی کی تصریح	186
علامہ حلبی کی تطبیق	188
ابن کثیر کی روح پرور تصریح	190
ایک شبہ اور اس کا ازالہ	193
روافض کے ایک اعتراض کا جواب	199
روافض کا ایک اور اعتراض مع جواب	209
کیا حضرت ابو بکرؓ کی خلافت کا انکار کفر ہے	212
علامہ ابن حجر مکی کی صراحت	213
روافض کی اقسام	213
آیات قرآنی واحادیث نبویہ در خلافت صدیق اکبرؓ	221
"صراط الذین انعمت" کے ماتحت امام رازی کی تصریح	221
سورۂ توبہ کی ایک آیت اور تفسیر کبیر	222
"ثانی اثنین" کی تفسیر	223
"قل للمخلفین" اور امام قرطبی	224
امام آلوسی کی وضاحت	227
"للفقراء المهاجرین" اور تفسیر روح المعانی	228
امام فخر الدین رازی کا قول	228
"وعد الله الذین امنوا" کی تفسیر	229
امام قرطبی کا قول	230

marfat.com

قاضی ثناء اللہ پانی پتی کا قول	232
"من یرتد منکم" کی تفسیر	233
علامہ محمود آلوسیؒ کی وضاحت	236
شیخ سلیمان جمل کی وضاحت	236
امام رازیؒ کی تصریح	238
تفسیر خازن کی عبارت	240
خلافت صدیق اکبر پر احادیث	242
جبیر بن مطعم کی روایت	242
عصمہ بن مالک کی روایت	243
سہل بن ابی حثمہ کی روایت	244
حضرت انس سے روایت	244
حضرت ابو ہریرۃ کی روایت	245
ابن حبان کی تصریح	246
حضرت ام سلمہ کی روایت	247
سمرہ بن جندب کی روایت	248
ابو بکرۃ کی روایت	248
حضرت عبد اللہ بن عمر کی روایت	249
حضرت سفینہ کی روایت	250
حضرت سفینہ سے ایک اور روایت	251
حضرت جریر سے روایت	252
حضرت جابر بن عبد اللہ کی روایت	253
حضرت بلال کا بیان	253
حضرت ابو سعید خدری کی روایت	254
حضرت معاذ بن جبل کی روایت	255
حضرت ابن عباسؓ کی وضاحت	256
امام طبرانی کی عصمہ بن مالک سے روایت	261
حضرت عائشہؓ کی روایت	262
حضرت علیؓ کی روایت	263
بحوالہ مسلم شریف ایک حدیث	264
حضرت ابو ہریرۃ کی روایت	266
حضرت علیؓ کی ایک اور روایت	267
حضرت ابو ذرؓ کی روایت	268
علامہ ابن حجر مکی کا فرمان	269
امام بغوی کی تخریج	270
اسد الغابہ کی ایک روایت	271
حضرت عائشہؓ کی روایت	272
مصنف ابن ابی شیبہؒ کی روایت	274
حضرت ابو موسیٰ اشعریؓ کی روایت	275
علامہ عینی کی تصریح	278
ابن عباسؓ کی روایت	279
حضرت عائشہ سے روایت	280
حضرت عبد اللہ بن مسعودؓ کا فرمان	281
ابن عساکرؒ کی روایت	282
مناقب سیدنا ابو بکر صدیقؓ	282
حضرت ابو بکرؓ کی اولاد	315
مصادر و مراجع	316

marfat.com

سیدنا ابو بکر صدیقؓ

اتنے میں وہ رفیق نبوت بھی آ گیا
جس سے بنائے عشق و محبت ہے استوار
لے آیا اپنے ساتھ وہ مرد وفا سرشت
ہر چیز جس سے چشمِ جہاں میں ہو اعتبار
بولے حضورؐ چاہیے فکر عیال بھی
کہنے لگا وہ عشق و محبت کا راز دار
اے تجھ سے دیدہ مہ و انجم فروغ گیر
اے تیری ذات باعثِ تکوینِ روزگار
پروانے کو چراغ ہے بلبل کو پھول بس
صدیق کے لئے ہے خدا کا رسول بس

بانگِ درا از علامہ محمد اقبالؒ: ۱۷۱

marfat.com

علم دوست انسان

بہت سے دوستوں کی فرمائش تھی کہ سیدنا صدیق اکبرؓ کی خلافت کے موضوع پر کچھ لکھا جائے اور بالآخر یہ دقیق کام حضرت علامہ مولانا محمد ابراہیم مدظلہ کے حصے میں آیا اور یقیناً انہوں نے اسے بڑی خوش اسلوبی سے نبھایا...... دلائل قاطعہ اور شواہد مسلمہ سے اسے مزین فرمایا...... کتنی راتیں اس کام میں صرف ہوئیں اور کس قدر محنت کرنا پڑی؟ یہ ایک الگ کہانی ہے...... مگر مسودہ تیار ہونے کے بعد اسے کتابی شکل میں لانا ایک نئی الجھن تھی کیونکہ یہ کام سرمائے کا تھا اور اکثر اہل علم وفن آجکل کے دور میں پردہ پوشی کی زندگی بسر کر رہے ہیں۔ بالخصوص پاکستان میں...... اتنی ضخیم کتاب کو فرد واحد کیلئے پرنٹ کروانا واقعی پہاڑ سر کرنے کے مترادف ہے۔ جبکہ ہمارے ادارے جو کتابوں کی چھپوائی میں مشغول ہیں عام طور پر مشہور مصنف کی کتاب چھاپتے ہیں یا پھر مزیدار' مصالحہ دار کوئی افسانہ نما تحریر ہو تو...... آج کل اکثر...... مقبول زمانہ ٹھہرتی ہے اس کی مثال پیش کرنے کی ضرورت نہیں...... کسی عام سے شاعر کی کتاب یا افسانوں کا مجموعہ اٹھا کر دیکھ لیجئے اور اس کا مقابلہ کسی بھی علمی کتاب کی طباعت اور کاغذ سے کر دیکھئے...... فرق صاف واضح ہے...... آخر ایسا کیوں؟ ناشرین کہتے ہیں کہ زمانہ بدل گیا ہے...... لوگ یہ چیزیں پسند کرتے ہیں تحقیق کے دریا میں کون غوطہ زن ہو...... اور اب تو ویسے بھی تحقیق کا بے جا استعمال کر کے یہ لفظ خراب کر دیا گیا ہے...... بہر حال...... بات اس کتاب کے متعلق ہو رہی تھی اور ہم بھی ان مرحلوں سے گزر کر جب توکل بر خدا کئے محو حیرت' کارخانہ قدرت کا نظارہ کر رہے تھے تو یہ توفیق تحریر جناب حاجی سردار محمد اعظم خاں کے حصے میں آئی...... انہوں نے مالی معاونت فرمائی' حوصلہ افزائی کی اور ان کے روپے سے ڈھارس بندھی کہ ابھی علم دوست انسان باقی ہیں۔ اس شخصیت کے متعلق چند سطور تحریر کرنا اس لیے ضروری سمجھا گیا کہ دوسروں کیلئے ترغیب اور شوق کا باعث بنے اور جہاں ہم میلوں ٹھیلوں اور نجی وسیاسی محافل میں گراں قدر مال ودولت فضول اور بے کار کاموں میں صرف کر کے دنیاوی نمود ونمائش کا سامان مہیا کرتے ہیں وہاں اگر چند روپے علم لینے اور علم دینے پہ بھی خرچ کریں تو بہت خوب بات ہو' اور وہ علم جس کی وجہ سے انسان کو اشرف المخلوقات گردانا گیا' اس کی آبیاری بھی ہو جائے۔

کتاب کا مسودہ مکمل ہو چکا تو بیان کردہ صورتحال کے دوران محترم دوست چوہدری غلام غوث صاحب کے ہمراہ موصوف حاجی سردار محمد اعظم خاں صاحب کے ہاں ہجیرہ (آزاد کشمیر) جانا ہوا...... وہاں حاجی صاحب کا جوان سال بھتیجا قضائے الٰہی سے عالم آخرت رخصت ہوا اور متعلقین کو دکھ

marfat.com

درد کا ایک طویل سلسلہ دے کر آزردہ وافسردہ کر گیا۔ ہم بھی اس سلسلے میں گئے کہ تعزیت کر لیں...... بجیرہ سے مشرق کی جانب تقریباً 10 کلومیٹر پر پڑ کوٹ نامی قصبہ آباد ہے وہیں ہمارا قصد تھا...... اور یہ موصوف حاجی صاحب کا آبائی گاؤں ہے۔ دیہاتی زندگی...... اور پھر آزاد کشمیر کی دیہاتی زندگی...... سبحان اللہ! حاجی صاحب سے ملاقات ہوئی...... 40 سال بلیک برن (انگلینڈ) میں گزارنے کے باوجود نہ یورپ کا اثر نہ مغربی تہذیب کی جھلک...... یہ صوفی منش انسان...... چہرے پہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی سنت سجائے...... ایسے لگا جیسے وہ کشمیر کی وادی کا کوئی پرانا دیہاتی بزرگ ہو جس نے جدید زندگی کبھی دیکھی تک نہیں۔ محبت بھری میٹھی زبان...... خلوص لہجے سے عیاں اور اسلام سے وابستگی حرکات وسکنات سے ظاہر...... بلا تکلف گفتگو ہوئی...... اس کتاب کا ذکر چوہدری غلام غوث صاحب نے کیا تو موصوف حاجی صاحب نے گویا پہلے ہی طے کر رکھا ہو...... فوراً اس میں تعاون کا اظہار کیا...... جو خدا کی رضا سمجھ کر سعی مشکور ٹھہرا۔

آجکل حاجی صاحب دوبارہ بلیک برن واپس چلے گئے ہیں مگر انہوں نے جس مقصد میں معاونت کی وہ منظر عام پر آ کر آپ کے ہاتھوں میں کتاب کی شکل میں موجود ہے۔ دعا کیجئے کہ رب ذوالجلال ان کے بیٹوں محمد امجد اعظم، محمد الطاف اعظم جو ڈاکٹر ہیں اور محمد آصف اعظم جو بزنس سے وابستہ ہیں، ان کی عمروں میں برکت نازل فرمائے اور ان کی بیٹیاں تعلیم وطب جدید (میڈیکل) سے وابستہ ہیں انہیں اپنے مقصد عزیز میں کامیاب فرمائے۔

اس کتاب سے حاجی صاحب کے والدین حاجی ہنس خاں ومحترمہ گلزار بیگم اور ان کے بھتیجے ظفر اقبال اور اہل خانہ سے بھاگنور بیگم اور گلزار بیگم کی روحوں کو ثواب ایصال کرنا مقصود ہے۔ قارئین سے التماس ہے ان حضرات مرحوم کی بخشش اور اعلیٰ درجات کیلئے دعا فرمائیں۔ خدا کرے کہ یہ کتاب مخیر حضرات کیلئے ترغیب وتشویق کا باعث بنے۔

آمین

ناظم شعبہ نشر واشاعت

دار العلوم کنز الایمان

(تحصیل کھاریاں)

marfat.com

تقدیم

یار غار

جس طرح پاکیزہ لوگوں کی محفل میں بیٹھنے سے روح کو تازگی اور ایمان کو تابندگی ملتی ہے اسی طرح ان پاکباز لوگوں کے تذکرے پڑھنے، سیرت مقدسہ کا مطالعہ کرنے اور حیات طیبہ کے واقعات میں مشغول ہونے سے باطنی ترقی اور طمانیت کا سامان ملتا ہے، وہ لوگ جو اسلام پر مر مٹے اور آقا کے حضور مال اولاد بلکہ جان کا نذرانہ پیش کر کے داستان عشق و محبت کا زریں عنوان بنے .... تپتی ریت پہ جسم پگھل گیا مگر زبان نے پیغام توحید سے ناطہ نہ توڑا.......... کوڑے برسے مگر پائے ثبات میں ذرا لغزش نہ آئی.......... تیر کھائے مگر وادیٔ بطحا کے چاند کا دامن نہ چھوڑا..........

وہ حبشہ کے بلال ہوں یا روم کے صہیب.......... فارس کے مسلمان ہوں یا عرب کے ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہم.......... سبھی جانثار اسلام ہیں، ان مقدس نفوس کے دم سے اسلام کی روشنی مکہ کی وادیوں سے نکل کر پوری دنیا میں پھیلی اور چار دانگ عالم میں توحید کا ڈنکا بجا۔

آج ہم ایسے ہی درخشندہ ستارے اور عرفان عشق و محبت کا تاج اپنی جبیں نیاز پر سجانے والے جانثار رسول ﷺ کا ذکر کر کے دل و دماغ کو معطر کر رہے ہیں۔

اسلام ابھی مکہ کی سرزمین پر بیگانہ سا تھا، کفار مکہ اپنے آباؤ اجداد کے طریقے پر سختی سے کاربند تھے اور اسے چھوڑنے کا تصور بھی ان کے لئے ممکن نہ تھا۔ نبی اکرم ﷺ دعوت توحید دیتے ہیں، بتوں اور بت کدوں کو چھوڑنے، ایک خدا کو ماننے اور اسی کی عبادت کرنے اور اس کے بھیجے ہوئے برگزیدہ انسان کو نبی تسلیم کرنے کا پیغام، بتوں کے پجاریوں پر برق بن کر گرتا ہے۔ اور یہ اعلان انہیں نبی محتشم ﷺ کی دشمنی پر جمع کر دیتا ہے۔ سردار سر جوڑتے ہیں اور اس پیغام توحید و رسالت کو آغاز ہی

marfat.com

سے دبا دینے کا سوچتے ہیں۔

اسلام کے انہی ابتدائی ایام میں عبداللہ نامی شخص ملک شام سے تجارتی سفر مکمل کر کے واپس لوٹتا ہے۔ سفید رنگ.......... اُکھرا بدن.......... رخسار اندر کو دبے ہوئے.......... پیشانی پر دانش و فراست کی پرچھائیاں.......... نیچی نظر.......... شرم وحیا کا پیکر.......... جیسے ہی شہر مکہ میں قافلہ داخل ہوا۔ سرداران قریش اس معزز، محترم شخص سے ملے اور کہا۔

ارے سنتے ہو! تمہارے جانے کے بعد تمہارے دوست محمد (ﷺ) نے نبوت کا دعویٰ کر دیا ہے اور نئے دین کا اعلان کر کے ہمارے بتوں کو برا بھلا کہنا شروع کر دیا ہے۔

یہ بات سننا تھی کہ عبداللہ کو وہ خواب یاد آ گیا جس میں دیکھا تھا کہ مکہ مکرمہ کی طرف سے ایک چاند اترا اور ہر گھر میں داخل ہوا، پس اس کی روشنی اور ضیاء سے گھر چمک گئے پھر آخر میں وہ چاند میری گود میں جمع ہو گیا۔ عبداللہ کو اس خواب کے ساتھ ہی تعبیر بیان کرنے والے اس عالم کے یہ الفاظ بھی پردہ سماعت سے ٹکراتے ہوئے محسوس ہوئے، جب خواب سن کر اس نے کہا تھا۔ "اے نیک بخت نوجوان! جس نبی کی انتظار ایک عرصہ سے کی جا رہی ہے وہ تشریف لا چکے ہیں اور تم اس کے دامن سے وابستہ ہو کر سب سے زیادہ سعادت مند ہو گئے۔ مبارک ہو تمہیں اے آخری نبی کے رفیق خاص!"

اب جو سرداران مکہ کی زبانی محمد عربی ﷺ کی نبوت کا مژدہ جانفزا سنا تو فوراً بارگاہ رسالت میں حاضری دی اور کہا "اے محمد ﷺ! کیا آپ نے نبوت کا اعلان کیا؟" جواب ارشاد ہوا "ہاں" عرض کی "اس کی دلیل؟" جواب ملا تیرا وہ خواب جو تو نے دیکھا ہے اور چاند کو اپنی گود میں سمٹتے ہوئے پایا ہے۔ یہ سننا تھا کہ آگے بڑھ کر اس آفتاب رشد و ہدایت کے سامنے بصد عجز و نیاز عرض کی۔

"اشهد ان لا اله الا الله وانك رسول الله"

"میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ کے علاوہ کوئی معبود نہیں اور آپ اللہ کے رسول ہیں"

marfat.com

یہ پیکر رعنائی عبداللہ ابن ابی قحافہ ہیں جو اسلام لانے کے بعد عتیق اور صدیق کے لقب سے معروف ہوئے اور دنیا انہیں ابوبکر کی کنیت سے یاد کرتی ہے۔ (رضی اللہ عنہ) آج بھی ان کا نام عشاق کیلئے تڑپ کا سامان ہے۔ ان کی جانثاری کے تذکرے، پڑھنے، سننے والوں کے دلوں کو جلا بخشتے ہیں۔ ان کی فضیلت، عظمت اور شان و شوکت کے بیان کیلئے یہ چند سطریں آٹے میں نمک کے مصداق بھی نہیں مگر صرف حصول برکت کی خاطر آپ کے نام نامی، اسم گرامی کو موضوع سخن بنایا ہے۔

حضرت عائشہ صدیقہؓ فرماتی ہیں جس روز حضرت صدیق اکبرؓ مشرف بہ اسلام ہوئے، آپ کے پاس چالیس ہزار دینار تھے، آپ نے یہ تمام مال نبی کریم ﷺ (کے ارشاد) پر خرچ کر دیا۔ شب معراج کی صبح جب واقعہ اسریٰ سن کر کفار نبی کریم ﷺ کی تکذیب کرنے لگے اور مذاق اڑانے لگے تو صدیق اکبرؓ نے کافروں کے منہ یہ کہہ کر بند کر دیے کہ اگر میرے آقا ﷺ نے یہ بات ارشاد فرمائی ہے تو اس میں ذرا بھر بھی شک نہیں، آپ ﷺ ہمیشہ سچ ارشاد فرماتے ہیں۔ یہ بات نبی کریم ﷺ تک پہنچی تو آپ نے صدیق کا لقب عطا فرمایا یعنی پیکر صداقت۔ بعض روایات میں جبرائیل امین کے ذریعے نبی کریم ﷺ کو مطلع کیا گیا کہ آپ واقعہ معراج شریف کی تصدیق کریں گے۔ اس لئے آپ کا لقب صدیق پڑ گیا۔

ابن عساکر نے ابن عمرؓ سے روایت کی ہے کہ ایک روز میں نبی کریم ﷺ کی خدمت اقدس میں حاضر ہوا، حضرت ابوبکر صدیقؓ بھی موجود تھے اور ایسی قبا پہنے ہوئے تھے جس کو انہوں نے اپنے سینے پر کانٹوں سے اٹکایا ہوا تھا (بٹن کی بجائے کانٹے لگے ہوئے تھے) پس جبرائیل امین نازل ہوئے اور عرض کی اے محمد ﷺ! ابوبکرؓ نے کانٹوں سے قبا کو کیوں اٹکایا ہوا ہے؟ ارشاد ہوا اس لئے کہ انہوں نے سارا مال مجھ پر (اسلام پر) خرچ کر دیا ہے۔ حضرت جبرائیل نے عرض کی یا رسول اللہ ﷺ! اللہ ان پر سلام بھیجتا ہے اور فرماتا ہے اے ابوبکر! کیا اس حالت فقر میں ہم سے خوش ہو؟ .... یہ سننا تھا کہ ابوبکرؓ پکار اٹھے میں اپنے رب سے کیسے ناراض ہو سکتا

marfat.com

ہوں............ میں اس سے راضی ہوں............ میں اس سے خوش ہو۔

حضرت ابو بکر صدیقؓ نے سب سے پہلے اسلام قبول کیا اور سب کچھ اسلام پر نچھاور کر دیا............ سفر و حضر میں نبی کریم ﷺ کی رفاقت اختیار کی............ غلاموں کو خرید خرید کر آزاد کروایا............ درہم و دینار پانی کی طرح دین اسلام کے راستے میں لٹائے اور آقائے دو عالم ﷺ سے عتیق کا لقب پایا............ ایک مرتبہ خدمت میں حاضر ہوئے تو نبی کریم ﷺ نے صحابہ کرام رضوان اللہ اجمعین سے فرمایا جس نے جہنم کی آگ سے آزاد شخص دیکھنا ہو وہ اسے (صدیق اکبرؓ) دیکھے، یہ عتیق ہیں (عتیق کا مطلب ہے آزاد ہونے والا)

ابن عباس فرماتے ہیں رسول اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا: ابو بکرؓ کے مجھ پر ایسے احسانات ہیں کہ کسی اور کے نہیں............ انہوں نے جان اور مال سے میری مدد کی اور اپنی بیٹی میرے عقد میں دے دی۔

ابو داؤد اور حاکم نے حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت کی ہے کہ رسول اکرم ﷺ نے فرمایا انسانوں میں سب سے زیادہ جس نے مال اور دوستی کے ذریعے میرے ساتھ تعاون کیا وہ ابو بکر صدیقؓ ہیں۔ اللہ تعالیٰ کے علاوہ اگر میں کسی کو دوست بناتا تو وہ ابو بکرؓ ہوتے۔ وہ میرے دینی بھائی ہیں۔ حضرت صدیق اکبرؓ کے فضائل و کمالات بے شمار اور ان گنت ہیں ان کے اوصاف جمیلہ حساب سے باہر ہیں............ قبول اسلام سے لے کر وصال تک رفاقت نبوی کا مزہ پایا اور چند خاص حالتوں کے علاوہ کبھی جدا نہ ہوئے۔ یہی وجہ ہے کہ رسول اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا۔

پسندیدہ خصلتیں تین سو ساٹھ ہیں۔ جب اللہ تعالیٰ کسی بندے کی بھلائی کا ارادہ فرماتا ہے تو ان میں سے کوئی خصلت اس کے اندر پیدا فرما دیتا ہے جس کی بدولت اسے جنت مل جاتی ہے۔ حضرت ابو بکرؓ نے عرض کی: یا رسول اللہ! (ﷺ) کیا ان میں سے کوئی عادت میرے اندر بھی ہے؟ ارشاد فرمایا اے ابو بکر! تمہارے اندر وہ تمام خصلتیں موجود ہیں۔ (ابن عساکر بحوالہ سلمان بن یسارؓ)

marfat.com

نبی کریم ﷺ کے ساتھ شدید محبت اور الفت کا نتیجہ تھا کہ رب ذوالجلال نے آپ کو مقام رفیع پر فائز فرمایا۔ قرآن پاک کے اندر آپ کو صاحب رسول ﷺ کے لقب سے یاد فرمایا۔

ثانی اثنین اذھما فی الغار اذیقول لصاحبه......

یعنی غار ثور کے اندر حضرت ابوبکر کی پریشانی اور اس بات کے خوف پر کہ کہیں دشمن ہمارے ٹھکانے سے آگاہ نہ ہوئے، نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا۔ "لاتحزن ان اللہ معنا" (اے پیارے صدیق!) غم نہ کھا بے شک اللہ تعالیٰ ہمارے ساتھ ہے۔

اسی بات کی طرف "ثانی اثنین" کے ساتھ اشارہ کیا ہے اور مفسرین نے یہ بات بھی بڑی وضاحت کے ساتھ لکھی ہے کہ حضرت ابوبکر صدیقؓ کو اپنے نفس یا جان کی کوئی پرواہ نہ تھی بلکہ ڈر صرف اسی بات کا تھا کہ کہیں دشمن میرے آقا ﷺ کو اذیت نہ پہنچائے۔ اس بات پر حضرت عمرؓ کی یہ روایت شاہد ہے۔

حضرت عمرؓ سے کسی نے پوچھا کہ آپ افضل ہیں یا حضرت ابوبکرؓ؟ یہ سن کر آپ رونے لگے اور فرمایا خدا کی قسم! حضرت ابوبکرؓ کی ایک رات اور ایک دن میری ساری عمر کی نیکیوں سے بہتر ہے۔ (اے سوال کرنے والے) کیا تجھے وہ دن اور رات بتا نہ دوں؟ عرض کیا گیا۔ ہاں امیر المومنین ضرور ارشاد فرمائیے۔ آپ نے فرمایا۔

"رات وہ جب نبی اکرم ﷺ مکہ سے حضرت ابوبکرؓ کے ہمراہ نکلے اور سفر ہجرت شروع کیا تو حضرت ابوبکرؓ کبھی آپ کے پیچھے ہو لیتے اور کبھی آگے، کبھی دائیں کبھی بائیں۔ رسول اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا "اے صدیقؓ! یہ کیا کرتے ہو کبھی اس طرف کبھی اس طرف؟" عرض کرنے لگے یارسول اللہ ﷺ! جب راستہ یاد کرتا ہوں تو آگے ہو جاتا ہوں، جب کافروں کا خیال آتا ہے آپ کی تلاش کر رہے ہیں تو کبھی پیچھے ہو جاتا ہوں اور کبھی دائیں بائیں..... حضرت عمرؓ نے فرمایا...... اس رات نبی اکرم ﷺ پاؤں کی انگلیوں کے بل چل رہے تھے تاکہ نشان قدم سے دشمن ٹھکانے پر

marfat.com

آگاہ نہ ہو جائے یہاں تک کہ آپ ﷺ کے پاؤں مبارک پر آبلے پڑ گئے۔ جب صدیق اکبرؓ نے یہ کیفیت دیکھی تو نبی اکرم ﷺ کو اپنے کاندھوں پر اٹھالیا اور دوڑنا شروع کر دیا حتیٰ کہ غار تک پہنچ گئے ...... (الیٰ ...... آخر الحدیث ...... ابن عساکر)

اس سفر ہجرت کے بارے میں یہ روایت بھی قابل غور ہے جس میں نبی اکرم ﷺ نے خداوند کریم کی طرف ہجرت کا حکم ملنے کے بعد جبرائیل امین سے فرمایا۔ اس سفر میں میرے ساتھ کون ہوگا؟ تو جبرائیل نے عرض کی "ابوبکر"

معلوم ہوا کہ یہ سعادت لبدی، رب ذوالجلال کے حکم سے آپ کا مقدر بنی اور آپؓ کا ساتھ آسمان پر پہلے ہی طے ہو چکا تھا۔ یہ آپ کے کامل ایمان اور نبی اکرم ﷺ کے ساتھ شدید محبت کی بھی دلیل ہے کہ اکابر صحابہؓ سے صرف صدیق اکبرؓ کو ہی اس سفر میں رفیق بنایا۔ اسی لئے علماء کا اس بات پر اتفاق ہے کہ آنحضرت ﷺ کے بعد مخلوق میں سے افضل ترین ذات ابوبکر صدیقؓ کی ہے۔ حضرت صدیق اکبرؓ کی سیرت و کردار اور عظمت و شان کی ایک جھلک آپ کے اس خطبے سے بھی نمایاں ہے جو آپ نے خلافت سنبھالنے کے بعد دیا۔ حضرت انسؓ فرماتے ہیں۔

آپؓ حمد و ثنا کے بعد یوں گویا ہوئے!

مسلمانو! مجھے تمہارا امیر بنایا گیا ہے۔ اگر میں بھلائی کروں تو میری مدد کرنا اور اگر مجھ سے گناہ یا برائی سرزد ہو جائے تو مجھے ملامت کرنا ...... سچائی امانت ہے اور جھوٹ ایک خیانت ہے ...... تم میں جو کمزور ہے میرے نزدیک اس وقت تک طاقتور ہے جب تک اس کا حق نہ دلوا دوں اور تم میں جو طاقتور ہے میرے نزدیک اسوقت تک کمزور ہے جب تک اس سے دوسروں کا حق وصول کر کے حقداروں کو نہ دے دوں ...... یاد رکھو! جس قوم نے جہاد فی سبیل اللہ چھوڑ دیا اور وہ خوار ہو گئی اور جس قوم میں بدکاری پھیل گئی اور بلا و آزمائش میں گرفتار ہو گئی۔ جب تک میں اللہ اور اس کے رسول کی پیروی کروں تو تم میری اطاعت کرنا اور اگر ان سے روگردانی کروں (العیاذ باللہ) تو میری اطاعت تم پر واجب نہیں۔ یہ چند جملے حکمرانوں کی آنکھیں کھول دینے کے لئے ہی کافی

marfat.com

ہیں جنہوں نے عوام کے حال کو اپنی جاگیر اور اپنے حکم کو حتمی فیصلہ سمجھ رکھا ہے جو ظالموں کے جانب دار ہیں اور مظلوموں سے راہ فرار اختیار کرتے ہیں اور اس کے ساتھ اور اس خطبے کے کلمات حضرت ابوبکر صدیقؓ کے عدل وانصاف، فہم و فراست اور نور ایمانی کی روشن دلیل ہے اور ہم سب کے لئے مشعل راہ ہے۔ جب آپؓ مسند خلافت پر تشریف فرما ہوئے تو اسلام ابھی نرم و نازک شاخوں کے ساتھ دنیا میں ابھر اتھا جو لوگ ابھی اسلامی تعلیمات مکمل سمجھ نہ پائے تھے۔ نبی محترم ﷺ کی وفات کے بعد مرتد ہونا شروع ہو گئے، بعض نے زکوٰۃ دینا بند کر دی اور کچھ قبیلوں نے بغاوت کر دی، برباد کرنے کی مکمل کوشش شروع کی...... سرحدوں پر دشمن نے حالات سے فائدہ اٹھا کر اسلامی سلطنت کو روندنے کی کوشش کی۔

ان پیچیدہ اور نازک حالات میں حضرت ابوبکر صدیقؓ نے جس حوصلے اور جرأت مندی کا ثبوت دیا وہ تاریخ عالم میں بے نظیر و بے مثال ہے جو بھی جنگ لڑتے ہوئے اندرونی شورشیں فرو کیں اور سرحدوں پر دشمن کے دانت بھی کھٹے کئے لشکر اسلام کو فتح نصیب ہوئی اور اسلام کی عزت و وقار میں اضافہ ہوا۔

ختم نبوت کا مسئلہ آج کا نہیں حضرت صدیق اکبرؓ کے دور سے بلکہ نبی اکرم ﷺ کی حیات طیبہ سے ہی ایسے فتنے سر نکالتے دکھائی دیتے ہیں۔ اگر تحریک ختم نبوت کا مجاہد اول حضرت صدیق اکبرؓ کو قرار دیا جائے تو اس میں ذرا بھی مبالغہ آرائی نہ ہو گی، انہوں نے نبوت کے جھوٹے دعویداروں کے سر خاک میں ملا کر رکھ دیئے اور امت مسلمہ کے ساتھ ساتھ پوری دنیا کو بتا دیا کہ جب تک ایک بھی مسلمان موجود ہے اپنے پیارے حبیب کریم ﷺ کے دامن نبوت پر کسی غلیظ، جھوٹے، کذاب اور دجال شخص کے ناپاک چھینٹے پڑنے نہ دیگا...... آج بھی یہ فتنہ مرزائیت و قادیانیت کے روپ میں سانپ بن کر بل سے منہ نکال رہا ہے۔ ضرورت اس امر کی ہے کہ جذبۂ صدیقی کے ساتھ اس کا پھن کچل دیا جائے اور دامن محبوب ﷺ پر کوئی حرف نہ آنے دیا جائے یہی محبت کا تقاضا ہے۔

marfat.com

بہر حال فضائل و کمالات ابو بکر صدیقؓ کا یہ مختصر سا بیان سورج کو چراغ دکھانے کے مترادف ہے۔ رب ذوالجلال ہمیں ان پاکباز لوگوں کی سیرت و کردار پر عمل پیرا ہو نیکی توفیق عطا فرمائے اور خدا کرے کہ اقبال مرحوم علیہ الرحمۃ کی زبان میں صدیق اکبرؓ کا یہ مقولہ ہمارے ایمان کی بنیاد بنے۔

پروانے کو چراغ، بلبل کو پھول بس

صدیقؓ کیلئے ہے خدا کا رسول بس

خلافت سیدنا ابو بکر صدیقؓ پر لکھی گئی یہ کتاب ایک اچھوتی اور گراں قدر کوشش ہے۔ آپؓ کی خلافت کو غصب کا نام دینے والے اور حضرت علی رضی اللہ عنہ کے علاوہ باقی خلفاء کے دامن اقدس پر تحریر و تقریر کے ذریعے کیچڑ اچھالنے والوں کیلئے مسکت جواب ہے۔ جس محنت اور عرق ریزی سے اسے پیش کیا گیا یہ حضرت علامہ مولانا محمد ابراہیم صاحب مد ظلہ العالی جیسی شخصیت کے ہی لائق تھا۔ کتاب سے علمی و تحقیقی اسلوب جگہ جگہ مترشح ہے اور مدلل گفتگو نے مخالفین کے اعتراضات خس و خاشاک کی طرح بہادئیے ہیں۔ رب ذوالجلال حضرت علامہ کی عمر میں برکت عطا فرمائے اور اہل سنت و جماعت کیلئے مزید تحریر کرنے کی توفیق بخشے، آمین۔

محمد سجاد رضوی۔ نصیرہ (تحصیل کھاریاں۔ ضلع گجرات)

ایم اے عربیک (پنجاب یونیورسٹی۔ لاہور)

marfat.com

خطبۃ الکتاب

صاحب رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم

بسم الله الرحمن الرحيم

نحمدهٗ ونستعينهٗ و نستغفرهٗ ونومن بهٖ ونتوكل عليه ونعوذ بالله من شرور أنفسناومن سئيات اعمالنا ونشهد أن لا اله الا الله و نشهدأن سيدنا و مولانا محمدا عبدهٗ ورسولهٗ، اللهم صل على سيدنا و مولانا محمد النبى الامى وعلى آله واصحابه اجمعين امابعد:

فاعوذ بالله من الشيطن الرجيم

بسم الله الرحمن الرحيم

الاتنصروهٗ فقدنصر الله اذأخرجهٗ الذين كفروا ثانى اثنين اذهما فى الغار اذيقول لصاحبهٖ لاتحزن ان الله معنا فأنزل الله سكينتهٗ عليه...... الى آخرالاية (القران الحكيم)

صدق الله العظيم وصدق رسولهٗ النبى الكريم الامين

marfat.com

بسم اللہ الرحمن الرحیم

صاحب رسول خدا ﷺ...... سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ

نام مبارک : عبداللہ

باپ کا نام : عثمان کنیت ابو قحافہ

شجرۂ نسب

حدثنا محمد بن عمروبن خالد الحرافی حدثنی أبی ثنا ابن لهيعة عن أبی الاسود عن عروة قال ابوبكر الصديق اسمهٗ عبدالله بن عثمان بن محمود بن عامر بن كعب بن سعد بن تيم بن مرة بن كعب بن لؤی بن غالب بن فهر القرشی التيمی

"عبداللہ بن عثمان، حضرت ابوبکر صدیق کا نام ہے اور اس سے آگے فہر القرشی التیمی تک آپؓ کا نسب مبارک ہے۔

والدہ کا نام

أم الخير سلمیٰ بنت صخر بن عامر بن عمرو بن كعب بن سعد بن تيم بن مرة بن كعب بن لؤی بن غالب بن فهربن مالك.

حضرت ابوبکر صدیقؓ کا نسب تقریباً ساتویں پشت میں نبی کریم ﷺ سے جاملتا ہے۔

حافظ ابن حجر فرماتے ہیں کہ رسول اکرم ﷺ اور حضرت صدیق اکبرؓ کے آباء کی مرۃ بن کعب تک تعداد برابر ہے۔ (فتح القدیر، ج ۷، ص ۹)

نانی کا نام

دلاف یعنی أميمة بنت عبيد بن ناقد الخزاعی

marfat.com

دادی کا نام

أمينة بنت عبدالعزى بن حرثان ابن عوف بن عبيد بن عويج بن عدى بن كعب

حضرت ابوبکر صدیقؓ کے والدین مشرف بہ اسلام ہوئے جیسا کہ حافظ سلمان بن احمد طبرانی فرماتے ہیں۔

حدثنا محمد بن على المدينى البغدادى ثناء داؤد بن رشيد عن الهيثم ابن عدى قال أم أبى بكر رضى الله عنه يقال لها أم الخير بنت صخر بن عامر وهلك ابوبكر رضى الله عنه فورثه آبواهُ جميعا وكانا أسلما وماتت أم أبى بكر قبل أبيه. (طبرانى فى الكبير، ج ١ ، ص ٥١،٥٢)

ھیثم بن عدی فرماتے ہیں حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی والدہ ماجدہ اُم الخیر بنت صخر بن عامر اور والد گرامی، حضرت صدیق اکبرؓ کی وفات کے بعد آپؓ کی وراثت کے مالک بنے اور وہ دونوں مسلمان تھے اور آپ کی والدہ نے آپ کے والد سے پہلے وفات پائی۔

سن ولادت

آپ کی ولادت کے بارے میں علامہ ابن حجر عسقلانی "الاصابۃ" میں لکھتے ہیں۔

ولد بعد الفيل بسنتين وستة اشهر أخرج ابن البر والطبرانى بطريق ابن لهيعة عن أبى الأسود عن عروة عن عائشة رضى الله عنها قالت تذاكر رسول اللهﷺ و ابوبكر ميلا دهما عندى فكان رسول اللهﷺ أكبر من أبى بكر رضى الله عنهُ وصحب النبىﷺ قبل البعثة وسبق الى إلايمان به

(الاصابة فى تمييز الصحابة، ج ٢ ، ص ٣٤١. طبرانى فى الكبير، ج ١، ص ٥٨)

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ واقعہ فیل کے اڑھائی برس بعد پیدا ہوئے۔ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ نبی اکرمﷺ اور حضرت

marfat.com

ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ میرے پاس بیٹھے اپنی ولادت کا ذکر کر رہے تھے (اس گفتگو کے نتیجے میں ظاہر ہوا کہ) نبی کریم ﷺ حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ سے بڑے تھے آپؓ قبل از بعثت رسول اکرم ﷺ کے ساتھی رہے اور آپ ﷺ پر ایمان لانے میں دوسروں سے سبقت کی۔

ابو بکر کی وجہ تسمیہ

علامہ عبدالباقی ''زرقانی علی المواھب ''اور علامہ حلبی ''انسان العیون'' میں لکھتے ہیں :

قال الزمحشری ولعلهٗ كنى بأبى بكر لابتكاره الخصال الحميدة وقال الزرقانی ولم أقف علىٰ من كناهٗ به هل المصطفى ﷺ أو غيرهٗ

(سیرت حلبیه ج ۱، ص ٤٤٢ .زرقانی، ج ۱ ، ص ۲۳۸)

امام زمحشری فرماتے ہیں صدیق اکبرؓ کی کنیت ابو بکر شاید اس لئے رکھی گئی کہ آپ بچپن ہی سے اعلیٰ خصلتوں کے مالک تھے اور علامہ زرقانی فرماتے ہیں یہ معلوم نہیں ہو سکا کہ آپ کی یہ کنیت مصطفیٰ کریم ﷺ نے رکھی یا کسی اور نے۔

آپ کے لقب ''صدیق'' کی وجوہ

صاحب ''معجم کبیر'' بطریق عکرمه عن ام هانی رضی الله عنها اور ابن اثیر ''اسد الغابة'' میں بطریق معمرعن زهری عن عروة عن عائشةؓ روایت نقل فرماتے ہیں۔

عن عكرمة قال أخبرتنى أم هانى قالت قال رسول الله ﷺ لما أسرى به انى أريد أن أخرج الى قريش فأخبرهم، فأخبرهم فكذبوه وصدقه ابوبكر فسمى يومئذ الصديق وفى رواية عن عائشة فلذالك سمى ابوبكر الصديق

(معجم كبير للطبرانی، ج ۱ ص ۵۵ . اسد الغابة، ج ۲ ، ص ۲۰۶)

marfat.com

حضرت اُم ہانی فرماتی ہیں جب نبی اکرم ﷺ کو سیر کرائی گئی تو آپ نے اس بات کی اطلاع قریش تک پہنچانا چاہی، جب قریش کو واقعہ معراج سے آگاہ کیا تو انہوں نے آپ ﷺ کی تکذیب کی (جھٹلایا) جبکہ حضرت ابوبکرؓ نے آپ ﷺ کی تصدیق کی اور تائید بھی۔ اسی دن سے آپ کا نام صدیق رکھ دیا گیا۔

اور اُم المومنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی روایت کے مطابق، واقعہ معراج کی تصدیق کرنے کے نتیجے میں آپ کو صدیق کا لقب عطا کیا گیا۔

علامہ بدرالدین عینی عمدۃ القاری شرح صحیح بخاری میں فرماتے ہیں۔

الصديق في الاسلام لتصديقه النبي ﷺ وذكرابن سعد أن النبي ﷺ لما أسرى به قال لجبريل عليه السلام أن قومي لايصدقوني فقال له جبريل يصدقك أبوبكر و هوصديق. (عمدة القارى، ج ١٦، ص ١٧٢)

"زمانہ اسلام میں آپ صدیق کے لقب سے معروف ہوئے اس لئے کہ انہوں نے نبی کریم ﷺ کی نبوت کی تصدیق کی۔ ابن سعد نے کہا کہ نبی کریم ﷺ کو جب سیر کرائی گئی تو آپ ﷺ نے جبرائیل علیہ السلام سے فرمایا: میری قوم اس سیر کو تسلیم نہ کرے گی۔ جبرائیل امین نے جواب عرض کیا: آپ کی تصدیق، ابوبکر صدیق کریں گے اور وہ صدیق یعنی زبان نبوت کی تصدیق کرنے والے ہیں۔

اس سے ثابت ہوا کہ حضرت ابوبکرؓ کا لقب صدیق، من جانب اللہ ہے۔

أخرج ابن حبان في صحيحه عن أنس بن مالك رضي الله عنه أن النبي ﷺ صعد أحداً فتبعه أبوبكر و عمروعثمان رضي الله عنهم فرجف بهم فضربه نبي الله برجله وقال أثبت أحداً فما عليك الا نبي وصديق و شهيدان.

(صحيح ابن حبان جز ٨، ص ٧)

انس بن مالکؓ سے روایت ہے کہ نبی اکرم ﷺ جبل اُحد پر جلوہ افروز ہوئے اور حضرت ابوبکر، حضرت عمر، حضرت عثمان رضی اللہ عنہم بھی آپ کے ہمراہ تھے۔

marfat.com

جبلِ اُحد نے مسرت سے حرکت کرنا شروع کر دیا تو نبی اکرم ﷺ نے فرمایا (اپنا پاؤں مبارک جبلِ اُحد پر مار کر) اے اُحد ثابت قدم رہ! تجھے معلوم نہیں تجھ پر ایک نبی ایک صدیق اور دو شہید ہیں۔

ابن حبان فرماتے ہیں اس حدیث شریف سے ثابت ہوتا ہے کہ صدیق کا لقب خود رسول خدا ﷺ نے آپ کو عطا فرمایا۔

أخرج الطبرانی من طریق عمران بن ظبیان عن یحیی حکیم بن سعد قال سمعت علیا رضی اللہ عنه یحلف للہ أنزل اسم أبی بکر من السماء الصدیق

(طبرانی فی الکبیر، ج ۱، ص ۵۵. صفة الصفوة ج ۱، ص ۲۳۶)

وقال الحافظ فی الفتح رجاله ثقات (فتح الباری، ج ۷، ص ۹)

یحی حکیم ابن سعد سے روایت کرتے ہیں میں نے حضرت علیؓ سے سنا وہ اللہ تعالیٰ کی قسم اٹھا کر کہتے تھے کہ حضرت ابو بکر کا لقب "صدیق" آسمانی ہے۔

حافظ ابن حجر عسقلانی فتح الباری شرح صحیح بخاری میں فرماتے ہیں کہ اس حدیث کے تمام راوی ثقہ ہیں۔

أخرج الدارقطنی فی الافراد من طریق أبی اسحاق عن أبی یحیی قال لاأحصی کم سمعت علیا یقول علی المنبر أن اللہ عزوجل سمی أبابکر علی لسان نبیه ﷺ صدیقا. نقله الحافظ بن الحجر العسقلانی فی الاصابة

(الاصابة، ج ۲، ص ۳۴۳)

ابویحیی فرماتے ہیں میں شمار نہیں کر سکتا کہ میں نے کتنی مرتبہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کو منبر پہ یہ کہتے سنا کہ بیشک اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی ﷺ کے ذریعے حضرت ابو بکر کا نام صدیق رکھا۔

اس حدیث کو حافظ ابن حجر نے "الاصابہ" میں دارقطنی کی "الافراد" سے نقل فرمایا:

marfat.com

أخرج ابن الاثير فی الاصابة عن النزال بن سبرة الهلالی قال فقلنا یا أمیر المومنین حدثنا عن اصحابك قال كل أصحاب رسول اللهﷺ أصحابی قلنا حدثنا عن أبی بكر قال ذاك أمرؤ سماه الله عزوجل صدیقا علی لسان جبریل و لسان محمد ﷺ كان خلیفة رسول اللهﷺ علی الصلوة رضیه لدیننا فرضینا لدنیانا (الاصابة لابن الأثیر، ج ۲ ، ص ۲۱۶)

نزال بن سبرہ ہلالی فرماتے ہیں ہم چند افراد امیر المومنین حضرت علی رضی اللہ عنہ کی خدمت اقدس میں حاضر ہوئے اور عرض کیا کہ اپنے اصحاب (ساتھیوں) کے متعلق کچھ بیان فرمائیں تو حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا: نبی کریم ﷺ کے تمام صحابہؓ میرے ساتھی ہیں۔ ہم نے عرض کیا ابو بکرؓ کے متعلق ارشاد فرمایئے تو امیر المؤمنین نے جواب دیا ابو بکرؓ وہ شخصیت ہیں کہ اللہ عزوجل نے بزبان جبریل علیہ السلام اور بذریعہ مصطفیٰ کریم ﷺ آپ کا نام "صدیق" رکھا، وہ نماز میں رسول اکرم ﷺ کے خلیفہ تھے۔ رسول کریم ﷺ نے آپ کو ہمارے دین کیلئے پسند فرمالیا اور ہم نے آپؓ کو اپنی دنیا کیلئے پسند کر لیا (یعنی اپنا خلیفہ بنالیا)

ایک روایت کے مطابق رسول اکرم ﷺ نے آپ کو صدیق فرمایا، دوسری روایت کے مطابق جبریل علیہ السلام نے اور تیسری روایت جو کہ حضرت علیؓ کی ہے یہ لقب من جانب اللہ ہے۔ روایات میں بظاہر تضاد ہے مگر درحقیقت کوئی اختلاف نہیں کیونکہ حضرت جبرائیل علیہ السلام نے اللہ تعالیٰ کے حکم کے مطابق نبی کریم ﷺ کو خبر دی اور زبان نبوت نے اس بات کا اظہار فرمایا۔

- حافظ ابن حجر فرماتے ہیں:

ولقب الصدیق بسبقه إلی تصدیق النبیﷺ وقیل كان تسمیته بذالك صبیحة الاسراء (فتح الباری، ج۷، ص۹)

یعنی نبوت رسول اکرم ﷺ کی سب سے پہلے تصدیق کرنے کی وجہ سے

marfat.com

آپ کا لقب صدیق پڑ گیا۔ اور لفظ "قیل" سے فرمایا کہ اس لقب کی ابتداء اس رات کی صبح کو ہوئی جس میں معراج کا واقعہ پیش آیا۔

معلوم ہوا کہ حضرت ابو بکرؓ "صدیق" کے لقب سے مشرف تو اسی وقت ہو گئے جب آپ نے بلا تردد و تفکر اور بلا تاخیر سب سے پہلے نبی اکرم ﷺ کی نبوت کی تصدیق فرمائی۔ لیکن بارگاہ ایزدی میں قبولیت اس گھڑی ہوئی جب سرور عالم ﷺ بغیر حجاب، رب تعالیٰ کے دیدار سے مشرف ہوئے اور قریش نے اس بات کو جھٹلایا مگر ابو بکرؓ نے اس کی بلا تردد تائید اور تصدیق کی۔ جیسا کہ سابقہ سطور میں حدیث میں وارد ہوا کہ جبریل امین نے نبی کریم ﷺ کے سوال کے جواب میں عرض کیا کہ ابو بکر آپ کی تصدیق کریں گے۔ آغاز اعلان نبوت میں تصدیق کا سہرا بھی حضرت ابو بکرؓ کے سر رہا اور واقعہ معراج کی تصدیق کی سعادت بھی آپ کا مقدر ہی بنی۔ پھر اس لقب سے ایسے مشہور ہوئے کہ اختلاف کی گنجائش تک نہ رہی۔

حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کے لقب کی تحقیق

حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کے لقب عتیق میں علماء کا اختلاف ہے بعض کے نزدیک یہ لقب نہیں بلکہ آپ کا اصل نام ہے ان کی دلیل یہ روایت ہیں۔

اماهشام فانهٗ قال فيما حدثت عنهٗ أن اسم أبي بكر رضي الله عنه عتيق بن عثمان بن عامر وحدثني يونس قال أخبرنا إبن وهب قال أخبرني ابن لهيعة عن عمارة بن غزية قال سألت عبدالرحمن بن القاسم عن إسم أبي بكر الصديق رضي الله عنهٗ فقال عتيق و كانوا إخوة ثلاثة بني أبي قحافة عتيق و معتق وعقيق

(تاریخ طبری، ج ۲، ص ۶۱۹)

ہشام فرماتے ہیں مجھ سے حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ، کے بارے میں بیان کیا گیا کہ آپؓ کا اسم گرامی عتیق بن عثمان بن عامر ہے (امام طبری) فرماتے ہیں مجھ سے یونس نے بیان کیا اور یونس کو ابن وہب نے خبر دی کہ لھیعہ نے عمارہ بن غزیہ سے

marfat.com

روایت کیا۔ کہتے ہیں میں نے عبدالرحمٰن بن قاسم سے حضرت ابوبکر صدیقؓ کے نام کے بارے میں پوچھا تو آپ نے فرمایا آپ کا نام عتیق ہے۔ ابو قحافہ کے تین بیٹے تھے عتیق، معتق اور عُتَیق۔

امام طبری نے اس روایت کو صرف عبدالرحمٰن بن قاسم تک موقوف رکھا مگر صاحب طبرانی نے اس حدیث کو حضرت عائشہؓ تک بیان کیا ہے اور اس کی سند یہ ہے۔

ابن لهيحةعن عمارةبن غزية عبدالرحمن بن قاسم عن ابيه قال سالت عائشه رضی الله عنها عن اسم ابی بکر فقالت عبدالله فقلت انهم يقولون عتيق فقالت ان ابا قحافة كان له ثلاثة واحدا عتيقامعتيقاو معتقا.

(طبرانی الکبیر، ج۱، ص ۵۳)

عبدالرحمٰن بن قاسم اپنے باپ سے روایت کرتے ہیں وہ کہتے ہیں کہ میں نے حضرت عائشہ سے سوال کیا، حضرت ابوبکر کا نام کیا تھا تو آپ نے فرمایا عبداللہ...... میں نے عرض کیا لوگ کہتے ہیں کہ ان کا نام عتیق ہے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا ابو قحافہ کے تین بیٹے تھے ان میں سے ایک کا نام عتیق دوسرے کا نام معتیق اور تیسرے کا نام معتق،،

دونوں روایات میں کافی فرق ہے۔ طبری کی روایت عبدالرحمٰن بن قاسم تک موقوف ہے اور اس میں حضرت عائشہ کے جواب کا تذکرہ نہیں جبکہ ابو قحافہ کے بیٹوں کے نام میں بھی اختلاف ہے، حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی روایت میں ان کے نام عتیق، معتق، اور عُتیق اور طبرانی کی تخریج کردہ روایت جو عبدالرحمٰن بن قاسم عن ابیہ عن عائشہ رضی اللہ عنہا ہے اس میں عائشہ نے عتیق، معتیق اور معتق گنوائے ہیں۔

علامہ ابن البر الاستیعاب میں لکھتے ہیں

قال آخرون كان له أخوان أحدهما يسمى عتيق مات عتيق قبله فسمي باسمه (الاستيعاب، ج۲، ص ۲۴۵)

علامہ ابن البر عتیق نام میں مختلف اقوال بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

marfat.com

دوسرے علماء کا یہ کہنا ہے کہ ابو بکر صدیق کے دو بھائی تھے ان میں سے ایک کا نام عتیق تھا اور وہ حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کی ولادت سے پہلے فوت ہو گیا۔ جب آپ کی پیدائش ہوئی تو اس کے نام پر آپ کا نام عتیق رکھ دیا گیا۔

فی ربیع الأبرار للز محشری قالت عائشة رضی الله عنها کان لأبی قحافة ثلاثة من الولد أسماء هم عتیق، معتق، معتیق.

(عمدة القاری، ج ١٦، ص ١٧٢)

"علامہ بدر الدین عینی علیہ الرحمۃ نے "ربیع الابرار" میں زمحشری کے حوالہ سے نقل فرمایا:

"حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں ابو قحافہ کے تین بیٹے تھے، ان کے نام یہ ہیں ۔ عتیق، معتق، معتیق"۔

صدیق کی طرح عتیق بھی لقب ہے اس کی دلیل یہ روایت ہے۔ امام سہیلی لکھتے ہیں۔

قیل سمی عتیقا لأن أمه کانت لایعیش لها ولد، فنذرت أن ولدها ولد أن تسمیه عبدالکعبة ویتصدق به علیها فلما عاش وشب سمّی عتیقا کأنهٗ أعتق من الموت وقال الحلبی فی کتابه "انسان العیون" و سمته أمهٗ بذالك لانه کان لایعیش لها ولدفلما ولدتهٗ استقبلت به الکعبة ثم قالت اللهم هذا عتیقك من الموت فهبه لی فعاش ونقل غیر هما کثیر من العلماء

(روض الانف، ج ١ ص ٢٨٧ ،سیرت حلبیه ج ١ ص ٤٤١)

امام سہیلی علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں:

"کہا گیا کہ حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کا نام عتیق اس لئے رکھا گیا کہ آپ کی والدہ کے ہاں اولاد زندہ نہیں رہتی تھی۔ پس انہوں نے نذر مانی کہ اگر مجھے اولاد ملے تو بچے کا نام عبد الکعبہ رکھوں گی اور اس کے نام کا صدقہ بھی دیا جائے گا۔ جب بچہ

marfat.com

پیدا ہوا، زندہ رہا اور جوان ہوا تو اس کا نام عتیق رکھ دیا کہ وہ موت سے آزاد ہو گیا (عتیق کا معنی ہے آزاد) صاحب سیرت حلبیہ فرماتے ہیں آپؓ کا نام عتیق اس لئے رکھا گیا کہ آپؓ کی والدہ کے ہاں اولاد زندہ نہ رہتی تھی۔ جب حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ پیدا ہوئے تو ان کو کعبہ لے گئیں پھر کہا "اے اللہ یہ تیری طرف سے موت سے آزاد بچہ مجھے عنائت فرما کہ زندگی کے آئندہ مہ و سال یونہی گزارے۔

ان دو کے علاوہ بہت سے علماء نے اسی سلسلہ میں مختلف اقوال نقل کئے ہیں۔

بہر حال قبل از بعثت نبوی بھی آپ کو عتیق کہا جاتا تھا جیسا کہ حافظ بیہقیؒ اور حافظ ابو نعیم اپنی اپنی "دلائل النبوۃ" میں فرماتے ہیں۔

واماالحديث الذى أخبرنا ابو عبدالله الحافظ قال حدثنا ابو العباس محمد بن يعقوب قال حدثنا أحمد بن عبدالجبار قال حدثنا يونس بن بكير عن يونس بن عمرو عن ابيه عن أبى ميسرة عمروبن شرجيل أن رسول الله ﷺ قال لخديجة رضى الله عنها أنى اذا خلوت وحدى سمعت نداء وقدوالله خشيت أن يكون هذا أمراً فقالت معاذ الله ماكان الله ليفعل بك فوالله انك لتؤدى الامانة أوتصل الرحم وتصدق الحديث فلما دخل ابوبكر وليس رسول الله ﷺ ثم ذكرت خديجة رضى الله عنها حديثهٗ لهٗ وقالت يا عتيق أذهب مع محمد ﷺ إلى ورقة بن نوفل إلى آخر الحديث.

(دلائل النبوة للبيهقى ج ٢، ص ١٥٨ ـ دلائل النبوة للحافظ ابونعيم ص ١٦٩)

ابو میسرہ عمرو بن شرجیل راوی ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کو بتایا کہ جب میں تنہائی میں ہوتا ہوں ایک پکار سنتا ہوں، بخدا میں ڈرتا ہوں کہ کوئی حادثہ پیش نہ آجائے، اس پر حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا نے جواب دیا "اللہ کی پناہ! خدائے بزرگ و برتر آپ سے ایسا سلوک نہیں فرمائے گا کیونکہ آپ امانتیں ادا فرماتے ہیں (یا یہ کہا) آپ صلہ رحمی کرتے ہیں اور سچ بولتے ہیں۔" جب حضرت ابو بکر

marfat.com

صدیق رضی اللہ عنہ، حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کے گھر گئے اور نبی کریم ﷺ کو نہ پایا تو حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا نے نبی کریم ﷺ کی بات آپؓ کو بتائی اور کہا "اے عتیق! محمد ﷺ کے ساتھ ورقہ بن نوفل کے پاس جاؤ...... (حدیث کے آخر تک)

محترم قارئین! یہ ہیں وہ روایات واقوال جن کی بناء پر بعض علماء کہتے ہیں کہ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ، کا اصل نام عبداللہ نہیں بلکہ عتیق ہے۔ اگرچہ آپ کے نام میں اختلاف ہے مگر راجح قول یہی ہے کہ اصل نام عبداللہ ہے۔ ایک وجہ تو یہ کہ وہ روایات جن میں آپ کا نام عتیق آیا ہے، قابل اعتماد نہیں کیونکہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی روایت میں "ابن لھیعۃ" بالاتفاق ضعیف ہیں اس کے مقابلہ میں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی دوسری روایت صحیح ہے جس میں "عتیق" آپ کا لقب بیان کیا گیا ہے۔ دوسری وجہ یہ کہ جو قول امام سہیلی اور امام حلبی نے نقل کیا ہے وہ لفظ "قیل" کے ساتھ آیا ہے اور علماء کے نزدیک "قیل" اکثر ضعیف روایات کیلئے آتا ہے۔ رہی حافظ بیہقی و حافظ ابو نعیم کی نقل کردہ روایت تو اس سے حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کا اصل نام عتیق ثابت نہیں ہوتا۔

صاحب سیرت حلبیہ فرماتے ہیں:

أن أمه اذا هزته قالت عتيق ماعتيق ذو المنظر الانيق

"جب آپ کی والدہ مسرت وشادمانی سے اپنے بچے کو دیکھتیں تو کہتیں "عتیق بھی کیسا عتیق ہے جو خوبصورت منظر والا ہے"

ہو سکتا ہے حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا نے حسن صورت کی بنا پر آپؓ کو عتیق کہا ہو۔ بہر حال علمائے محققین انساب کے نزدیک آپ کا اسم گرامی عتیق نہیں بلکہ عبداللہ ہے۔

اب وہ اقوال ملاحظہ فرمائیں جن سے آپ کا اسم گرامی "عبداللہ" ہونا عیاں ہے۔

أخرج الطبرانی من طريق صخرة بن ربيعة عن الليث بن سعد قال

marfat.com

انماسمی أبوبکر رضی اللہ عنه عتیقاً لجمال و جهه واسماه عبداللہ بن عثمان وقال صاحب مجمع الزوائد رجالهٗ ثقات

(طبرانی فی الکبیر ج ۱، ص ۵۲. مجمع الزوائد، ج ۹، ص ۴۱)

''لیث بن سعد فرماتے ہیں حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کو ''عتیق'' حسن صورت کی وجہ سے کہا جاتا تھا (یعنی آپ کا لقب ہے) آپ کا اصل نام عبداللہ بن عثمان ہے۔

حدثنا أحمد بن محمد بن صدقة قال سمعت أباحفص عمروبن علی یقول کان أبوبکر رضی اللہ عنهٗ معروق الوجه وانماسمی عتیقا لعتاقة وجهه وکان اسمهٗ عبداللہ بن عثمان هکذافی مجمع الزوائد وقال اسنادهٗ جید (طبرانی، ج ۱، ص ۵۳...... مجمع الزوائد، ج ۹، ص ۴۱)

''ابوحفص عمرو بن علی فرماتے ہیں حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کے چہرے پر زیادہ گوشت نہ ہونے اور خوبصورت ہونے کی وجہ سے آپ کو عتیق کہا جاتا تھا آپؓ کا اصل نام عبداللہ بن عثمان تھا۔

أخرج الطبرانی وابن حبان فی صحیحه عن عبداللہ بن زبیر عن ابیه قال کان اسم أبی بکر رضی اللہ عنهٗ عبداللہ بن عثمان فسماهٗ رسول اللہ ﷺ عتیقا من النار وکذا فی مجمع الزوائد ورواهٗ بزار ورجالهماثقات و صححهٗ ابن حبان

(ابن حبان جز۸، ص ۶، طبرانی ج ۱، ص ۵۳، مجمع الزاوئد ۹، ص ۴۱)

''عبداللہ بن زبیر اپنے باپ سے روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے فرمایا حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کا اسم گرامی عبداللہ بن عثمان تھا پس ''عتیق'' رسول اکرم ﷺ نے آپ کو نام دیا (عتیق من النار یعنی جہنم کی آگ سے آزاد)

أخرج الطبرانی و الترمذی والحاکم عن عمروبن سلیم قال

marfat.com

سمعت عبدالله بن زبیر یقول کان اسم أبی بکر رضی الله عنهٔ عبدالله بن عثمان (ترمذی کتاب المناقب وقال حدیث غریب) (طبرانی فی الکبیر، ج ۱، ص ۵۳......مستدرك للحاكم، ج ۲، ص ۴۱۵، ۴۱۶...... وقال صحیح الاسناد)

''عمرو بن سلیم فرماتے ہیں میں نے عبداللہ بن زبیر سے سنا، وہ فرماتے ہیں حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہٗ کا اسم گرامی عبداللہ بن عثمان تھا''

أخرج الطبرانی عن عائشة رضی الله عنها أن أبابکر رضی الله عنهٔ مر النبی ﷺ فقال من أراد أن ینظر إلی عتیق من النار فلینظر إلی هذا، وإسمهٔ الذی سمّاه أهلهٔ عبدالله بن عثمان رضی الله عنهٔ (طبرانی فی الکبیر، ج ۱، ص ۵۴)

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہٗ نبی کریم ﷺ کے پاس سے گذرے تو آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا ''جو جہنم کی آگ سے آزاد شخص کو دیکھنا چاہے وہ اس شخص (حضرت ابوبکرؓ کی طرف اشارہ) کو دیکھ لے، گھر والوں نے آپ کا نام عبداللہ بن عثمانؓ رکھا۔

وأخرج الجریر الطبری فی تاریخه عن عائشة رضی الله عنها انها سئلت لم سمی ابوبکر عتیقا فقالت نظر الیه النبی ﷺ یوماً فقال هذا عتیق الله من النار (تاریخ طبری، ج ۲، ص ۶۱۵)

''حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے سوال کیا گیا کہ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہٗ کا نام عتیق کیوں رکھا گیا؟ فرمایا ''نبی کریم ﷺ نے ایک دن آپ کی طرف نظر رحمت فرمائی اور ارشاد فرمایا یہ آگ سے آزاد ہے''

محدث ابن جوزیؒ فرماتے ہیں

وفی تسمیته بعتیق ثلاثة اقوال!

أحدها: ماروی عن عائشة أنها سئلت لم سمی أبوبکر عتیقا فقالت نظر الیه رسول الله ﷺ فقال هذا عتیق الله من النار.

marfat.com

والثانی: انه إسم سمتهٗ به أمهٗ (قالهٗ موسیٰ بن طلیحة)

والثالث: أنه سمّی به لجمال وجهه (قالهٗ اللیث بن سعد)

وقال ابن قتیبة لقبه النبی ﷺ بذلك لجمالهٖ وجهه سمّاهٗ النبی ﷺ صدیقا (صفة الصفوة، ج ۱ ، ص ۲۳۵)

آپ کے عتیق نام کے بارے میں تین اقوال ہیں۔

ایک حضرت عائشہؓ کی روایت سے ماخوذ ہے جس میں آپ سے پوچھا گیا کہ حضرت ابوبکرؓ کا نام عتیق کیوں پڑا؟۔ فرمایا :ایک دن رحمت عالم ﷺ نے نظر بھر کے دیکھا اور فرمایا یہ (مراد حضرت ابوبکرؓ) اللہ تعالیٰ کی طرف سے جہنم کی آگ سے آزاد ہے۔

دوسرا قول یہ ہے کہ عتیق آپ کی والدہ نے نام رکھا (یہ قول موسیٰ بن طلیحہ کا ہے) تیسرا قول لیث بن سعد کا ہے کہ آپ حسن وجمال کی وجہ سے عتیق کہلاتے تھے۔

ابن قتیبہ فرماتے ہیں حسن صورت کی وجہ سے، نبی کریم ﷺ نے آپ کو عتیق کا لقب عطا فرمایا اور آپ کا نام صدیق رکھا۔

علامہ ابن البر "الاستیعاب" میں لکھتے ہیں۔

اختلف العلماء فی المعنیٰ الذی قیل له به عتیق فقال اللیث بن سعد وجماعة معهٗ انما قیل لهٗ عتیق لجمالهٖ وعتاقة وجهه، وقال مصعب الزبیری وطائفة من أهل النسب انما سمّی عتیقا لانّه لم یکن فی نسبه شئی یعاب به وقال آخرون انّما سمّی عتیقاً لان رسول الله ﷺ قال من سرهٗ أن ینظر إلی عتیق من النار فلینظر الی هذا.

(الاصابة ج ۲، ص ۲۴۳ ......اسد الغابة ج ۳ ، ص ۲۰۵)

علماء عظام نے اس بات میں مختلف اَقوال بیان کئے ہیں کہ آپ کو عتیق کیوں کہا جاتا تھا۔ لیث بن سعد اور ان کے ساتھی کہتے ہیں آپ کے چہرے کی خوبصورتی کی وجہ سے آپ کو "عتیق" کہا گیا۔ مصعب زبیری اور اھل نسب میں سے ایک گروہ کا کہنا ہے

marfat.com

کہ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کا نسب ہر عیب سے پاک ہے اس وجہ سے آپ کو عتیق (ہر عیب سے پاک) کہا گیا۔ ان کے علاوہ لوگوں کا کہنا ہے کہ نبی کریم ﷺ نے آپؓ کو دیکھ کر فرمایا کہ جسے جہنم سے آزاد آدمی دیکھنے کی خواہش ہو وہ ابوبکرؓ کو دیکھے، تب سے آپ کا نام عتیق پڑ گیا۔

علامہ ابن حجر عسقلانی (الاصابۃ) میں فرماتے ہیں۔

قال سعیدبن منصور حدثنی صالح بن موسیٰ حدثنا معاویة بن اسحاق عن عائشة بنت طلحة عن عائشة أم المومنین رضی الله عنها قالت إسم أبی بکر رضی الله عنهٗ الذی سماهٗ به أهله عبدالله ولکن غلب علیه إسم عتیق.

(الاصابة، ج ۲ ، ص ۳۴۲)

حضرت عائشہؓ سے روایت ہے کہ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کا اسم گرامی عبداللہ ہے جو ان کے گھر والوں نے رکھا مگر "عتیق" اصل نام پر غالب آ گیا اور مشہور ہو گیا۔

نوٹ:۔ اس حدیث شریف کی وضاحت عنقریب علامہ عبدالباقی زرقانی علیہ الرحمۃ کی طرف سے آئے گی۔ انشاء اللہ

امام حلبی علیہ الرحمۃ "انسان العیون" میں فرماتے ہیں۔

وقدجاء فی تفسیر قوله تعالیٰ (والذی جاء بالصدق وصدق به) أن الذی جاء بالصدق رسول الله ﷺ والذی صدق به ابوبکر قال ولما سمعت خدیجة رضی الله عنها مقالة أبی بکر رضی الله عنهٗ خرجت وعلیها خمار أحمر فقالت الحمدلله الذی هداك یا بن أبی قحافة.

واسمه عبداللهای سماهٗ بذالك رسول الله ﷺ وکان اسمهٗ قبل ذلك عبدالکعبة فأبوبکر رضی الله عنهٗ اوّل من غیر رسول الله ﷺ اسمه ولقبه عتیق لحسن وجهه أولان عتق من الذنب والعیب ای أونظر الیه

marfat.com

رسول اللہ ﷺ فقال هذا عتيق من النار فهو أول لقب وجد فى الاسلام.

(سیرت حلبیہ ج ۱، ص ٤٤١)

"امام حلبیؒ" "والذی جاء بالصدق وصدق بہ" کی تفسیر میں فرماتے ہیں سچائی لے کر آنے والے نبی کریم ﷺ ہیں اور اس کی تصدیق کرنے والے حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ ہیں۔ امام موصوف حدیث کا حوالہ دیتے ہوئے لکھتے ہیں۔ جب حضرت خدیجہ الکبری رضی اللہ عنہا نے حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ کی گفتگو سنی تو باہر تشریف لائیں۔ آپ کے اوپر سرخ رنگ کی چادر تھی۔ فرمانے لگیں: "تمام تعریفیں اللہ تعالی کے لئے ہیں جس نے قحافہ کے بیٹے کو ہدایت عطا فرمائی"۔

سیرت حلبیہ کے الفاظ دلالت کررہے ہیں کہ جس نے سب سے پہلے نبوت کی تصدیق کی، حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ تھے اور رب العزۃ جل مجدہ کے اس فرمان (وصدق بہ) سے آپ کا صدیق ہونا ثابت ہوتا ہے جیسا کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کے قول سے ثابت ہے۔ بلاشک وشبہ حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کا نام نامی اسم گرامی "صدیق" آسمان سے نازل ہوا ہے۔ شاید حضرت علی رضی اللہ عنہ نے اللہ تعالیٰ کے اس فرمان کی طرف اشارہ کیا ہے۔

امام حلبی مزید فرماتے ہیں

حضرت ابو بکر صدیق کا نام عبد اللہ تھا اور یہ نام رسول اکرم ﷺ نے تجویز فرمایا۔ اس سے پہلے آپ کا نام عبد الکعبۃ تھا۔ حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ پہلے شخص ہیں جن کا نام نبی کریم ﷺ نے تبدیل فرمایا اور حسن صورت کی وجہ سے آپ کو عتیق کا لقب عطا فرمایا یا پھر یہ وجہ ہے کہ زمانۂ جاہلیت میں بھی آپ نقص وعیب سے پاک تھے یا پھر یہ کہ نبی کریم ﷺ نے نظر رحمت فرما کر ارشاد فرمایا (هذا عتیق من النار) پس یہ پہلا لقب ہے جو اسلام میں پایا گیا۔

اس سے پتہ چلتا ہے کہ عتیق آپ کا لقب ہے جو نبی کریم ﷺ کا عطا کردہ ہے (واللہ اعلم بالصواب)

marfat.com

رسول اللہ ﷺ فقال هذا عتيق من النار فهو أول لقب وجد في الاسلام.

(سیرت حلبیہ ج ۱، ص ٤٤١)

"امام حلبیؒ" "والذی جاء بالصدق وصدق به" کی تفسیر میں فرماتے ہیں سچائی لے کر آنے والے نبی کریم ﷺ ہیں اور اس کی تصدیق کرنے والے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ ہیں۔ امام موصوف حدیث کا حوالہ دیتے ہوئے لکھتے ہیں۔

جب حضرت خدیجہ الکبریٰ رضی اللہ عنہا نے حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کی گفتگو سنی تو باہر تشریف لائیں۔ آپ کے اوپر سرخ رنگ کی چادر تھی۔ فرمانے لگیں: "تمام تعریفیں اللہ تعالیٰ کے لئے ہیں جس نے قحافہ کے بیٹے کو ہدایت عطا فرمائی"۔

سیرت حلبیہ کے الفاظ دلالت کر رہے ہیں کہ جس نے سب سے پہلے نبوت کی تصدیق کی، حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ تھے اور رب العزۃ جل مجدہ کے اس فرمان (وصدق بہ) سے آپ کا صدیق ہونا ثابت ہوتا ہے جیسا کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کے قول سے ثابت ہے۔ بلاشک وشبہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کا نام نامی اسم گرامی "صدیق" آسمان سے نازل ہوا ہے۔ شاید حضرت علی رضی اللہ عنہ نے اللہ تعالیٰ کے اس فرمان کی طرف اشارہ کیا ہے۔

امام حلبی مزید فرماتے ہیں

حضرت ابوبکر صدیق کا نام عبداللہ تھا اور یہ نام رسول اکرم ﷺ نے تجویز فرمایا۔ اس سے پہلے آپ کا نام عبدالکعبہ تھا۔ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ پہلے شخص ہیں جن کا نام نبی کریم ﷺ نے تبدیل فرمایا اور حسن صورت کی وجہ سے آپ کو عتیق کا لقب عطا فرمایا یا پھر یہ وجہ ہے کہ زمانۂ جاہلیت میں بھی آپ نقص وعیب سے پاک تھے یا پھر یہ کہ نبی کریم ﷺ نے نظر رحمت فرما کر ارشاد فرمایا (هذا عتيق من النار)

پس یہ پہلا لقب ہے جو اسلام میں پایا گیا۔

اس سے پتہ چلتا ہے کہ عتیق آپ کا لقب ہے جو نبی کریم ﷺ کا عطا کردہ ہے (واللہ اعلم بالصواب)

marfat.com

علامہ بدالدین عینیؒ عمدۃ القاری میں فرماتے ہیں۔

عن ابراھیم النخعی رضی اللہ عنہ کان یسمی الاواہ و کان یسمی ایضاعتیقا لقدمہ فی الاسلام وفی الخیر وقیل لحسنہٖ وجمالہٖ وقال السھیلی و کان یلقب أمیر الشاکرین وأجمع المؤرخون وغیر ھم علی انہ یلقب خلیفۃ رسول اللہ ﷺ

(عمدۃ القاری ج،۱۶،ص ۱۷۲)

ابراہیم نخعی علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کا نام "اوّاہ" بھی رکھا گیا اور عتیق بھی۔دوسرا نام یا تو آپ کے اسلام لانے میں مقدم ہونے کی وجہ سے یا پھر بعض علماء کے نزدیک آپ کے حسن وجمال کی وجہ سے ہے۔امام سہیلی علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہٗ کا لقب "امیر الشاکرین" (شکر کرنے والوں کے سردار) بھی ہے۔مؤرخین کے علاوہ علماء کا اس بات پر اتفاق ہے کہ آپ کا لقب خلیفۂ رسول ﷺ بھی ہے۔

علامہ بدرالدین عینی علیہ الرحمۃ کی تصریح سے پتہ چلا کہ آپ کا لقب "اوّاہ" بھی ہے۔

اوّاہ کا معنی

اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں بہت زیادہ آہ وبکا اور عجز وانکساری کرنے والے کو "اوّاہ" کہتے ہیں۔ معلوم ہوا کہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہٗ امت محمدیہ ﷺ میں سب سے زیادہ آہ وزاری اور عجز کرنے والے ہیں۔

"الاصابہ لابن البر" میں ابراہیم نخعی کا قول ہے کہ آپ کی رأفت کی وجہ سے آپ کو "اوّاہ" کا لقب دیا گیا۔ (الاصابہ ج ۲ ص ۳۴۴)

امیر الشاکرین

بوجہ کثرت شکر کہ آپ امت محمدیہ ﷺ میں سب سے زیادہ اپنے رب تعالیٰ کا شکر ادا کرنے والے تھے۔ یہ سعادت بھی آپ کا ہی خاصہ ہے کہ شکر کرنے والوں کے سردار ہیں۔

marfat.com

خلیفۃ الرسول ﷺ

حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کو خلیفۃ اللہ کے نام سے پکارا گیا تو آپ نے فرمایا میں خلیفۃ الرسول ہونا پسند کرتا ہوں۔ مزید برآں نبی کریم ﷺ نے اپنی حیات طیبہ میں آپ کو اپنا نائب منتخب فرمایا تھا، اس لئے آپؓ کا لقب خلیفہ رسول ﷺ مشہور ہوا۔

علامہ ابن حجر عسقلانی "فتح الباری" میں فرماتے ہیں:

يقال كان اسمه قبل الاسلام عبدالكعبة وكان يسمى ايضاً عتيقاً واختلف هل هو اسم لهُ أصلى أوقيل غير ذلك ، قال، بأن إسم أبى بكر رضى الله عنهُ عبدالله وهو المشهور وقال الحافظ العينى وجزم البخارى بأن اسمهُ عبدالله وهوالمشهور وفى التلويح كان اسمهُ فى الجاهلية عبدالكعبة وسمى فى الاسلام عبدالله وكانت أمهُ تقول يارب عبدالكعبة...... استمع به يا ربهُ...... فهو بصخر أشبه.

(عمدة القاري ج ١٦، ص ١٧١، فتح البارى ج ٧،ص ٩)

"حافظ ابن حجر علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں اسلام سے پہلے آپ کا نام عبد کعبہ تھا اور عتیق بھی۔ علمائے کرام نے آپ کے نام میں اختلاف کیا ہے کہ آیا "عتیق" حضرت ابو بکر صدیقؓ کا اصلی نام ہے یا نہیں؟ حافظ ابن حجر اور حافظ بدر الدین عینی علیہما الرحمۃ فرماتے ہیں: امام بخاری علیہ الرحمۃ کا حتمی اور قطعی فیصلہ یہی ہے کہ حضرت ابو بکر صدیقؓ کا اصل نام عبد اللہ تھا اور یہی مشہور ہے۔ "تلویح" (ایک مشہور کتاب) میں ہے کہ دور جاہلیت میں آپ کا نام عبد الکعبۃ تھا اور اسلام میں آپ کا اسم گرامی عبد اللہ ہے جیسا کہ آپ کی والدہ کے اس شعر سے ثابت ہے۔

يا رب عبدالكعبة......اسمع به يا ربه......فهو بصخر أشبه

علامہ عبد الباقی زرقانی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں۔

marfat.com

هوأبوبكر عبدالله بن عثمان أبى قحافة على المشهور ويقال كان اسمهٗ قبل الاسلام عبدالكعبة قالهٗ الفتح وفى جامع الاصول يقال كان اسمهٗ فى الجاهلية عبدرب الكعبة فغيرهٗ ﷺ إلى عبدالله و ينافيه ماروى ابن عساكر عن عائشة رضى الله عنها أن اسمهٗ الذى سماهٗ أهله عبدالله ولكن غلب عليه اسم عتيق الا أن يكون سمى بهما حين الولادة لكن اشتهر فى الجاهلية بذالك وفى الاسلام بعبد الله فمعنى سماهٗ النبى ﷺ قصر إسمه على عبدالله.

(زرقانی شرح مواہب، ج ا، ص ۲۳۸)

"صدیق اکبر رضی اللہ عنہٗ کا نام عبداللہ بن عثمان بن ابی قحافہ ہے اور یہی مشہور قول ہے اور یہ بھی کہا گیا ہے کہ حضرت ابوبکرؓ کا قبل از اسلام نام "عبدرب الکعبۃ" تھا جیسا کہ فتح الباری نے کہا (گذشتہ سطور میں اس کا ذکر ہوا)۔ جامع الاصول میں ہے جاہلیت میں آپ کا نام عبدرب الکعبۃ بھی رہا ہے۔ پس نبی کریم ﷺ نے اسے عبداللہ میں تبدیل فرمادیا۔ اور یہ قول ابن عساکر کی حضرت عائشہؓ سے روایت کردہ قول کے منافی ہے۔ حضرت عائشہؓ نے فرمایا کہ گھر والوں نے آپؓ کا نام عبداللہ رکھا لیکن اس نام پر عتیق غالب آگیا۔ اس کے جواب میں علامہ عبدالباقی زرقانی ارشاد فرماتے ہیں۔ ہو سکتا ہے کہ آپ کی ولادت کے بعد آپ کے دونوں نام رکھے گئے ہوں (یعنی عبدرب الکعبۃ اور عبداللہ) مگر جاہلیت میں آپ عتیق اور اسلام میں عبداللہ کے نام سے مشہور ہوئے ہوں"

خلاصۃ المرام

محترم قارئین! طرفین کے دلائل وضاحت کے ساتھ آپ کی خدمت میں پیش کئے گئے۔ ایک گروہ کا کہنا ہے کہ آپؓ کا اصل نام عتیق تھا جبکہ دوسرا "عبداللہ" کو اصل اسم گرامی تسلیم کرتا ہے۔ لیکن "عبداللہ" کے متعلق وارد شدہ ارجح اور اثقہ روایات کے بعد فیصلہ کرنے میں کچھ دشواری پیش نہیں آتی اور عدل وانصاف کا تقاضا

marfat.com

یہی قرار پاتا ہے کہ آپ کا اصل نام "عبداللہ" تھا۔ اسی لئے جن اقوال اور روایات میں آپ کا نام عبداللہ قرار دیا گیا ہے۔ ہم نے ان کے آخر میں "رجالہ ثقات"، "سندہ جید"، "صحہ فلان"، "صحیح الاسناد" وغیرہ لکھ دیا ہے اور جو اقوال اس کے خلاف ہیں کہ عبداللہ نام اصل نہیں بلکہ عتیق یا عبدرب کعبہ وغیرہ اصل ہے، وہ مرجوح اور مقدوح ہیں۔ لہٰذا صحیح الاسناد روایات کی موجودگی میں ضعیف روایات قابل تسلیم نہیں۔ اس کے ساتھ ساتھ امام بخاریؒ جیسے عظیم محدث نے بھی یقین کے ساتھ فرمایا کہ قول مشہور میں حضرت ابو بکرؓ کا اصل نام عبداللہ ہے جس کی تائید و توثیق حافظ ابن حجر، حافظ العینی اور علامہ عبدالباقی زرقانی جیسے عظیم محدثین نے کی۔

کثرت اسماء

یہ بھی معلوم ہونا چاہیے کہ علمائے کرام کے نزدیک کثرت اسماء شخصیت کے شرف و کمال اور بزرگی پر دلالت کرتی ہے۔ غالباً جتنے اسماء صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین میں سے حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ کے ہیں کسی اور صحابیؓ کے نہیں۔ آپ کے مشہور اسماء یہ ہیں۔

ابو بکر، صدیق، عتیق، عبداللہ، عبدالکعبہ، عبدرب الکعبہ، اوّاہ، امیر الشاکرین، خلیفۃ الرسول ﷺ، أمیر المومنین، ثانی اثنین، حبیب الرسول ﷺ، خلیل الرسول ﷺ وغیرھا۔

ان سب سے بڑھ کر جو نام "یار غار" کے طور پر مشہور ہوا اس کی مثال نہیں ملتی۔ اپنے ہوں یا بیگانے جب بھی نام لیتے ہیں یار غار کہہ کر پکارتے ہیں۔ جس طرح شجاعت میں رستم، سخاوت میں حاتم اور حسن میں حضرت یوسف علیہ السلام مشہور ہیں کہ ان میں یہ اوصاف انتہا کے تھے۔ اسی طرح مصاحبت رسول ﷺ میں حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ کا اسم گرامی ایسا مشہور ہے کہ سخت مصائب و آلام کے اوقات میں بھی آپ ساتھ رہے۔ یہ اعزاز ایسا ارفع اور اعلیٰ ہے کہ رب ذوالجلال نے اپنی مخلوق

marfat.com

کی زبان پر "یار غار" کا نام جاری کر دیا جو تا قیامت یونہی محبت و شوق سے لیا جاتا رہے گا اور صدیقؓ کی اپنے نبی ﷺ سے والہانہ محبت کے لئے درخشندہ دلیل کے طور پر ہر دل میں زندہ رہے گا۔ میں نے اسی مناسبت سے کتاب کا نام:

صاحب رسول ﷺ............ سیدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ،

تجویز کیا ہے کیونکہ خود رب ذوالجلال نے اپنے مقدس کلام، قرآن مجید میں ارشاد فرمایا:

اذیقول لصاحبہٖ لاتحزن

جب خود خدائے بزرگ و برتر نے صدیق رضی اللہ عنہ، کو اپنے حبیب ﷺ کا صاحب کہہ کر ارشاد فرمایا ہے تو ہم نے بھی یہی عنوان اس پیکر عشق و مستی کیلئے موزوں سمجھا۔

اب ہم کلام ربانی کی وہ آیات جن میں صدیق اکبر رضی اللہ عنہ، کی مدح کی گئی ہے حصول برکت کیلئے تحریر کر کے آئمہ مفسرین اور علمائے ربانیین کی فکر انگیز آراء پیش کریں گے تاکہ آپ کی عظمت و شان ہر ایک پر روشن اور عیاں ہو جائے۔

دعا ہے خالق ارض و سما سے کہ ہمیں صاحب رسول ﷺ کی عزت و تکریم کی توفیق عطا فرمائے اور آپؓ کے ذکر خیر کے سبب ہم سب کے گناہ معاف فرمائے۔

آمین، بجاہ طٰہٰ و یٰسین

marfat.com

القرآن اور صدیق کی صداقت و مصاحبت

قال الله تعالیٰ:

ألاتنصروه فقدنصره الله

علامه علاء الدين على المعروف بالخازن اس آیۂ کریمہ کے ماتحت تحریر فرماتے ہیں:

فی الوجوه المستنبطة من هذه الآية الدالة على فضل سيدى أبى بكر الصديق رضى الله عنهٗ

''اس آیہ کریمہ سے اَخذ کی گئی وہ وجوہات جو کہ صدیق اکبر رضی اللہ عنہٗ کے فضل و شرف پر دلالت کرتی ہیں (مندرجہ ذیل ہیں)

اول: جب نبی کریم ﷺ اور صدیق اکبر رضی اللہ عنہٗ کفار کے تعاقب سے بچنے کیلئے غار ثور میں گئے تو آنحضرت ﷺ حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہٗ کے باطن پر مطلع تھے کہ ان کا ظاہر و باطن ایک ہے اور وہ مومنین، صادقین، مخلصین اور صدیقین میں سے ہیں اسی لئے انہیں اس ہیبت ناک مکان میں اپنی رفاقت کیلئے پسند کیا کیونکہ نبی اکرم ﷺ کو آپ پر مکمل اعتماد تھا۔

دوم: یہ ہجرت باذن اللہ (اللہ تعالیٰ کے حکم کے ساتھ) تھی اور اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی ﷺ کی رفاقت کیلئے حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہٗ کو چن لیا تھا۔ حالانکہ آپ کے علاوہ دوسرے صحابہ کرام اور قرابت دار موجود تھے۔ ان حالات میں صدیق اکبر رضی اللہ عنہٗ کو ہم سفر بنانا آپ کے شرف و کمال کی دلیل ہے اور دوسروں پر آپ کی فضیلت عیاں ہوتی ہے۔

سوم: **ان الله عاتب أهل الارض بقوله (الاتنصروه فقد نصرهُ الله) سوى أبى بكر رضى الله عنه.**

''اللہ عزوجل نے زمین والوں کو زجر و توبیخ فرمائی مگر اس سے حضرت ابو بکر

marfat.com

صدیق ماوراء ہیں، یہ بھی آپ کے فضل وکرم کی دلیل ہے۔

چہارم : ان أبا بکر رضی اللہ عنہٗ لم یتخلف عن رسول اللہ ﷺ فی سفر و حضر بل کان ملازما لہٗ وھذا دلیل علی صدق محبتہٖ وصحۃ صحبتہٖ لہٗ.

"حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ، نے سفر و حضر میں نبی اکرم ﷺ کی صحبت ترک نہیں کی بلکہ ہمیشہ ساتھ رہے اور اس رفاقت کو لازم جانا۔ یہ بات حضرت صدیق اکبرؓ کی سچی محبت اور خالص دوستی پر دلالت کرتی ہے جو آپؓ کو نبی کریم ﷺ سے تھی۔

پنجم : مؤانسہ للنبی ﷺ فی الغار و بذل نفسہ لہٗ وفی ھذا دلیل علی فضلہٖ

"غار میں نبی اکرم ﷺ کی موانست (اُنس و محبت) اور آپ ﷺ کیلئے ایثار و قربانی میں صدیق اکبر رضی اللہ عنہ، کے فضل و شرف کی بہت بڑی دلیل ہے۔

ششم : ان اللہ سبحانہ تعالیٰ جعلہٗ ثانی رسول اللہ ﷺ یقولہٗ سبحانہ وتعالیٰ ثانی اثنین اذھما فی الغار وفی ھذا نہایۃ الفضیلۃ لأبی بکر رضی اللہ عنہٗ.

"بے شک اللہ تعالیٰ نے حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ، کو رسول اللہ ﷺ کا ثانی بنایا جیسا کہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے (ثانی اثنین اذ ھما فی الغار) اس میں حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ، کی فضیلت کی انتہا ہے۔

ہفتم : ان اللہ سبحانہ وتعالیٰ نص علی صحبۃ أبی بکر دون غیرہ بقولہ سبحانہٗ وتعالیٰ (اذیقول لصاحبہ لاتحزن)

"خدائے عزوجل نے حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ، کی نبی کریم ﷺ کے ساتھ صحبت قرآن مجید میں بیان فرمائی۔ یہ شرف بھی آپ کے علاوہ کسی اور کو حاصل نہیں۔

ہشتم : ان اللہ تعالیٰ کان ثالثھما ومن کان اللہ معہٗ دل علی فضلہ وشرفہ علی غیرہٖ

marfat.com

''حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ اور نبی کریم ﷺ کے ساتھ تیسرا خود رب کریم تھا اور جس کے ساتھ اللہ تبارک وتعالیٰ کی معیت ہو کوئی دوسرا اس کے مرتبے کو نہیں پہنچ سکتا''۔

نہم : **إنزال السكينة على أبى بكر و اختصاصه بها دليل على فضله**

(تفسير خازن، ج ٢، ص ٢٤٤)

''حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ پر سکینت (سکون واطمینان) کا نازل فرمانا اور اس کے ساتھ صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کو خاص فرمانا، آپؓ کے فضل پر دلیل ہے۔اس کی وضاحت تفسیر کبیر کے حوالے سے عنقریب آئے گی۔

قاضی ثناء اللہ رحمۃ اللہ علیہ اس آیہ کریمہ کے تحت ارشاد فرماتے ہیں۔

معية غير متكيفة قال الشيخ الاجل الشهيد فطهر فيوض الرحمن مرزاجاناں رحمة الله عليه رحمة واسعة كفى لأبى بكر رضى الله عنهُ فضلاً ان رسول الله ﷺ أثبت لأبى بكر معية الله سبحانهُ التى أثبتها لنفسهٖ بلا تفاوت فمن انكر فضل أبى بكر أنكر هذه الآية الكريمة.

(تفسير مظهرى ج ٤، ٢٠٧)

''یہ ایسی معیت ہے جس کی کیفیت بیان نہیں کی جا سکتی۔ شیخ اجل حضرت مرزا جان جاناں رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔رسول اکرم ﷺ نے اللہ عزوجل کی معیت کو جہاں اپنے لئے ثابت رکھا وہاں حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کیلئے بھی بلا تفاوت وفرق اس معیت کو ثابت رکھا اور یہ صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے فضل پر روشن دلیل ہے۔جو فضلِ حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کا انکار کرے گویا اس نے اس آیہ کریمہ کا انکار کیا''۔

امام المتکلمین امام فخر الدین رازی علیہ الرحمۃ کی وہ ایمان افروز تصریح اور وضاحت پیش خدمت ہے جس سے شبہات مٹ جاتے ہیں اور فضیلت صدیق اکبر

marfat.com

رضی اللہ عنہ روز روشن کی طرح عیاں ہوتی ہے۔ آپ فرماتے ہیں۔

دلت هذه الآية على فضيلة أبى بكر رضى الله عنهُ من وجوه.

الاوّل: أنهُ عليه السلام لماذهب الى الغار لأجل أنهُ كان يخاف الكفار من أن يقدموا على قتلهٖ فلولا انه عليه السلام كان قاطعاً على باطن أبى بكر رضى الله عنهُ بانهُ من المومنين المحققين الصادقين الصديقين والالما أصحبهُ نفسه فى ذلك الموضع لانه لوجود أن يكون باطنه بخلاف ظاهره لخافهُ من أن يدل أعدائه عليه وايضالخافهُ من أن يقدم على قتلهٖ فلما استخلص لنفسهٖ فى تلك الحالة دل على أنهُ عليه السلام كان قاطعا بأن باطنهُ على وفق ظاهرهٖ.

"جب نبی کریم ﷺ کفار کے اقدام قتل کے خوف سے غار کی طرف تشریف لے گئے تو اگر حضور کریم ﷺ کو ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کے باطن پر یقین نہ ہوتا کہ وہ مومنین صادقین اور مخلصین میں سے ہیں تو کبھی بھی اپنی جان کیلئے آپ کو اپنا رفیق نہ بناتے کیونکہ اگر آپ رضی اللہ عنہ باطنی طور پر مخلص نہ ہوتے تو نبی کریم ﷺ کبھی آپ کو یہ مرتبہ نہ دیتے۔ کیونکہ ایسی صورت میں صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی جانب سے نبی کریم ﷺ کو خطرہ ہوتا کہ کہیں دشمنوں کو آگاہ نہ کر دیں اور اقدام قتل کی کوشش کریں مگر نبی کریم ﷺ نے آپ کو مخلص اور صادق پایا تبھی تو ایسی حالت میں اپنا رفیق بنایا۔ اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ آپؓ کا باطن، ظاہر کے موافق تھا۔ اور آپ کی صداقت یقینی اور قطعی تھی۔

الثانى: هوأن الهجرة كانت باذن الله تعالىٰ وكانت فى خدمة رسول الله ﷺ جماعة من المخلصين و كانوافى النسب الى شجرة رسول الله ﷺ أقرب من أبى بكر رضى الله عنهُ فلولا ان الله عزوجل أمرهُ بأن يستصحب أبابكر فى تلك الواقعة الصعبة الهائلة والالكان الظاهر لايخصهُ بهذه الصحبة و تخصيص الله اياهُ بهذا التشريف دل على منصب عال لهُ فى الدين.

marfat.com

''ہجرت اللہ تعالیٰ کے حکم سے تھی، مخلص مومنین کی ایک جماعت نبی کریم ﷺ کی خدمت عالیہ میں موجود تھی۔ وہ لوگ بھی تھے جو نسب میں حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی نسبت زیادہ قریب تھے۔ پس اگر اللہ تعالیٰ نے نبی کریم ﷺ کو اس خوفناک اور ھولناک واقعہ میں آپؓ کو ساتھی بنانے کا حکم نہ دیا ہوتا تو آپ ﷺ صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کو اس خصوصیت سے نہ نوازتے۔ اللہ تعالیٰ کا آپؓ کو اس شرف و کرم سے نوازنا، دین اسلام میں آپ کے عالی منصب ہونے کی دلیل ہے۔

الثالث : أن کل من سوی أبی بکر فارقوا رسول اللہ ﷺ أما هو فما سبق رسول اللہ ﷺ کغیره بل صبر علی مؤانسته وملازمته و خدمته عندهذا الخوف الشدید الذی لم یبق معهٗ أحد و ذلك یوجب الفضل العظیم.

''حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کے علاوہ تمام صحابہ نبی کریم ﷺ سے جدا ہو گئے مگر آپؓ نے ایسا نہیں کیا بلکہ شدید خوف و ہراس کے عالم میں جب آنحضرت ﷺ کے ساتھ کوئی نہ تھا آپ رضی اللہ عنہ نے رفاقت نبھائی، صحبت اختیار کی اور آپ ﷺ کی جان و دل سے خدمت کی اور صبر کا مظاہرہ کیا۔ یقیناً یہ صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کا فضل عظیم ہے۔

الرابع : انه تعالیٰ سماهٗ ''ثانی اثنین'' فجعل ثانی محمد ﷺ حال کو نهما فی الغار والعلماء أثبتوا أنهٗ رضی اللہ عنهٗ کان ثانی محمد ﷺ فی أکثر المناصب الدینیة فانهٗ ﷺ لما أرسل الی الخلق وعرض الاسلام علی أبی بکر آمن أبوبکر ثم ذهب وعرض الاسلام علی طلحة والزبیر و عثمان بن عفان وجماعة آخرین من أجل الصحابة رضی اللہ عنهم والکل امنوا علی یدیه ثم انه جاء بهم الی رسول اللہ ﷺ بعد ایام قلائل فکان هو رضی اللہ عنهٗ ثانی اثنین فی الدعوة إلی اللہ و ایضا کلما وقف رسول اللہ ﷺ فی غزوة کان ابوبکر رضی اللہ عنهٗ یقف فی خدمته ولایفارقهٗ فکان ثانی اثنین فی

marfat.com

مجلسه ولما مرض رسول اللهﷺ قام مقامهٗ فی امامة الناس فی الصلوۃ فکان ثانی اثنین ولما توفی دفن فی جنبه فکان ثانی اثنین هناك ایضاً.

اللہ عزوجل نے آپؓ کا نام "ثانی اثنین" رکھا۔ جب دونوں غار میں تھے تو آپؓ کو نبی کریم ﷺ کا ثانی بنایا۔ علماء نے ثابت کیا ہے کہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہٗ اکثر مناصب دینیہ میں نبی اکرم ﷺ کے ثانی رہے۔ جب نبی کریم ﷺ نے مخلوق میں نبوت کا اعلان کیا تو حضرت ابوبکر صدیق ﷺ پر اسلام پیش کیا آپؓ ایمان لے آئے اور واپس جاکر حضرت طلحہ، حضرت زبیر، حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنھم اور جید صحابہ کرام کی ایک جماعت کو اسلام کی ترغیب دی اور وہ سب حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہٗ کے دست اقدس پر ایمان لائے اور پھر چند دن بعد آپؓ نے انہیں بارگاہ نبوت میں پیش کر دیا۔ تو رب تعالیٰ کی طرف بلانے میں آپؓ ثانی اثنین تھے۔

اسی طرح نبی کریم ﷺ جب کسی غزوہ میں تشریف لے گئے اور قیام فرمایا حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہٗ خدمت میں دست بستہ حاضر رہے اور جدا نہ ہوئے، حضور اکرم ﷺ کی مجلس کے اعتبار سے بھی آپ ثانی اثنین تھے۔ اور جب نبی کریم ﷺ بیمار ہوئے تو نبی کریم ﷺ نے لوگوں کی امامت کیلئے آپ کو اپنا نائب بنایا یوں بھی آپؓ ثانی اثنین ہوئے۔ پھر جب آنحضرت ﷺ دنیا سے تشریف لے گئے تو حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہٗ کو بھی بعد از وفات آپ ﷺ کے پہلو مبارک میں دفن کیا گیا۔ یہاں بھی آپ ثانی اثنین ٹھہرے"

الخامس: من التمسك بهذه الآیة ماجاء فی الأخبار أن ابابکر رضی الله عنه لماحزن قال علیه السلام ماظنك باثنین الله ثالثهما ولاشك أن هذا منصب علی و درجة رفیعة.

"جیسا کہ احادیث میں آیا ہے کہ جب حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہٗ غمناک ہوئے تو نبی کریم ﷺ نے فرمایا اے صدیق (رضی اللہ عنہٗ) تیرا ان دو کے بارے میں کیا خیال ہے جن کا تیسرا خود رب ذوالجلال ہے (یعنی ہم دونوں تنہا نہیں، رب تعالیٰ

marfat.com

بھی ہمارے ساتھ ہے)

بلاشبہ صدیق اکبر رضی اللہ عنہٗ کا یہ درجہ نہایت بلند اور عالیشان ہے۔

السادس : انهٗ تعالیٰ وصف أبابکر رضی اللہ عنهٗ بکونہٖ صاحبا الرسول و ذالك یدل علی کمال الفضل. قال الحسین بن فضیل البجلی من أنکر أن یکون أبوبکر صاحب رسول اللہ ﷺ کان کافراً.

"بے شک اس وحدہٗ لاشریک نے حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہٗ کو رسول کریم ﷺ کا صاحب قرار دیا۔ یہ آپؓ کا کمال فضل ہے۔ حسین فضیل بجلی فرماتے ہیں جو شخص صدیق اکبر رضی اللہ عنہٗ کے صاحب رسول اللہ ﷺ ہونے کا انکار کرے وہ کافر ہے۔

السابع : فی دلالة هذه الایة علی فضل أبی بکر رضی اللہ عنهٗ قولهٗ (لاتحزن ان اللہ معنا) ولاشك أن المرادمن هذه المعیة، المعیة بالحفظ والنصرة والحراسة والمعونة و بالجملة. فالرسول ﷺ شرك بین نفسہٖ و بین أبی بکر فی هذه المعیة فان حملوا هذه المعیة علی وجه فاسد لزمهم إدخال الرسول ﷺ فیه. وأن حملوها علی محل رفیع شریف لزمهم إدخال أبی بکررضی اللہ عنهٗ فیه و نقول بعبارة أخریٰ دلت الآیة.علی أن أبابکررضی اللہ عنهٗ کان اللہ معهٗ و کل کان اللہ معه فانه یکون من المتقین المحسنین لقوله تعالی ان اللہ مع الذین اتقوا والذین هم محسنون والمراد منه الحصر و المعنی ان اللہ مع الذین اتقوا لامع غیرهم وذالك یدل علی أن أبابکر من المتقین المحسنین.

"قرآن پاک کی آیت (لاتحزن ان اللہ معنا) حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہٗ کی فضیلت پر دلالت کرتی ہے۔

بلاشک و شبہ اس معیت (ساتھ) سے مراد، حفاظت و نصرت اور نگہبانی و اعانت کی معیت ہے۔ بہر حال نبی کریم ﷺ نے اس معیت میں اپنی جان اور ابوبکر

marfat.com

رضی اللہ عنہٗ کو شریک فرمایا۔اگر وہ (اعتراض کرنے والے) اس معیت کو کسی فاسد وجہ پر محمول کریں تو نبی کریم ﷺ کو بھی اس میں داخل ٹھہرانا لازم آئے گا اور اگر اس معیت کو شرف ورفعت پر محمول کریں تو حضرت ابوبکر صدیق بھی لازماً اس میں داخل ہوں گے۔

امام رازی فرماتے ہیں ہم اس بات کو ایک دوسری عبارت کے ساتھ واضح کرتے ہیں۔وہ یہ کہ اس آیہ کریمہ سے ظاہر ہوتا ہے اللہ تعالیٰ، حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہٗ کے ساتھ تھا تو ہر وہ شخص جس کے ساتھ رب ذوالجلال ہو وہ بلاشبہ متقین اور محسنین میں سے ہوگا۔ کیونکہ ارشاد ربانی ہے۔

ان اللہ مع الذین اتقوا والذین ہم محسنون

اس آیت میں حصر ہے کہ اللہ تعالیٰ کی معیت صرف اہل تقویٰ کو حاصل ہے غیر کو نہیں تو بمطابق آیت حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہٗ، متقین، محسنین میں سے ہیں"۔

الثامن : **فی تقریر هذا المطلوب أن قولهٗ (ان الله معنا) يدل على كونه ثانی اثنين فی الشرف الحاصل من هذه المعية كما كان ثانی اثنين اذهما فی الغار وذالك منصب فی غاية الشرف.**

ہمارے مطلوب کا ثبوت یہ ہے کہ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہٗ کو "**ان اللہ معنا**" سے جو شرف حاصل ہوا وہ آپ کے ثانی اثنین ہونے کی دلیل ہے۔ جیسا کہ آپ غار میں بھی ثانی اثنین تھے بقول عزوجل "**ثانی اثنین اذهما فی الغار**" حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہٗ کا یہ منصب شرف وکمال میں انتہادرجہ کا ہے۔

التاسع : **أن قوله "لاتحزن" نهى عن الحزن مطلقاً. والنهى يوجب الدوام والتكرار وذالك يقتضى أن لايحزن ابوبكر بعد ذلك البتة قبل الموت وعند الموت وبعد الموت.**

اللہ تعالیٰ کا قول "لاتحزن" (یعنی غم نہ کھا) جو بزبان نبی کریم ﷺ ارشاد

marfat.com

ہوا اس میں حزن و ملال سے مطلقاً نہی ہے۔ (نہی سے مراد ہے کسی چیز یا کام سے باز رہنے کا حکم) اور نہی دوام اور تکرار کو چاہتی ہے۔ تو "لاتحزن" میں نہی کا تقاضا ہے کہ رسول اکرم ﷺ نے حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہٗ کو تمام اوقات میں بے غم کر دیا۔ موت سے پہلے کا وقت ہو، موت کے قریب وقت ہو یا آپ کی وفات کے بعد کا وقت (آپ ہر حال میں بے غم ہو گئے) (سبحان اللہ)

العاشر : قولهٗ (فأنزل الله سكينةً عليه) ومن قال الضمير في قوله (عليه) عائد إلى الرسول ﷺ فهذا باطل بوجوه.

"قرآن ارشاد فرماتا ہے "پس اللہ تعالیٰ نے اس پر (حضرت ابو بکرؓ پر) سکون اور اطمینان نازل فرمایا" امام فخر الدین رازی علیہ الرحمۃ ارشاد فرماتے ہیں۔

"اس آیت کے مطابق راحت و آرام جس پر نازل کیا گیا وہ حضرت ابو بکرؓ کی شخصیت ہے اور "علیہ" میں ضمیر حضرت ابو بکرؓ کو ظاہر کرتی ہے۔ بعض لوگوں نے اس ضمیر سے مراد حضرت ابو بکرؓ کی بجائے نبی اکرم ﷺ لیا ہے جو کئی وجوہ کی بنا پر غلط ہے۔

پہلی وجہ : أن الضمير يجب عودهٗ الى أقرب المذكورات وأقرب المذكورات المتقدمة في هذه الآية هوأبوبكر لانه تعالىٰ قال (اذيقول لصاحبه) والتقديراذيقول محمد لصاحبه أبي بكر لاتحزن وعلى هذا التقدير فأقرب المذكورات السابقة هوأبوبكر رضي الله عنهٗ فوجب عودالضمير اليه.

"جب اسماء کے بعد ضمیر لائی جاتی ہے تو اس میں قاعدہ یہ ہے کہ قریب ترین کی طرف لوٹتی ہے۔ تو اللہ تعالیٰ کے فرمان "وأنزل الله سكينه عليه" میں "علیہ" کی ضمیر کا قریب ترین مرجع "اذيقول لصاحبه" ہے (یعنی یہ أنزل اللہ سکینہ علیہ سے بالکل پہلے مذکور ہے) اور "لصاحبه" میں صاحب سے مراد بلاشبہ حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہٗ کی ذات ہے تو آیت کی مکمل عبارت یوں بنے گی "جب

marfat.com

محمد ﷺ نے اپنے ساتھی (صاحب) ابوبکر رضی اللہ عنہ، کو فرمایا اے صدیق! غم نہ کھا"
پس جب ثابت ہو گیا کہ حضرت صدیقؓ کی ذات قریب ترین ہے تو "علیہ" کی ضمیر آپ کی شخصیت پر دلالت ہے (یعنی اللہ تعالیٰ نے اطمینان و سکون آپؓ پر نازل فرمایا اور یہ بلاشبہ بہت بڑا شرف ہے صدیق اکبرؓ کا)

دوسری وجہ : إن الحزن والخوف كان حاصلاً لأبى بكر لاللرسول عليه الصلوة والسلام فانهٗ عليه الصلوة والسلام كان امناً ساكن القب بماوعدهٗ الله أن ينصرهٗ على قريش فلما قال لأبى بكر لاتحزن صارا امناً فصرف السكينة إلى أبى بكر رضى الله عنهٗ يصير ذالك سببًا لزوال خوفه أولىٰ من صرفها الى الرسول ﷺ مع انه قبل ذالك ساكن القلب قوى النفس.

"غم اور خوف حضرت ابوبکرؓ کو تھا نہ کہ رسول اکرم ﷺ کو۔ کیونکہ نبی کریم ﷺ سے اللہ تعالیٰ نے قریش مکہ پر نصرت کا وعدہ فرمایا اس لئے آپ ﷺ کا قلب مقدس مطمئن اور پر سکون تھا۔ جیسے ہی آپ ﷺ نے حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ، کو "لا تحزن" کہا خود بھی بے غم ہو گئے۔ اس اطمینان و سکون (سکنیت) کی نسبت حضرت ابوبکرؓ کی طرف کرنا نبی کریم ﷺ کی طرف کرنے سے بہتر ہے کیونکہ آنحضرت علیہ الصلوٰۃ والسلام تو پہلے ہی پر اطمینان تھے۔

تیسری وجہ : انه لوكان المراد أنزال السكينة على الرسول ﷺ لوجب أن يقال أن الرسول ﷺ كان قبل ذالك خائفا ولوكان الأمر كذالك لما أمكنه أن يقول لأبى بكر رضى الله عنهٗ (لاتحزن ان الله معنا) فمن كان خائفا كيف يمكنهٗ أن يزيل الخوف عن قلب غيره.

"اگر آیہ کریمہ کا مدعا یہ ہو کہ اللہ تعالیٰ نے اطمینان و سکون آنحضرت ﷺ پر نازل فرمایا تو لازم آئے گا کہ نبی کریم ﷺ اس سے قبل خوفزدہ تھے (اگر یہ مان لیا جائے تو) تو پھر یہ کیسے ممکن ہے کہ خود خوفزدہ ہوں اور ابوبکرؓ کو کہیں "لاتحزن" (غم نہ کر) جو خود خوفزدہ ہو دوسرے کو تسلی کیسے دے سکتا ہے؟

marfat.com

اعتراض روافض

رافضیوں نے اس آیہ کریمہ اور واقعۂ ہجرت کو حجت بناتے ہوئے حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کی ذات اقدس پر کئی اعتراضات کئے ہیں۔

اول: رافضیہ کہتے ہیں نبی کریم ﷺ نے حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کو فرمایا "لاتحزن" (یعنی غم نہ کر) اگر یہ غم حق اور صحیح تھا تو منع کیوں فرمایا اور اگر حضرت ابوبکرؓ کا غم کرنا خطا تھی تو ایسا کرنے میں آپؓ عاصی اور گنہ گار ٹھہرے (العیاذ باللہ)

دوم: حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کو ساتھ لے جانے میں یہ احتمال بھی ہے کہ رسول اکرم ﷺ کو یہ اندیشہ ہو کہیں ابوبکرؓ کفار کو میری روانگی سے آگاہ نہ کردیں سو انہوں نے شر و فساد سے بچنے کیلئے ابوبکرؓ کو ساتھ لے لیا (**نعوذ بالله من ذلك الف امرة**)

سوم: اگرچہ نبی کریم ﷺ کا حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کو ساتھ لے جانا آپؓ کے شرف و کمال کی دلیل ہے مگر آنحضرت ﷺ نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کو اپنے بستر پر لیٹنے کا حکم دیا، یہ بھی شرف عظیم ہے۔ ایسے نازک وقت اور اندھیری رات میں بستر رسول اکرم ﷺ پر لیٹنا باوجودیکہ کافر نبی اکرم ﷺ کو قتل کرنے کا مصمم ارادہ کر چکے تھے، حضرت علیؓ کا اپنی جان پیش کرنا، حضرت ابوبکرؓ کی ہمراہی سے بڑھ کر کارنامہ ہے۔

جوابات

اعتراض اوّل کا جواب

قال فخرالدين الرازى عليه الرحمة أن أبا على الجبائى لما حكى عنهم تلك الشبهة قال، فيقال لهم يجب فى قوله تعالىٰ لموسىٰ عليه السلام (لاتخف أنك أنت الاعلى) أن يدل على انه كان عاصيافى خوفه وذلك طعن فى الانبياء، ويجب فى قوله تعالىٰ فى ابراهيم حيث قالت الملائكة لهٗ (لاتخف) فى قصة العجل المشوى مثل ذلك وفى قولهم للوط (لاتخف

marfat.com

ولاتحزن أنا منجوك وأهلك) مثل ذالك

''امام رازی فرماتے ہیں ابو علی جبائی رحمۃ اللہ علیہ سے کسی نے روافض کے اس شبہ کے بارے میں سوال کیا تو آپ نے ارشاد فرمایا: ان روافض سے پوچھنا چاہیئے کہ یہ اعتراض تو حضرت موسیٰ علیہ السلام پر بھی لاگو ہوتا ہے۔ جب اللہ تعالیٰ نے فرمایا (لاتخف انك أنت الاعلی) اللہ رب العزۃ کا یہ فرمان مدنظر رکھ کر اعتراض کیا جائے تو بمطابق روافض حضرت موسیٰ علیہ السلام بھی عاصی تھے (نعوذباللہ)

یہ انبیاء پر طعن عظیم ہے۔ اسی طرح حضرت ابراہیم علیہ السلام پر اعتراض آئے گا۔ جب فرشتوں نے کہا (لاتخف) جب ابراہیم علیہ السلام نے ان کو بچھڑے کا بھنا ہوا گوشت پیش کیا۔ اور فرشتوں نے لوط علیہ السلام کو کہا (لاتخف ولاتحزن)

ان تمام صورتوں میں جو جواب ان کا ہے وہی ہمارا حضرت ابوبکرؓ کے بارے میں کہے گئے قول ''لاتحزن'' کا ہے۔

دوسرے اعتراض کا جواب

أخس من شبهات السوفطائية كان أبابكرؓ لو كان قاصداً لهٗ لضاح بالكفار عندوصولهم الى باب الغار ولقال ابنهٗ وابنته عبدالرحمن وأسمارضى الله عنهما للكفار نحن نصرف مكان محمد ﷺ فندلكم عليه فنسأل الله من عصبية تحمل الانسان على مثل ذالك الكلام الركيك.

''سوفطائیہ کے شبہات میں سے ایک گھٹیاترین شبہ ہے اگر ابوبکرؓ ایسا ارادہ رکھتے (جیسا کہ روافض کا گمان ہے) تو جب غار کے دروازے پر پہنچے اس وقت بھی یہ کام کر سکتے تھے اور آپ کے بیٹے عبدالرحمٰن اور بیٹی اسما کافروں کو کہتے ہم تمہیں وہ جگہ بتاتے ہیں جہاں محمد ﷺ جلوہ افروز ہیں۔ (مگر ایسا ہرگز نہیں ہوا)

مسلمانو! رب العزت کی بارگاہ میں ہاتھ اُٹھا کر دعا کرو کہ وہ ہمیں ایسے انسان سے بچائے جو رکیک اور رذیل کلام کے ذریعے لوگوں کو برانگیختہ کرتا ہے اور تعصب کو ہوا دیتا ہے۔

marfat.com

تیسرے اعتراض کا جواب

اس اعتراض کا جواب چند شقوں پر مشتمل ہے۔

إنا لاتنكر إصطجاع على بن ابى طالبؓ فى تلك الليلة المظلمة على فراش رسول اللهﷺ طاعة الله ومنصب رفيع . الاانا ندعى ان ابابكر بمصاحبه كان حاضرا فى خدمة الرسولﷺ وعلى رضى الله عنه كان غائبا. والحاضر أعلىٰ حالاً من الغائب.

"حضرت علی رضی اللہ عنہٗ کا اندھیری رات میں بستر پر سونا اور سنگین حالات کا سامنا کرنا ہمیں بالکل تسلیم ہے کوئی انکار نہیں کیونکہ یہ اللہ تعالیٰ کی فرمانبرداری اور بلند منصب ہے۔ ہمارا تو مدعا یہ ہے کہ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہٗ کو مصاحبت رسول اکرم ﷺ حاصل رہی اور وہ خدمت نبوی میں حاضر رہے۔ پس جو حبیب کے پاس حاضر ہے وہ بہتر ہے اس سے جو حاضر نہیں بلکہ غائب ہے۔ ظاہر ہے حاضری کا شرف صدیق اکبرؓ کو ہی حاصل ہوا۔

(ii) ان عليا رضى الله عنهُ لم تحمل المحنة الافى تلك الليلة.. اما بعد لما عرفوا ان محمداًﷺ غاب تركوه ولم يتعرضوالهُ. اما ابوبكر رضى الله عنهُ فانهُ بسبب كونه مع محمدﷺ ثلاثة ايام فى الغار كان أشدأسباب المحنة فكان بلائه أشد.

"حضرت علیؓ نے فقط ایک رات گذاری اور مصیبت برداشت کی، اس کے بعد کفار کو معلوم ہو گیا کہ آنحضرت ﷺ تشریف لے گئے اور ان کی بجائے حضرت علیؓ ہیں۔ تو انہوں نے حضرت علیؓ کو چھوڑ دیا مگر حضرت صدیق اکبرؓ تو تین دن رات نبی کریم ﷺ کے ساتھ غار میں رہے اور تین دنوں میں کئی تکالیف اٹھائیں (مثلاً نبی کریم ﷺ کو کندھوں پر اٹھانا، غار صاف کرنا اور رہائش کیلئے تیار کرنا، رات بھر جاگ کر پہرہ دینا وغیرہ) یہ کام زیادہ مشکل اور محنت طلب تھا اس لئے حضرت ابوبکر صدیقؓ کو

marfat.com

حضرت علیؓ پر فوقیت ہے۔

(iii) أن أبابكر رضى الله عنهُ كان مشهوراً فيما بين الناس بانه يرغب الناس فى دين محمد ﷺ ويدعوهم اليه و شاهدوا منهُ أنهُ دعا جمعا من، أكابر الصحابة رضى الله عنهم الى ذالك الدين وأنهم قبلوا ذالك الدين بسبب دعوته الى آخر الكلام.

"لوگ جانتے تھے کہ ابو بکرؓ لوگوں کو دین محمد ﷺ کی طرف دعوت دیتے ہیں اور اس دین کی ترغیب دلاتے ہیں۔ آپؓ کی دعوت پر اکابر صحابہؓ کی جماعت نے دین مصطفوی قبول کیا۔

آپؓ حتی المقدور کفار سے جھگڑتے اور مال و دولت سے نبی کریم ﷺ کا دفاع کرتے مگر حضرت علیؓ ابھی بچے تھے، کسی دلیل اور حجت سے یہ ثابت نہیں ہوتا کہ آپؓ کی طرف سے دعوت دین ظاہر ہوئی ہو اور نہ ہی سیف و سنان کے ساتھ جہاد کرنا ثابت ہوتا ہے۔ ہاں آپ کا جہاد کفار سے ایک مدت مدید کے بعد ثابت ہے۔ ایسی صورت میں لامحالہ کفار کا غیظ و غضب حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ، سے زیادہ تھا۔ یہی وجہ ہے کہ شب ہجرت حضرت علیؓ کو بستر پر پاکر کفار نے کچھ تعرض نہ کیا۔ اگر ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ ہوتے تو آپ کو زندہ نہ چھوڑتے۔ معلوم ہوا کہ حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ، کو باوجودیکہ خوف زیادہ تھا مگر کچھ پرواہ نہ کی اور جان و مال حفاظتِ نبوی پر صرف کر دیا۔ بلاشبہ یہ درجہ حضرت علی سے آپ کو ممتاز کرتا ہے۔

(iv) حضرت صدیق اکبرؓ نے جب نبی کریم ﷺ کے ساتھ ہجرت کی تو اپنی تمام منقولہ و غیر منقولہ جائیداد کفار میں چھوڑ دی اور جو کچھ آپ کے پاس تھا فقط اسلام اور آنحضرت ﷺ کی مدد کیلئے تھا۔ پس جب سرکار دو عالم ﷺ نے آپؓ کو اپنا ہمسفر بنا لیا تو اگر اس سفر میں رسول اکرم کی شہادت ہو جاتی یا آپ وفات پا جاتے تو تجہیز و تکفین کی سعادت کسے ہوتی اور وحی خدا کے پیغابر کون ہوتے جو صحابہ کرام تک پہنچاتے بلکہ نبی کریم ﷺ آپ کو اپنا وصی فرماتے اور امت کی خلافت کا تاج آپ کے سر سجاتے۔

marfat.com

اس وضاحت وصراحت کے بعد پتہ چلتا ہے کہ حضرت ابوبکرؓ اور حضرت علیؓ کے مقام میں بہت بڑا فرق ہے۔ اور عمل ابوبکر رضی اللہ عنہ، یعنی مصاحبت رسول ﷺ أرفع واعلی اور شان والا ہے۔ (تفسیر کبیر جز ۱۶، ص ۶۳)

آیۂ مبارکہ "الا تنصروہ فقد نصرہ اللہ" کے ضمن میں مزید اقوال

ابن حیان نحوی "البحر المحیط" میں اسی آیہ کریمہ کے تحت لکھتے ہیں۔

وروى انهُ لما أمر بالخروج قال لجبريل عليه السلام من يخرج معي قال ابوبكر رضى الله عنهُ و قال الليث ماصحب الانبياء عليهم السلام مثل ابوبكر رضى الله عنهُ وقال هذه الآية منوهةبقدر أبى بكر رضى الله عنهُ وتقدمه وسابقته فى الاسلام وقال العلماء من أنكر صحبة أبى بكر رضى الله عنه فقد كفر لانكاره كلام الله تعالىٰ وليس ذلك لسائر الصحابة وكان سبب حزن أبى بكر رضى الله عنهُ خوفه على رسول الله ﷺ فنهاهُ الرسول تسكينا لقلبه و أخبرهُ ان الله معنا يعنى بالمعونة والنصر. وقال ابوبكر يا رسول الله ﷺ إن قتلت فأنا رجل واحد وان قتلت هلكت الامة وذهب الدين.

(تفسير بحر محيط، ج ٥، ص ٤٣)

ابن حیان نحوی فرماتے ہیں۔ ایک روایت میں ہے کہ اللہ عزوجل نے نبی کریم ﷺ کو ہجرت کا حکم دیا تو آپ نے سوال کیا اے جبریل! اس سفر میں میرے ساتھ کون ہوگا؟ جبرائیل علیہ السلام نے عرض کی "ابوبکر" (معلوم ہوا کہ معیت ابوبکرؓ اللہ کے حکم سے تھی۔ اس سے بڑھ کر اور کون سی فضیلت ہو سکتی ہے) لیث بن سعد فرماتے ہیں کسی نبی کا ایسا صاحب نہ تھا جیسے کہ ابوبکر، نبی کریم ﷺ کے تھے۔ (اسی لئے علماء کا اتفاق ہے کہ آپ بعد از آنحضرت ﷺ تمام مخلوق سے افضل ہیں اس کی تفصیل عنقریب آئے گی) ابن حیان نحوی فرماتے ہیں یہ آیہ حضرت ابوبکرؓ کے فضل و کمال اور اسلام قبول کرنے میں سبقت کا ہبانگ دھل اعلان کر رہی ہے۔

marfat.com

علماء بیان فرماتے ہیں جس نے صحبت ابوبکر رضی اللہ عنہ کا انکار کیا، وہ کافر ہے کیونکہ اس نے کلام اللہ کا انکار کیا ہے۔ اور یہ فضیلت باقی صحابہؓ میں سے کسی کو حاصل نہیں۔

باقی رہا کہ حضرت ابوبکرؓ کو حزن و ملال اور غم کیوں شریک حال ہوا؟ تو یہ کیفیت صرف اس لئے تھی کہ کہیں کفار نبی کریم ﷺ کو نقصان نہ پہنچائیں۔ اس لئے نبی کریم ﷺ نے فرمایا "لا تحزن" کہ اے صدیق غم نہ کھا۔ اس سے قلب صدیقؓ تسکین پکڑ گیا اور مزید "ان اللہ معنا" کا ارشاد فرما کر بتا دیا کہ رب کی نصرت اور مدد ہمارے ساتھ ہے۔ اس لئے خطرہ اور ڈر کیسا۔ پس حضرت ابوبکرؓ نے عرض کی یارسول اللہ ﷺ میں اگر قتل کر دیا جاؤں تو کچھ مضائقہ نہیں کہ صرف ایک جان ہوں مگر خدا نخواستہ آپ کو کچھ ہوا تو تمام امت ہلاک ہو جائے گی اور اللہ تعالیٰ کا دین جاتا رہے گا۔

ابن حیان مزید فرماتے ہیں۔

"فانزل الله سكينته عليه" مین سکینت سے مراد رحمت ہے اور آخرین میں سے قتادہ کا قول ہے کہ سکینت سے مراد وقار ہے جبکہ ابن قتیبہ کا کہنا ہے کہ یہ لفظ طمانیت کے معنی میں ہے اور یہ تمام اقوال معنی کے اعتبار سے باہم قریب ہیں۔ اور لفظ "علیہ" میں ضمیر حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کی طرف راجع ہے یہ قول حبیب بن ابی ثابت رحمۃ اللہ علیہ کا ہے اور یہی عقیدہ امام فخر الدین رازیؒ کا ہے"

علامہ ابو عبداللہ محمد بن احمد انصاری قرطبی علیہ الرحمۃ "الا تنصروہ فقد نصرہُ اللہ" کے تحت ارشاد فرماتے ہیں۔

وقيل فقدنصرهُ الله بصاحبه فى الغار بتانسيه لهُ وحمله على عنقه وبوفائهٖ ووقايته لهُ بنفسه ومواساتهُ لهُ بماله قال الليث بن سعدماصحب الانبياء عليهم السلام مثل ابى بكر رضى الله عنهُ وقال سفيان بن عيينه خرج ابوبكر بهذه الآية من المعاتبة فى قوله (الاتنصروه)

(تفسير قرطبى، جز ٨ ، ص ٩٢)

marfat.com

صاحب تفسیر قرطبی لفظ "قیل" کے ساتھ فرماتے ہیں۔غار میں اللہ عزوجل نے نبی اکرم ﷺ کی ان کے صاحب کے ساتھ مدد فرمائی۔اس کی وجہ یہ تھی کہ آنحضرت، حضرت ابوبکر صدیقؓ سے مانوس تھے لہٰذا انہی کو یار غار بنایا۔اور حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کا سنگ وخار دار راستہ میں نبی کریم ﷺ کو اپنے دوش مبارک پر سوار کرنا، حضرت صدیق اکبرؓ کا ایفائے عہد کرنا، اپنی جان کے ساتھ نبی اکرم ﷺ کی حفاظت کرنا اور مال کے ساتھ سرکار دوعالم ﷺ کی دلجوئی کرنا، در حقیقت یہ سب کچھ اللہ تعالیٰ کی جانب سے نبی اکرم ﷺ کی نصرت واعانت تھی۔لیث بن سعد کا قول ہے کہ صدیق اکبرؓ جیسا رفیق کسی اور نبی کو نہیں ملا۔

ثانی اثنین اذھما فی الغار............ کے تحت ارشاد فرماتے ہیں۔

هو الصديق فحقق الله تعالى قولهٗ لهٗ بكلامه و وصف الصحبة في كتابه قال بعض العلماء من أنكر أن يكون عمر وعثمان أوأحد من الصحابة صاحب رسول الله ﷺ فهو كذاب مبتدع ومن أنكر أن يكون أبوبكر رضى الله عنهٗ صاحب رسول الله ﷺ فهو كافر لانهٗ رد نص القران.

"لصاحبہ" میں صاحب سے مراد صدیق اکبر رضی اللہ عنہ ہیں۔اللہ تعالیٰ نے نبی اکرم ﷺ کے اس قول (صاحبی) کی تحقیق فرمادی اور ان کی صحبت کو اپنی مقدس کتاب میں بیان فرمادیا۔بعض علماء کا قول ہے کہ جس نے عمر وعثمان رضی اللہ عنہما یا کسی ایک صحابی کا صاحب رسول ﷺ ہونے کا انکار کیا وہ کذاب اور سخت گمراہ ہے مگر جس نے صدیق اکبرؓ کے صاحب رسول اللہ ﷺ ہونے کا انکار کیا وہ کافر ہے کیونکہ اس نے قرآن پاک کی نص سے انکار کیا ہے۔

"**لاتحزن ان الله معنا**" کے تحت لکھتے ہیں

قال ابن عربى قال لنا ابوالفضائل العدل قال لنا جمال الاسلام ابوالقاسم قال موسى عليه السلام (كلاأن معى ربى سيهدين) وقال فى محمد ﷺ (لاتحزن ان الله معنا) لاجرم لماكان الله مع موسى وحده ارتد

marfat.com

اصحابه بعدهٗ فرجع من عندربه ووجدهم يعبدون العجل ولما قال فی محمد ﷺ (لاتحزن ان الله معنا) بقی ابوبکر رضی الله عنهٗ مهتدياً موحداً عالماً جازماً قائما بالأمرولم يتطرق اليه الاختلال. (تفسير قرطبی جز ۸، ص ۹۴)

"ابن عربیؒ فرماتے ہیں ہمیں ابوالفضائل العدل نے، انہیں جمال الاسلام ابوالقاسم نے کہا کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے فرمایا (کلا ان ربی سیهدین) اور محمد ﷺ کے حق میں فرمایا (لاتحزن إن الله معنا)

اس کا نتیجہ بیان کرتے ہوئے کہتے ہیں بلاشبہ جب اللہ عزوجل موسیٰ علیہ السلام کے ساتھ تھا تو آپ کے اصحاب آپ کی روانگی کے بعد مرتد ہو گئے۔ جب ملاقات ربانی کے بعد واپس قوم میں آئے تو لوگوں کو بچھڑے کی عبادت کرتے پایا۔ مگر رسول اکرم ﷺ کے حق میں "لاتحزن ان الله معنا" فرمایا تو حضرت ابو بکرؓ ہدایت یافتہ رہے، موحد، عالم اور رب ذوالجلال کے اَمر پر مستحکم رہے، آپ کی سوچ میں انتشار وفساد کو ذرا بھر بھی دخل نہ ہو سکا۔

ابن عربی بتانا چاہتے ہیں کہ حضرت موسیٰ نے (معی ربی) کہا تو باقی ساری قوم گمراہ ہو گئی اور نبی آخر الزمان ﷺ نے (إن الله معنا) فرمایا تو اس کا نتیجہ سب کے سامنے ہے فقط تدبر اور فکر کی ضرورت ہے۔

"فأنزل الله سكينته، عليه" کے تحت امام قرطبی فرماتے ہیں۔

فيه قولان. أحدهما على النبی ﷺ و الثانی على أبی بكر رضی الله عنهٗ (ابن عربی) قال علمائنا وهوالاقویٰ لانه خاف على النبی ﷺ من القوم فأنزل الله سكينته عليه بتامين النبی ﷺ فسكن جاسه و ذهب روعه وحصل الأمن.

(تفسير قرطبی جز ۸، ص ۹۵)

سکون واطمینان کس پر نازل ہوا؟ اس میں دو قول ہیں۔ ایک یہ کہ اطمینان نبی کریم ﷺ پر نازل ہوا اور دوسرا قول جس کو ابن عربی نے نقل فرمایا وہ یہ کہ اطمینان صدیق اکبر رضی اللہ عنہٗ پر اترا۔ (علامہ قرطبی فرماتے ہیں) ہمارے علماء کے نزدیک

marfat.com

یہی قول زیادہ قوی ہے اس لئے کہ صدیق اکبر رضی اللہ کو قوم سے خوف تھا کہ کہیں نبی اکرم ﷺ کو گزند نہ پہنچادیں تو اللہ تعالیٰ نے حفاظت وامن کی خوشخبری سنا کر صدیق اکبرؓ پر اطمینان کا نزول فرمایا جس سے آپؓ کو گھبراہٹ اور بے چینی سے نجات ملی اور خوف وہراس جاتا رہا۔

علامہ شیخ سلمان جمل علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں۔

لاتحزن مقول قول النبی ﷺ وکان الصدیق قدحزن علی رسول اللہ ﷺ لاعلیٰ نفسہٖ فقال یا رسول اللہ ﷺ لومت أنا فأنا رجل واحد واذا مت أنت هلكت الامة والدين (كرخی) وقولهٗ إن الله معنا. المراد بالمعية الولاية الدائمة التی لا يحوم حول صاحبها شئی من الحزن وقولهٗ وقيل علی أبی بكر رضی الله عنهٗ وهوما عليه ابن عباس وأكثر المفسرين فان النبی ﷺ كانت عليه السكينة والطمانينة لأنه قدعلم أنه لايضره شئی اذا كان خروجهٗ باذن الله

(تفسیر جمل ج ۲ ، ص ۲۸٤)

شیخ جمل علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں (لاتحزن) نبی کریم ﷺ کی بات ہے جس کی حکایت رب ذوالجلال نے فرمائی اور صدیق اکبرؓ کو اپنی جان پر کوئی خوف وخطرہ نہ تھا بلکہ غم نبی کریم ﷺ کا تھا۔ پس صدیقؓ نے بارگاہ نبوی میں عرض کی یا رسول اللہ ﷺ! اگر میں مارا جاؤں تو کچھ بات نہیں میں تو اکیلا ہوں مگر آپ ﷺ کا اس جہاں سے تشریف لے جانا، امت اور دین دونوں کی ہلاکت ہے۔

اور اللہ تعالیٰ کا قول "ان اللہ معنا" میں معیت سے مراد ہمیشہ کی ولائت ہے جس کو یہ نصیب ہو گئی، حزن و ملال اس کے گرد کبھی نہ منڈلائے گا۔ اور خدائے ذوالجلال کے فضل کے ساتھ یہ منصب ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہٗ کو حاصل ہوا۔ جس سے آپؓ کے غم کی نفی ہو گئی۔ جیسا کہ تفسیر کبیر کے حوالے سے ابھی گذرا ہے۔

اور علامہ جلال الدین سیوطی علیہ الرحمۃ کے قول (**قيل علی أبی بكر**) کے تحت امام جمل فرماتے ہیں ضمیر کا لوٹانا صدیق اکبرؓ کی طرف صحیح ہے اور یہ قول ابن

marfat.com

عباس اور اکثر مفسرین کا ہے۔ کیونکہ نبی کریم ﷺ تو مطمئن تھے کیونکہ انہوں نے اللہ تعالیٰ کے حکم سے ہجرت کی تھی اور جانتے تھے کہ کوئی چیز انہیں نقصان نہ پہنچائے گی۔

علامہ جلال الدین سیوطی علیہ الرحمۃ "الدرالمنثور" میں "لاتحزن ان اللہ معنا" کے تحت ارشاد فرماتے ہیں۔

وأخرج البهيقى فى الدلائل وابن عساكر عن ضبة بن محصن العبرى قال قلت لعمربن الخطاب رضى الله عنهُ أنت خير من أبى بكر فبكى وقال والله لليلة من أبى بكر و يوم خير من عمر هل لك أحدثك بليلته ويومه قال قلت نعم ياأمير المومنين قال أماليلته فلما خرج رسول الله ﷺ هاربا من أهل مكة خرج ليلة فتبعه ابوبكر فجعل يمشى مرة أمامه ومرة خلفهٗ ومرة عن يمينه ومرة عن يساره فقاله رسول الله ﷺ ماهذا ياأبابكر ماأعرف هذامن فعلك قال يا رسول الله ﷺ أذكر الرصد فأكون أمامك وأذكر الطلب فأكون خلفك ومرة عن يمينك ومرة عن يسارك قال فمشى رسول الله ﷺ ليلتهٗ على أطراف أصابعه حتى حفيت رجلاهٗ فلما راهٗ ابوبكر رضى الله عنهٗ أنها قدحفيت حمله على كاهلٰه وجعل يشتد به حتى أتى فم الغار فأنزله ثم قال والذى بعثك بالحق لاتدخله حتى أدخله فان كان فيه شئى نزل بى قبلك فدخل فلم يرشيئاً فحمله فادخله الغار وكان فى الغار خرق فيه حيات وأفاعى فخشى أبوبكر رضى الله عنهٗ أن يخرج منهن شئى يؤذى رسول الله ﷺ فألقمه قدمه فجعلن يضربنه وتلسعه الأفاعى والحيات و جعلت دموعه تنحدرورسول الله ﷺ يقول يا أبابكر لاتحزن إن الله معنا فانزل الله سكينته اى طمانينتهٗ لأبى بكر رضى الله عنه فهذه ليلتهٗ.

"بہیقی نے دلائل نبوت میں اور ابن عساکر نے ضبہ بن محصن عبری سے تخریج کی۔ فرماتے ہیں میں نے حضرت عمرؓ سے کہا آپ ابوبکرؓ سے افضل ہیں تو عمر فاروقؓ رونے لگے اور فرمایا: خدا کی قسم! حضرت ابوبکرؓ کی ایک رات اور دن، عمر کی

marfat.com

ساری زندگی کی نیکیوں سے بہتر ہے۔ کیا میں تجھے اس دن اور رات کے متعلق بیان نہ کروں ؟ عرض کی ہاں امیر المومنین! بیان کیجئے...... حضرت عمرؓ نے فرمایا...... رات وہ جب رسول اللہ ﷺ مکہ سے نکلے اور حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ کے ہمراہ سفر شروع کر دیا۔ حضرت ابو بکرؓ کبھی آپ ﷺ کے آگے چلتے کبھی پیچھے کبھی دائیں اور کبھی بائیں۔ رسول اکرم ﷺ نے آپؓ سے فرمایا اے ابو بکرؓ! ایسے کیوں چل رہے ہو؟ کیا وجہ ہے؟ تو حضرت صدیق اکبرؓ نے عرض کی یارسول اللہ! ﷺ جب راستہ یاد کرتا ہوں تو آپ کے آگے ہو جاتا ہوں اور جب یہ خیال آتا ہے کہ کفار آپ کی تلاش میں ہیں تو آپ کے پیچھے ہو جاتا ہوں اور کبھی دائیں، کبھی بائیں۔ حضرت عمر فاروقؓ فرماتے ہیں اس رات نبی کریم ﷺ پاؤں کی انگلیوں کے بل چل رہے تھے حتی کہ چلتے چلتے آپ کے پاؤں پر آبلے پڑ گئے۔ جب صدیق اکبرؓ نے آپ ﷺ کی یہ کیفیت دیکھی تو نبی اکرم ﷺ کو اپنے کاندھوں پر اٹھالیا اور دوڑنا شروع کر دیا، یہاں تک کہ غار تک پہنچ گئے۔ حضرت ابو بکر نے آپ ﷺ کو اتارا اور عرض کی قسم ہے اس ذات کی! جس نے آپ ﷺ کو حق کے ساتھ بھیجا ہے پہلے آپ ﷺ داخل نہ ہوں، مجھے داخل ہونے دیں تاکہ اگر غار میں کوئی ایسی چیز ہے تو اس کا سامنا پہلے میں کروں۔ حضرت ابو بکرؓ، نبی کریم ﷺ کو کندھوں پر اٹھائے غار میں داخل ہوئے۔ غار میں ایک سوراخ تھا جس میں بچھو اور سانپ تھے۔ حضرت ابو بکرؓ نے اپنا قدم مبارک اس میں رکھا۔ بچھو اور سانپ نے ڈسنا شروع کر دیا۔ شدت درد سے آپ ﷺ کی آنکھوں میں آنسو آگئے اور بہہ نکلے۔

رسول اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا (**لاتحزن ان الله معنا فأنزل الله سكينته عليه**)

"**فأنزل الله سكيته عليه**" کے ضمن میں آپ فرماتے ہیں۔

أخرج ابن أبى حاتم وأبوشيخ وابن مردويه والبهقى فى الدلائل وابن عساكر من تاريخه ابن عباس رضى الله عنهُ فى قوله "فأنزل الله سكينته عليه " قال على أبى بكر رضى الله عنهُ لان النبى ﷺ لم تزل السكينة معه وأخرج الخطيب فى تاريخه عن حبيب بن أبى ثابت رضى الله

marfat.com

عنہٗ "فأنزل الله سكينته عليه" قال على أبى بكر رضى الله عنه فأما النبیﷺ فقد كانت عليه السكينة (درمنثور، جز ۳، ص ۲۴۱، ۳۴۵)

"حضرت ابن عباسؓ کا قول ہے کہ سکینت و اطمینان حضرت ابو بکرؓ پر نازل ہوا۔ نبی کریمﷺ تو ہمیشہ طمانیت و سکون میں رہے۔ حبیب بن ابی ثابت رضی اللہ عنہٗ اسی آیہ کریمہ کے تحت فرماتے ہیں طمانینت کا نزول حضرت صدیق اکبرؓ پر ہوا۔ نبی کریمﷺ تو پہلے ہی اطمینان سے تھے۔ انہیں کوئی خوف یا ڈر نہ تھا۔

سید محمود آلوسی بغدادی رحمۃ اللہ علیہ اسی آیہ مبارکہ کے ضمن میں فرماتے ہیں۔

وفيها النص على صحبة أبى بكرؓ لرسول اللهﷺ ولم يثبت ذالك لأحد من أصحاب رسول اللهﷺ سواه وكونه المراد بالصاحب مماوقع عليه الاجماع لكون المراد من العبدفى قوله تعالىٰ (سبحان الذى اسرى بعبدہٖ) رسول اللهﷺ ومن هنا قالوا أن اذكار صحبتہٖ كفر مع ماتضمنته من تسلية النبیﷺ لهٗ بقوله لاتحزن)وتعليل ذلك بمعية الله سبحانهٗ الخاصته المفادة يقولهٗ (ان الله معنا) ولم يثبت مثل ذالك فى غيره بل لم يثبت نبى معية الله سبحانهٗ لهٗ ولآخرمن الصحابة وكان فى ذالك إشارة الى انهٗ ليس فيهم كأبى بكر الصديق رضى الله عنهٗ

صاحب تفسیر روح المعانی فرماتے ہیں۔

یہ آیہ کریمہ صحبت ابو بکر صدیقؓ پر نص ہے۔ اور یہ مقام (صحبت) صحابہ میں سے کسی اور کو نہیں ملا۔ حضرت ابو بکرؓ کے صاحب ہونے پر امت کا اجماع ہے جس طرح کہ (سبحان الذى أسرى بعبدہٖ) میں "عبد" سے مراد نبی کریمﷺ کا ہونا، اجماع امت ہے۔ اسی بناء پر علماء کہتے ہیں جس نے صحبت ابو بکرؓ کا انکار کیا وہ کافر ہے۔ اور اس کے ساتھ ساتھ نبی کریمﷺ کا حضرت ابو بکرؓ کو بحکم خداوندی تسلی دینا (لا تحزن) بھی ثابت ہے اور اللہ تعالیٰ کی خاص معیت جو کہ "اِن اللہ معنا" کے قول سے ثابت ہے وہ بھی ابو بکر صدیقؓ کیلئے ہے۔ اور ایسی معیت سوائے صدیق اکبرؓ کے کسی اور

marfat.com

کیلئے ثابت نہیں بلکہ کسی اور نبی کیلئے بھی ثابت نہیں کہ اللہ رب العزۃ نے کسی نبی کو اس کے اصحاب کے ساتھ ایسی معیت میں خاص کیا ہو۔

اشارہ ہے اس بات کی طرف کہ جیسا رفیق اور غار یار نبی اکرم ﷺ کا ہے کسی اور نبی کو ایسا ساتھی میسر نہیں آیا۔ شان صدیق اکبرؓ پر اس سے بڑی دلیل اور کیا ہو سکتی ہے۔ روز روشن کی طرح عیاں دلائل، علمائے کرام کی تصریحات اور مفسرین کی آراء کے بعد بھی اگر کوئی آپ کے مرتبے کو نہ جانے تو اس کیلئے فقط دعا ہی کی جا سکتی ہے کہ رب العزت اسے ہدایت اور عقل سلیم سے نوازے ورنہ

؎ دیدۂ کور کو کیا نظر آئے ، کیا دیکھے

شیخ سید محمود آلوسی بغدادی علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں :

من أنصف رأیٰ ان تسلية عليه السلام لأبی بکر رضی الله عنه بقوله (لاتحزن) کما سلاهُ ربه سبحانه بقوله (لايحزنك قولهم) مشيرة إلى أن الصديق رضی الله عنهُ عندهُ عليه الصلوة والسلام بمنزلته عندربه جل شانه فهو حبيب حبيب الله تعالیٰ بل لوقطع النظر عن وقوع مثل هذه التسلية من الله تعالیٰ لنبيه ﷺ کان نفس الخطاب بلاتحزن کافيا فی الدلالة علی انه رضی الله عنهُ حبيب رسول الله ﷺ

"جس نے بھی بنظر انصاف دیکھا سمجھ گیا کہ نبی اکرم ﷺ "لا تحزن" فرما کر حضرت ابوبکرؓ کو تسلی دے رہے تھے جیسے کہ آپ کے رب نے "**لایحزنك قولهم**" فرما کر آپ ﷺ کو تسلی دی۔ یہ اس بات کی طرف اشارہ ہے کہ صدیق اکبرؓ کا مقام نبی اکرم ﷺ کے نزدیک اتنا ہی ہے جتنا کہ نبی کریم ﷺ کا بارگاہ رب العزت میں۔ پس صدیق اکبرؓ، حبیب اللہ یعنی نبی کریم ﷺ کے حبیب ہیں (حبیب کا مرتبہ خلیل سے فزوں تر ہے اور ایک روایت میں یوں بھی آیا ہے کہ حضور اکرم ﷺ نے حضرت صدیق اکبرؓ کو اپنا خلیل کہا۔ معلوم ہوا صدیق اکبرؓ، حبیب الرسول بھی ہیں اور خلیل الرسول بھی (ﷺ) اسپر مکمل بحث افضیلت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے باب میں آئے

marfat.com

گی، انشاء اللہ) بلکہ اگر نبی کریم ﷺ کیلئے رب ذوالجلال کی طرف سے تسلی سے قطع نظر کرلیا جائے تب بھی فقط "لا تحزن" کا خطاب ہی آپؓ کے حبیب الرسول ہونے پر کافی تھا۔

سید محمود آلوسی علیہ الرحمۃ نے روافض کے جملہ اعتراضات کے جوابات نقل فرمائے ہیں سید طوالت کے خوف سے انہیں بیان نہیں کیا۔ فقط صدیق اکبرؓ کی شان ورفعت کے متعلق اقوال ذکر کردئے ہیں اور میرا مقصود بھی یہی ہے اگر مزید تفصیل درکار ہو تو تفسیر روح المعانی کا مطالعہ فرمائیں۔ ایمان کو جلا ملے گی اور روافض کے اعتراضات مثل سراب نظر آئیں گے اور حقیقت صدیقیت آپ پر عیاں اور ظاہر ہو جائے گی۔

علامہ محمود بن عمر زمخشری رحمہ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔

قولهُ (ثانی اثنین) وهما رسول اللهﷺ وأبوبكر الصديق رضى الله عنه يروى أن جبريل عليه السلام لما أمرهُ بالخروج قال من يخرج معى قال أبوبكر رضى الله عنهُ (اذهما) بدل من اذأخرجه (اذ يقول) بدل ثان . قيل طلع المشركون فوق الغار فأشفق أبوبكر رضى الله عنهُ على رسول اللهﷺ فقال أن تصب اليوم ذهب دين الله فقال عليه السلام ماظنك باثنين الله ثالثهما وقالوامن أنكرصحبة أبى بكر رضى الله عنه فقد كفر لإنكاره كلام الله وليس ذالك لسائر الصحابة.

(تفسير كشاف، ج ۲ ، ص ۲۷۲)

"اللہ عزوجل کے فرمان (ثانی اثنین) کے ماتحت علامہ زمخشری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔ ثانی اثنین سے مراد نبی کریم ﷺ اور حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہٗ ہیں "إذهما" یہ "اذأخرجه" سے بدل ہے اور "اذیقول" بدل ثانی ہے۔ فرماتے ہیں، مشرکین جب غار کے دہانے تک پہنچ گئے تو ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کو نبی کریم ﷺ کی جان اقدس کا خوف لاحق ہوا کہ اگر آج آپ ﷺ کو کوئی مصیبت پہنچی تو اللہ تعالیٰ کا دین جاتا رہے گا۔ اس پر نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا: تیرا ان دو کے بارے میں کیا گمان ہے جن کے ساتھ تیسرا خود اللہ ہو۔ (اس میں تسلی دینا مقصود ہے) اور علماء کا کہنا

marfat.com

ہے جس نے مصاحبت صدیق اکبر رضی اللہ عنہٗ کاانکار کیاوہ کافر ہو گیااس لئے کہ اس نے اللہ تعالیٰ کے کلام کاانکار کیااور یہ حکم تمام صحابہ کا نہیں (یعنی حضرت ابو بکرؓ کے علاوہ باقی کسی صحابی کی مصاحبت کاانکار کرنے والا کافر نہیں بلکہ کذاب اور مبتدع ہے)

ابی جعفر محمد بن جریر رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔

وانما عنی جل شأنہٗ وثناء ہٗ بقولہٖ (ثانی اثنین) رسول اللہ ﷺ وأبوبکر الصدیق رضی اللہ عنہٗ لانھما کانا اللذین خرجا ھاربین من قریش اذھموا بقتل رسول اللہ ﷺ و اختفیا فی الغار وقولہٗ (اذھما) یقول اذرسول اللہ ﷺ وأبوبکر الصدیق رضی اللہ عنہ فی الغار اذیقول لصاحبہ أبی بکرؓ لاتحزن وذالک أنہٗ خاف من الطلب أن یعلموا بمکانھما فجزع من ذلک فقالہ لہٗ رسول اللہ ﷺ "لاتحزن أن اللہ معنا" واللہ ناصرنا فلن یعلم المشرکون بنا ولن یصلوا علینا.

"اللہ رب العزت کے فرمان "ثانی اثنین" سے مراد نبی کریم ﷺ اور حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہٗ ہیں۔ اس لئے کہ وہ دونوں قریش کے خوف سے نکلے۔ جب قریش مکہ نے نبی کریم ﷺ کو قتل کرنے کا مذموم ارادہ کیا۔ دونوں ایک غار میں پناہ گزین ہوئے اور اللہ تعالیٰ کا فرمان "**إذھما فی الغار**" کا مطلب ہے جب وہ دونوں یعنی حضور کریم ﷺ اور ان کا جانثار صدیق اکبرؓ غار میں تھے۔ (**اذیقول لصاحبہ**) کا مطلب ہے جب رسول خدا ﷺ نے صدیق اکبر رضی اللہ عنہٗ سے فرمایا۔ (**لاتحزن ان اللہ معنا**) "غم نہ کر اللہ ہمارے ساتھ ہے" یہ اس لئے فرمایا کہ صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کو خوف لاحق ہوا کہیں مشرکین ہمارے ٹھکانے سے آگاہ نہ ہو جائیں تو اس گھبراہٹ کو دور کرنے کیلئے آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا ("لا تحزن، غم نہ کھا") کیونکہ اللہ تعالیٰ ناصر و مددگار ہے اور اس کی نصرت ہماری رفیق ہے لہٰذا گزند پہنچانا مشرکین کیلئے ممکن نہیں۔

علامہ طبریؒ کی تصریح سے یہ بات ازحد واضح ہو جاتی ہے کہ نبی اکرم ﷺ

marfat.com

نے صدیق اکبرؓ کو تسلی دی کیونکہ وہ حضور کریم ﷺ کی وجہ سے خوفزدہ ہو گئے تھے کہ کہیں دشمن آپ کو نقصان نہ پہنچائیں۔ اگر کوئی ایسا حادثہ رونما ہوا تو دین وامت دونوں ہلاک ہو جائیں گے۔

علامہ طبری نے "اذیقول لصاحبه" کے ضمن میں ایک حدیث شریف نقل فرمائی ہے۔

حدثنا یونس قال أخبرنا ابن وهب قال أخبرنی عمرو بن الحارث عن ابیه أن أبابکر الصدیق رضی الله عنهُ حین خطب قال أیکم یقرأ سورة التوبة قال رجل أنا قال أقرأ فلما بلغ "اذیقول لصاحبه لاتحزن" بکیٰ أبوبکر و قال أناوالله صاحبهُ. **(تفسیر طبری جز ۱۰ جلد۶، ص ۹۵،۹۶)**

"عمرو بن حارث اپنے باپ سے روایت کرتے ہیں کہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہٗ خطبہ ارشاد فرما رہے تھے کہ فرمایا تم میں سے سورۂ توبہ کی تلاوت کون کر سکتا ہے۔ ایک آدمی نے کہا "میں" آپؓ نے فرمایا "تلاوت کرو" جب وہ "**اذیقول لصاحبه**" تک پہنچا تو ابوبکرؓ نے رونا شروع کر دیا اور فرمایا مجھے اللہ کی قسم! وہ صاحب میں ہی ہوں۔

حضرات گرامی!

آپ نے آئمہ مفسرین کی ایمان افروز اور قلوب واذھان کو جلا بخشنے والی بابرکت تصریحات کو ملاحظہ فرمایا۔ اب لفظ صاحب کے مفہوم کی طرف رجوع کرتے ہیں۔

لفظ "صاحب" کی تحقیق

قاموس، صحاح للجوھری، لسان العرب، المنجد، منتھی الأرب اور صراح وغیرھا میں صاحب کی جمع صَحْبٌ و أصْحَابٌ و صَحَبَةٌ و صِحَابٌ و صُحْبَانٌ و صِحَابَةٌ و صَحَابَةٌ ہے۔

اور أصحاب کی جمع أصاحیب ہے۔

marfat.com

شرح عقائد جلالی جلال الملۃ والدین الدوانی علیہ الرحمۃ کے محشی علامہ محمد عبدالحلیم انصاری لکھنوی "حل المعاقد فی شرح العقائد" میں لکھتے ہیں۔

قولہٗ ولأصحاب اعلم أن فاعلاً یجمع علی أفعال عند العلامة التفتازانی وغیرہٗ ولأصحاب جمع صاحب کا لاطهار جمع طاهرو أماعندمن لایجوزہٗ فأصحاب أما جمع صحب (بتسکین الحاء) جمع صاحب کرکب جمع راکب فأصحاب حینئذ جمع الجمع واما القول بأن الاصحاب جمع الجمع واقلهٗ تسعة فلاتکون الشیعة ناجیة فان الصحابةالذین بقواليدالنبی ﷺ علی الایمان عندهم ثلاثة علی وأبوذر وسلمان الفارسی فی روایة وفی روایة بلال رضی الله عنهم فهم لیس تابعین للاصحاب. (حل المعاقد ص ۲۶)

صاحب شرح عقائد جلالی نے ایک روایت (حدیث شریف کی) نقل فرمائی کہ میری امت کے تہتر فرقے ہوں گے، ان میں سے ایک ناجی ہوگا باقی تمام جہنمی۔ عرض کیا گیا یارسول اللہ! ﷺ وہ ناجی فرقہ کون سا ہوگا؟ تو آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا۔

ماأنا علیه وأصحابی

اس حدیث شریف کے ماتحت صاحب حل المعاقد مندرجہ بالا عربی عبارت تحریر فرماتے ہیں۔

(ترجمہ) جان لے کہ علامہ تفتازانی وغیرہ کے نزدیک فاعل کی جمع بروزن افعال آتی ہے اور اصحاب جمع ہے صاحب کی جیسے کہ اطہار جمع ہے طاہر کی۔ لیکن علماء کے نزدیک جو فاعل کی جمع بروزن افعال جائز نہیں سمجھتے، اصحاب جمع ہے صحب کی (حا کے سکون سے) اور صحب جمع ہے اصحاب کی جیسے کہ راکب کی جمع رکب ہے۔ لہذا اس طرح اصحاب جمع الجمع ہے یہ قول فاضل قراباغی، یوسف الکوسج وغیرہ ھم کا ہے۔ اور اس قول کے مطابق شیعہ فرقہ ناجیہ نہیں ہے کیونکہ جمع الجمع کا اطلاق کم از کم نو پر ہوتا ہے۔ اور شیعہ کے نزدیک آنحضرت ﷺ کے بعد صرف تین صحابہ کرام رضی اللہ عنھم ایمان

marfat.com

پر باقی رہے اور وہ حضرت علی، حضرت ابوذر غفاری اور حضرت سلمان فارسی جبکہ ایک دوسری روایت میں تیسرے صحابی حضرت بلال رضی اللہ عنھم ہیں۔لہذا یہ صحابہ کرام کی تابعداری کرنے والوں سے نہیں کیونکہ نبی محترم ﷺ کا فرمان ہے ،ما انا علیه وأصحابی (جس پر میں اور میرے اُصحاب رہے) اور اُصحاب کی کم از کم تعداد نو بنتی ہے اور شیعہ کے نزدیک فقط تین صحابی تھے۔اس لحاظ سے شیعہ اُصحاب کی پیروی سے خارج ہو گئے پس نتیجتاً فرقہ ناجیہ سے باہر ہوئے۔

اسی طرح نظام الدین سہالوی رحمۃ اللہ علیہ نے حاشیہ "شرح عقائد جلالی" میں تحریر کیا ہے۔

قولهُ جمع صحب بتسكين الحاء كسفر جمع سافرولم يقل جمع صاحب لأن فاعلا لايجمع على أفعال لكن جوزهُ التفتازاني وغيره

(حاشيه شرح عقائد جلالي، ص ٣١٣)

علامہ جلال الدین دوانی کا قول صحب (حاء کے سکون کے ساتھ) مثل سفر جمع سافر ہے اور مصنف نے جمع صاحب نہیں کہا اس لئے کہ فاعل کی جمع اُفعال کے وزن پر نہیں آتی لیکن علامہ تفتازانی وغیرہ کے نزدیک ایسا جائز ہے۔

لہذا مولانا نظام الدین سہالوی کے نزدیک بھی صاحب کی جمع اُصحاب نہیں بلکہ صحب ہے اور اُصحاب جمع الجمع ہے۔

بطور جملہ معترضہ علامہ عبدالعلیم انصاری لکھنوی رحمۃ اللہ علیہ نے اس حدیث مبارک پر مفصل ومدلل جو تشریح فرمائی اس کا نقل کرنا بھی ضروری ہے۔آپ فرماتے ہیں۔

فان دخول الفرق الهالكة فى النار من حيث الاعتقاد وإفراد الفرق الناجية وإن تدخل فى النار لكنهم لايدخلون من حيث الاعتقاد بل أن دخلوا فمن حيث العمل.

نار جہنم میں ہمیشگی ان فرقوں کا مقدر ہے جو اعتقاد کے لحاظ سے غلط ہیں۔

marfat.com

فرقہ ناجیہ اگرچہ آگ میں داخل ہو بھی تو غلط اعتقاد کی وجہ سے نہ ہوگا بلکہ غلط عمل کے سبب ہوگا۔

فمعنى الحديث ان الامة مفترقة الى الفرق الكثيرة كلهم داخلو الحميم فى الجملة الاواحدة وهم اولياء الله الكرام المقتفون أثر النبى ﷺ وأصحابهٗ فاستقام المعنى ولايحتاج الى التقليد كذافى "الحاشية الكمالية"

حدیث کا معنی ہے کہ امت بہت سے فرقوں میں بٹ جائے گی اور یہ تمام فرقے جہنمی ہوں گے سوائے ایک گروہ کے اور یہ گروہ اولیائے کرام کا ہے۔ جو نبی کریم ﷺ اور ان کے مقدس صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم کے نقش قدم پر چلنے والے ہیں۔ اس طرح حدیث شریف کا معنی سیدھا اور واضح ہے قید لگانے کی احتیاج بھی نہیں۔ عبارت کا مفہوم یہ ہے کہ صرف ایک گروہ جن کو اولیاء کہتے ہیں فرقہ ناجیہ ہے باقی تمام جہنمی ہیں، خواہ تہتر ہوں، معلوم ہوا جو عقیدہ اولیاء کرام کا ہے وہی حق ہے اس گروہ سے وابستگی جہنم سے نجات کا ذریعہ اور سبب ہے۔

اسی طرح حاشیہ کمال الدین سہالوی شرح عقائد جلالی میں ہے۔

واذاتمهد هذا فنقول المراد بالامة فى الحديث المذكور فى المتن أمة الإجاجة والمعنى كلهم يدخلون فى النار الاواحدة

(حل المعاقد فى شرح العقائد، ص ۲۲، ۲۴)

متن میں مذکور حدیث میں امت سے مراد امت اجابت ہے اور معنی یہ ہوئے کہ تمام فرقے جہنمی ہیں مگر ایک فرقہ ناجی ہے۔

معلوم ہوا کہ اس سے مراد امت اجابت ہے جنہوں نے نبی اکرم ﷺ کی دعوت توحید پر لبیک کہا اور بعد میں نظریات و عقائد باطلہ میں مستغرق ہو گئے نہ وہ امت جس نے سرے سے آپ ﷺ کی دعوت کو قبول ہی نہیں کیا جیسے کفار مشرکین وغیرہ۔

حضرت عبد العلیم لکھنوی علیہ الرحمۃ کا کلام ختم ہوا۔

marfat.com

اب اصل موضوع کی طرف لوٹتے ہیں۔ لفظ صاحب اور اَصحاب کی لغوی تشریح کے بعد اب "صاحب" کی تعریف پیش خدمت ہے۔

صاحب کی تعریف

جلال الملة والدین جلال الدین دوانی (شرح عقائد جلالی) میں تحریر فرماتے ہیں۔

صاحب وھومن رأی النبیﷺ مومنابه سواء کان فی حال البلوغ أوقبلهُ طال صحبتهُ أم لا۔

صاحب وہ ہے جس نے حالت ایمان میں نبی کریم ﷺ کو دیکھا، خواہ بالغ ہونے کے بعد یا اس سے پہلے۔ نبی کریم ﷺ کی صحبت میں طویل عرصہ رہا ہو یا نہ رہا ہو۔

مولانا عبدالعلیم لکھنوی "حل المعاقد" میں لکھتے ہیں

قولهُ وھومن رأه: اعلم اولا أن المراد بالرؤية اللقاء سواء کان رأی النبی ﷺ بالبصرأ ولا فیشمل الضریر کعبد الله بن مکتوم و یمکن أن یقال أن المراد الرؤیة بالبصر والنبیﷺ فاعل رأی ومفعوله محذوف فالمعنی من راهُ النبیﷺ فیشمله ح لکنه انمایتم لو کان التعریف مختصاً بأصحاب بنیناﷺ والا ینتقص بأصحاب شعیب علیه السلام لکونه اعمٰی

(حل المعاقد فی شرح العقائد، ص ۲۶)

علامہ علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں کہ رؤیت سے مراد ملاقات کرنا ہے خواہ اس نے اپنی آنکھ سے نبی کریم ﷺ کو دیکھا ہو یا نہ دیکھا ہو۔ پس یہ تعریف نابینا کو بھی ثابت ہو گی جیسے عبداللہ بن مکتوم۔ اور ممکن ہے اس طرح کہا جائے کہ مراد رؤیت بالبصر ہو اور نبی کریم ﷺ "رأی" کا فاعل ہوں اور اس کا مفعول محذوف ہو۔ پس معنی یہ ہوئے کہ جس کو نبی کریم ﷺ نے دیکھا ہو۔ اس طرح صاحب کی تعریف میں نابینا بھی شامل ہو جائے گا لیکن یہ تعریف مکمل تب ہے اگر اسے اَصحاب نبی کریم ﷺ کے ساتھ

marfat.com

مختص کیا جائے ورنہ نقص آجائے گا کیونکہ حضرت شعیب علیہ السلام نابینا تھے اور انہوں نے اپنے اصحاب کو اپنی نظر مبارک سے نہیں دیکھا۔

لیکن رای کا فاعل نبی کریم ﷺ کو بنانا اور مفعول کو محذوف ماننا علامہ زرقانی نے مردود قرار دیا ہے اور خود صاحب حل المعاقد نے شرح عقائد کے حاشیہ پر لکھا ہے۔

وما أفاد بعض الاعلام دام ظلهٗ أن ضمير المفعول مستتر فلاأفهمهٗ فان ضمير المنصوب يكون بارزاً دائما كما صرح به فى كتب النحوفتدبر"

فرماتے ہیں بعض علمائے کرام نے مفعول کی ضمیر کو مستتر سمجھا ہے یہ بات میری فہم سے باہر ہے کیونکہ ضمیر منصوب ہمیشہ ظاہر ہوتی ہے جیسا کہ نحو کی کتابوں میں واضح ہے۔

علامہ ابن حجر عسقلانی رحمۃ اللہ علیہ **"الاصابة فى تمييز الصحابة"** کے مقدمہ میں لکھتے ہیں۔

الفصل الاول فى تعريف الصحابى وأصح ما وقفت عليه من ذالك أن الصحابى من لقى النبى ﷺ مؤمنابه ومات على الاسلام فيدخل فيمن لقيه من طالت مجالسته لهٗ أو قصرت ومن روى عنهٗ أولم يروومن غزامعهٗ أولم يغزو ومن رآهٗ رؤية ولو لم يجالسهٗ ومن لم يرهٗ لعارض كالعمىٰ.

اس باب میں، جہاں تک مجھے علم ہوا، اصح بات یہی ہے کہ صحابی وہ ہے جس نے نبی کریم ﷺ سے ملاقات کی اس حالت میں کہ وہ آپ ﷺ پر ایمان رکھتا ہو اور اس کی موت اسلام پر ہوئی۔ جس نے نبی کریم ﷺ سے ملاقات کی، اس میں وہ بھی داخل ہے اس کی نبی کریم ﷺ سے مجلس ہوئی ہو، خواہ طویل ہو یا مختصر، آپ ﷺ سے کوئی حدیث روایت کی ہو یا نہ، جنگ میں اسے سرکارِ دوعالم ﷺ کی رفاقت میسر آئی ہو یا نہ آئی ہو۔ جس نے ایک دفعہ آپ ﷺ کو دیکھ لیا، اگرچہ اس کی مجلس نہ ہوئی (وہ بھی صحابی کی تعریف میں شامل ہے) اور وہ بھی جس نے آنکھوں سے نبی کریم ﷺ کو نہ دیکھا جیسے نابینا۔

marfat.com

مزید فرماتے ہیں۔

ویخرج بقید الایمان من لقیه کافراً ولوأسلم بعد ذالك اذالم یجتمع به مرة أخریٰ وقولنا (به) یخرج من لقیه مؤمنا بغیره کمن لقیه من مؤمنی أهل الکتاب قبل البعثة وخرج بقولنا ومات علی الاسلام من لقیه مومنا به ثم ارتد ومات علی ردته کعبید الله بن جحش وعبدالله بن حظل وربیعه بن أمیه بن خلف ویدخل فیه من ارتد وعادالی الاسلام قبل أن یموت سواء اجتمع به ﷺ مرة أخریٰ أم لاوهذا هوالصحیح المعتمد. لاطباق أهل الحدیث علی عدالاشعث بن قیس فی الصحابة وعلی تخریج أحادیثه فی الصحاح والمسانید وهومن ارتد ثم عادالی الاسلام فی خلافة أبی بکر وهذا التعریف مبنی علی الأصح المختار و عندالمحققین کالبخاری و شیخه احمدبن حنبل ومن تبعهما.

ایمان کی قید لگانے سے وہ شخص صحابی کی تعریف سے نکل گیا جس نے کفر کی حالت میں نبی کریم ﷺ سے ملاقات کی اگرچہ بعد میں ایمان لے آیا مگر آپ ﷺ سے مل نہیں سکا۔ اور ہمارے قول (بہ) سے وہ شخص بھی نکل گیا جو آپ ﷺ سے ملا مگر ایمان دوسرے انبیاء پر رکھتا تھا جیسے اہل کتاب وغیرہ۔ اور "مات علی الاسلام" کی شرط سے وہ شخص بھی خارج ہو گیا جس نے حالت ایمان میں آپ ﷺ سے ملاقات تو کی مگر بعد میں مرتد ہو گیا اور اسی حالت میں مر گیا جیسے عبید اللہ بن جحش و عبد اللہ بن خطل اور ربیعہ بن اُمیہ بن خلف۔ اور وہ شخص صحابہ میں شامل ہے جو مرتد ہوا اور مرنے سے پہلے اسلام قبول کر لیا خواہ دوسری دفعہ اس کی ملاقات نبی کریم ﷺ سے ہوئی یا نہ۔ اور یہی مذہب اَصح ہے۔ کیونکہ محدثین نے اشعث بن قیس کو صحابہ میں شمار کیا ہے اور اپنی کتابوں میں اس کی احادیث کو تخریج کیا ہے۔ حالانکہ وہ بعد از اسلام مرتد ہو گیا اور زمانہ ابو بکرؓ میں دوبارہ اسلام قبول کیا۔ محققین کے نزدیک یہی تعریف صحیح ترین ہے جسے امام بخاریؒ اور ان کے شیخ احمد بن حنبلؒ جیسے محدثین نے قبول کیا اور ان کے پیرو کاروں نے۔

marfat.com

امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ کے ایک قول

ومن صحب النبی ﷺ أو رأهُ من المسلمین فهو من أصحابه کے ماتحت علامہ بدرالدین عینی رحمۃ اللہ علیہ تحریر فرماتے ہیں۔

أشار بهذا الی تعریف الصاحب وفیه أقوال

الاول: ماأشار الیه البخاری بقوله من صحب النبی ﷺ أورأه من المسلمین فهو من أصحابه وقال الکرمانی یعنی الصحابی مسلم صحب النبی ﷺ أورأه وضمیر المفعول للنبی ﷺ والفاعل للمسلم علی المشهور الصحیح. وقیل فی کلام البخاری نقص یحتاج الی ذکره وهو ثم مات علی الاسلام والعبارة سالمة من الاعتراض أن یقال الصحابی من لقی النبی ﷺ ثم مات علی الاسلام لیخرج من ارتد ومات کافراً.

امام بخاری نے اس عبارت میں "صاحب" کی تعریف کی طرف اشارہ فرمایا ہے۔
پہلی بات یہ کہ جس نے نبی کریم ﷺ کی رفاقت اختیار کی یا مسلمانوں میں سے کسی نے آپ ﷺ کو (ظاہری حیات) میں دیکھ لیا وہ اصحاب میں سے ہے۔ امام کرمانیؒ فرماتے ہیں صحابی وہ مسلمان ہے جو نبی کریم ﷺ کا صاحب ہو یا آپ ﷺ کو دیکھا ہو۔ مفعول کی ضمیر نبی کریم ﷺ کیلئے اور فاعل کی ضمیر مسلم کیلئے ہے اور یہی مشہور و صحیح مذہب ہے۔ علامہ بدرالدین عینی، تعریف علامہ بخاری کا نقص ذکر کرتے ہوئے کہتے ہیں کہ امام بخاری نے "ثم مات علی الاسلام" کا ذکر نہیں کیا۔ عبارت اعتراض سے تبھی بچ سکتی ہے جب کہا جائے کہ صحابی وہ ہے جس نے نبی کریم ﷺ سے ملاقات کی پھر اسلام پر اس کی موت واقع ہوئی تاکہ وہ شخص صحابیت سے نکل جائے جو مرتد ہو گیا اور کفر کی حالت میں ہی مر گیا۔

الثانی: أنه من طالت صحبتهُ لهُ و کثرت مجالستهُ مع طریق التبع لهُ ولأخذ عنهُ هکذاحکاهُ أبو المظفر السمعانی عن الاصولیین وقال أن

marfat.com

اسم الصحابی یقع علی ذالك من حیث اللغة والظاهر وأختارهُ ابن حاجب ایضاً لأن الصحبة تعم القلیل والکثیر.

صحابی وہ ہے جس کو نبی اکرم ﷺ کے ساتھ طویل صحبت ہو اور آپ ﷺ کی پیروی میں کثیر مجالست ہو کہ وہ سرکار دوعالم ﷺ سے کچھ حاصل کرے (علم وغیرہ) اس بات کو ابو مظفر سمعانی نے اصولیوں سے بیان کیا اور کہا ہے کہ صحابی کا اسم لغت میں اور ظاہری طور اسی شخص پر واقع ہوتا ہے۔ اسی قول کو ابن حاجب نے اختیار کیا اس لئے صحبت کا لفظ قلت اور کثرت دونوں میں عام ہے۔

(نوٹ: محدثین اور علم حدیث کے علماء صحابی اسے کہتے ہیں جس نے نبی کریم ﷺ سے کوئی حدیث خواہ ایک کلمہ ہی کیوں نہ ہو، روایت کی ہو۔ پھر وسعت نظری کرتے ہوئے اس شخص کو بھی صحابی کہتے ہیں جس نے اسلام کی حالت میں ایک نظر رخ انور کو دیکھ لیا۔)

الثالث: ماروی عن سعید بن المسیب أنهُ لایعدالصحابی الامن أقام مع رسول الله ﷺ سنةً أوسنتین وغزامعهُ غزوة أوغزوتین وهذافیه ضیق قال شیخنا هذا عن ابن المسیب لایصح لأن فی اسناده محمد بن عمرو الواقدی وهو ضعیف فی الحدیث.

سعید بن میتب سے روایت کردہ یہ بات کہ جو ایک یا دو سال نبی کریم ﷺ کی صحبت میں نہ رہا اور ایک یا دو غزوات میں حصہ نہ لیا اسے صحابی شمار نہیں کرتے، اس میں تنگ نظری ہے، علامہ بدر الدین عینی فرماتے ہیں کہ سعید بن میتب کی طرف اس بات کی نسبت کرنا صحیح نہیں کہ اس کی اسناد میں محمد بن عمر والواقدی ہے جو ضعیف ہے۔

الرابع: انهُ یشترط مع طول الصحبة الأخذعنهُ حکاهُ الآمدی عن عمرو بن بجرابی عثمان الجاحظ من آئمة المعتزلة قال فیه ثعلب انهُ غیر ثقة ولامأمون ولایوجد هذا القول لغیره.

طویل صحبت کے ساتھ آپ ﷺ سے روایت کرنا بھی شرط ہے جیسے آمدی

marfat.com

نے معتزلیوں کے امام ابو عثمان جاحظ سے نقل کیا ہے۔ علامہ فرماتے ہیں کہ اس میں ثعلب نامی ایک شخص ہے جو نا قابل اعتبار اور کثیر خطا کرنے والا ہے اور یہ قول اس ثعلب کے علاوہ کسی اور سے نقل نہیں کیا گیا۔

الخامس: انهٗ من راٰهٗ مسلمًا عاقلا بالغًا حکاهٗ الواقدی عن أهل العلم والتقیید بالبلوغ شاذ

واقدی نے اہل علم سے نقل کیا ہے کہ صحابی وہ ہے جس نے نبی کریم ﷺ کو دیکھا اس حالت میں کہ وہ صاحب اسلام، عاقل وبالغ ہو۔ اس تعریف میں بلوغت کی شرط لگانا شاذ ہے۔ بعض نے یہ قول مردود قراد دیا ہے، اس سے حسن بن علیؓ وغیرہ کا صحابیت سے خارج ہونا لازم آتا ہے۔

السادس: انهٗ من أدرك زمن النبی ﷺ وهو مسلم وأن لم یرهٗ وهو قول یحیی بن عثمان المصری وممن حکی هذا القول من الاصولیین القرافی فی شرح التنقیح.

جس نے زمانۂ نبوت پایا اور وہ مسلمان بھی ہو، اگرچہ اس نے نبی کریم ﷺ کو نہیں دیکھا (وہ بھی صحابی ہے) یہ قول یحییٰ بن عثمان مصری کا ہے اس کو اصولیوں میں سے قرافی نے "شرح تنقیح" میں نقل کیا ہے۔

ان تمام اقوال میں سے صحیح قول وہی ہے جسے امام بخاریؒ نے نقل کیا ہے اور اسی پر علماء کا اتفاق ہے۔

علامہ بدرالدین عینی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ صحبت کا پہچاننا یا تو بالتواتر ہے جیسے ابوبکر صدیق وعمر فاروق رضی عنہما اور بقیہ عشرہ مبشرہ وغیرہ یا اس کی صحبت کا مشہور ہونا جو درجہ تواتر سے کم ہے مثل عکاشہ بن محصن وضمام بن ثعلبہ رضی اللہ عنہما وغیرہ، یا بعض صحابہ کا اس کے متعلق بیان کرنا کہ وہ صحابی ہے جیسے حممہ بن ابی حممہ دوسی، یا اس کا خود خبر دینا کہ وہ صحابی رسول (ﷺ) ہے۔ اس خبر دینے سے پہلے اس کی عدالت کا ثبوت ہونا ضروری ہے۔ (عمدۃ القاری شرح صحیح بخاری، ج ۱۶، ص ۱۶۹، ۱۷۰)

marfat.com

علامہ ابن حجر عسقلانی فرماتے ہیں۔

قوله (ومن صحب النبی ﷺ أو رأهُ من المسلمین فهو من أصحابه) یعنی أن اسم صحبة النبی ﷺ مستحق لمن صحبهُ أقل مایطلق علیه اسم صحبة لغة وان کان العرف یخص ذالك ببعض الملازمة ویطلق ایضا علی من رأهُ رؤیة ولو علی بعد وهذا الذی ذکرهُ البخاری وهو الراجح.

صحابی رسول ﷺ کے نام کا وہ مستحق ہے جس سے آپ کی صحبت ثابت ہو۔ کم سے کم صحبت جس پر لغوی طور پر اس کا اطلاق ہوتا ہے اور عرف اگرچہ اس صحبت کو بعض شرائط کے ساتھ خاص کر دیتا ہے (جیسے نبی کریم ﷺ کے ساتھ رہنا اور جدا نہ ہونا) اور جس نے نبی کریم ﷺ کو ایک مرتبہ دیکھ لیا اس پر بھی لفظ صحابی کا اطلاق ہوتا ہے اور یہ وہ قول ہے جس کو امام بخاری نے ذکر کیا اور یہی راجح ہے۔

مزید فرماتے ہیں :

الا أنه هل یشترط فی الرائی أن یکون بحث یمیز مارأه أو یکتفی بمجرد حصول الرؤیة، محل نظر، وعمل من صنف فی الصحابة یدل علی الثانی فانهم ذکروا مثل محمد بن ابی بکر الصدیق و انما ولد قبل وفاة النبی ﷺ بثلاثة أشهر وایام.

کیا دیکھنے والے کیلئے یہ شرط ہے کہ وہ جسے دیکھ رہا ہے اس میں اور غیر میں تمیز کر سکتا ہے یا صرف دیکھنا ہی کافی ہے، اس بات میں اختلاف ہے۔ صحابہ کرامؓ کے بارے میں جن لوگوں نے تحریر کیا ہے وہ صرف دیکھنے ہی کو کافی سمجھتے ہیں، انھوں نے محمد بن ابی بکر صدیق رضی اللہ عنہ کا ذکر کیا کہ وہ نبی کریم ﷺ کی وفات مبارک سے تین ماہ اور کچھ دن پہلے پیدا ہوئے اور فقط نبی کریم ﷺ کو دیکھا (یعنی یہ تمیز نہ تھی کہ یہ رسول اکرم ﷺ ہیں فقط دیکھنا ہی تھا) اور وہ صحابی کہلاتے ہیں۔

اس کے بعد تحریر فرماتے ہیں :

marfat.com

وقد وجدت ما جزم به البخاری من تعریف الصحابی فی کلام شیخه علی ابن المدینی فقرأت فی "المستخرج لأبی القاسم بن منده" بسنده الیٰ احمد بن سیاد الحافظ المزدری قال سمعت أحمد بن عتیک یقول علی بن المدینی من صحب النبی أوراهُ ولوساعةً من نهار فهومن أصحاب النبی ﷺ (فتح الباری ، ج ۷، ص ۳، ۵)

امام بخاریؒ نے صحابی کی جس تعریف کو صحیح قرار دیا میں نے اسے آپ کے شیخ علی بن مدینی کے کلام میں پایا، "المستخرج لابی القاسم بن منده" میں پڑھا اور اس کی سند احمد بن سیاد حافظ مزدری سے کی گئی ہے۔ حافظ مزدری کا کہنا ہے کہ میں نے احمد بن عتیک سے سنا کہ فرماتے ہیں علی مدینی نے کہا جس کو نبی کریم ﷺ کی صحبت ملی یا آپ کو دیکھ لیا اگرچہ دن میں سے ایک ساعت تو وہ أصحاب نبی ﷺ سے ہے۔

علامہ عبدالباقی زرقانی شارح مواہب لکھتے ہیں۔

(اختلف فی تعریف الصحابی) نسبة الی الصاحب من نسبة الجزئی الی کلیه کالمفتی (فقیل من صحب النبی ﷺ) فی زمن نبوته ولولحظة (أوراهُ) کذالك فی حال حیاته وان لم یجالسه حال کونه وقت الصحبة والرؤیة (من المسلمین) العقلاً ولوانثی أوعبداً أوصبیا أوجنیا أملکا علی مایأتی (والیه ذهب البخاری وسبقهُ الیه شیخهُ علی بن المدینی) کما ذکره الفتح فقدمر (فهومن أصحابه انتهی) (وهذا) ای الاکتفاء بمجرد الرؤیة بلا مجالسة ومماشاة ولا مکالمة (وهوالراجح) وهو مذهب جمهور المحدثین ولاصولیسین لشرف منزلته ﷺ

(صحابی کی تعریف میں لوگوں کا اختلاف ہے) صحابی کی نسبت صاحب کی طرف ہے اور جزئی کہہ کر کلی مراد ہے۔ کہا گیا ہے کہ جس نے نبی اکرم ﷺ کی صحبت اختیار کی اور زمانۂ نبوت میں اگرچہ ایک لمحہ ہی کیوں نہ ہو۔ اسی طرح جس نے آپ ﷺ کو حیات مبارکہ میں دیکھا اگرچہ آپ کے پاس بیٹھا نہیں۔ صحبت اور رؤیت

marfat.com

دونوں میں مسلمان ہونا شرط ہے اور وہ مسلمان جو عاقل ہیں عورت ہو یا مرد، بچہ ہو یا غلام، جن ہو یا فرشتہ...... جن اور فرشتے کے متعلق بحث بعد میں آئے گی۔ صحابی کی یہی تعریف امام بخاری نے کی ہے اور آپ سے پہلے آپ کے شیخ علی بن مدینی کو سبقت حاصل ہے۔ جیساکہ فتح الباری کے حوالے سے ابھی گذرا ہے۔ پس وہ شخص نبی کریم ﷺ کے اصحاب سے ہے (یعنی جس نے ایک لمحہ کیلئے بھی نبی کریم ﷺ کی صحبت اختیار کی یا آپ ﷺ کو دیکھا) اور فقط یہ دیکھنا ہی راجح ہے اگرچہ اس شخص نے مجلس، صحبت اور مکالمہ نہ کیا ہو۔ یعنی یہی جمہور محدثین اور اصولیین کا مذہب ہے اس لئے کہ نبی کریم ﷺ عزت وشرف کے اعلی مقام پر فائز ہیں اور ایسی باشرف ہستی کا ایک لمحے کا دیدار ہی صحابیت کیلئے کافی ہے۔

امام زرقانی فرماتے ہیں :

(واما التقييد بالرؤية فالمراد به عند عدم المانع منها) كالعمٰى (فان كان كابن أم مكتوم الاعمٰى فانه صحابى جزما فالاحسن) كماقال العراقى (أن يصبر باللقاء بدل الرؤية) ليدخل الاعمٰى وقال المصنف انهٗ يدخل فى قولهٖ من صحب و كذافى قولهم أوراٰهُ النبى ﷺ مالايخفى. وقول الحافظ العراقى فى دخول الاعمٰى الذى جاء اليه ﷺ ولم يصحبه ولم يجالسهٗ فى قوّل البخارى من صحب النبى وراٰه نظر، أن نسختهٗ وراٰهُ بواو العطف من غير ألف فيكون التعريف مركبا من الصحبة والرؤية فلايدخل الاعمٰى. كما قال لكن فى جميع ماوقفت عليه من الاصول المعتمرة أوالتى للتقسيم وهو الظاهر لاسيما وقد صرح غيرواحد بأن البخارى تبع فى هذا التعريف شيخه ابن المدينى والمنقول عنه أوبالالف انتهٰى.

رؤیت (دیکھنا) کی قید لگانا اس وقت ہے جب نظر تو ہو مگر نہ دیکھے اور اگر نظر ہی نہ ہو تو یہ قید صحیح نہیں جیسے نابینا (کیونکہ نظر نہ ہونے کی وجہ سے دیکھنے سے قاصر ہے اور یہ نقص دیکھنے سے مانع ہے) مثل ابن اُم مکتوم جو کہ نابینا تھے۔ پس وہ

marfat.com

بالیقین صحابی ہیں۔ حافظ عراقی کے مطابق بہتر یہی ہے کہ رؤیت کی بجائے ملاقات کا لفظ بولا جائے تاکہ نابینا بھی اس تعریف میں شامل ہو جائے۔ مصنف فرماتے ہیں کہ نابینا، امام بخاری کے قول (من صحب) سے بھی تعریف میں داخل ہے اور وہ اس طرح (رأٰی النبی) میں بھی علماء کے قول کے مطابق صحابیت کے شرف سے بہرہ مند ہوتا ہے جیسا کہ یہ ظاہر ہے۔ حافظ عراقی کا قول کہ جو نابینا آپ ﷺ کی صحبت سے مشرف نہ ہوا اور نہ ہی آپ ﷺ کے ساتھ بیٹھا مگر آپ ﷺ کی حیات طیبہ میں آپ ﷺ کی طرف آیا، کیا صحابیت کے شرف سے نوازا گیا کہ نہیں؟...... بمطابق قول امام بخاری (من صحب النبی ﷺ و راٰہ) محل نظر ہے۔

کیونکہ اس میں لفظ راٰہ سے پہلے "واو" ہے جو عطف کیلئے استعمال ہوتی ہے جبکہ اصل میں "اوٗ" ہونا چاہیے تھا کیونکہ واو عطف سے صحابی کی تعریف میں وہ داخل ہوگا جو آپ ﷺ کی صحبت اور رؤیت دونوں سے شرف یاب ہوا۔ لہذا نابینا تعریف صحابی سے نکل جائے گا جیسا کہ امام عراقی نے کہا۔ (مصنف فرماتے ہیں) جہاں تک میں اعتماد کیے گئے اصولوں پر واقف ہو سکا ہوں یہاں "واوٗ" کی بجائے "اوٗ" ہے جو تقسیم کیلئے آتا ہے۔ یعنی یا تو صحبت کی ہو یا رؤیت سے بہرہ مند ہوا ہو۔ اور اسی طرح صحابی کی تعریف میں نابینا داخل ہو سکتا ہے۔ یہی اکثرین کی تحقیق ہے۔ کیونکہ امام بخاری کی یہ تعریف اپنے شیخ علی مدینی سے نقل ہے اور امام علی ابن مدینی سے "اوٗ" ہی منقول ہے۔

(زرقانی علی المواہب، ج ۷، ص ۲۴، ۲۷)

کلام کا حاصل یہ ہوا کہ حالت ایمان کے ساتھ صحبت ضروری ہے یا رؤیت؟ امام زرقانی کی محققانہ تصریح سے پتہ چلا کہ صرف دیکھنا ہی صحابی بننے کیلئے کافی ہے اور یہ رؤیت نبی اقدس ﷺ کی حیات طیبہ کے ساتھ، مشروط ہے۔ جیسا کہ عمدۃ القاری میں ہے جس نے نبی کریم ﷺ کو بعد از وفات دیکھا چاہے قبر شریف میں، وہ صحابی کی تعریف سے باہر ہے۔ اور اسی طرح اولیائے کرام جو حالت بیداری یا خواب نبی اکرم ﷺ کی زیارت سے مشرف ہوتے رہتے ہیں وہ بھی صحابیت کا درجہ نہیں پا سکتے۔

marfat.com

کیا جن اور فرشتہ بھی صحابی ہوئے ہیں؟

امام زرقانی لکھتے ہیں:

وهل يختص جميع ذالك ببنى آدم أم يعم غير هم من العقلاء محل نظر أما الجن فالراجح دخولهم لان النبى ﷺ بعث اليهم قطعا بالاجماع والنصوص (وهم مكلفون فيهم العصاة والطائعون فمن عرف اسمه منهم لايبقى التردد فى ذكره) وهذا اللفظ للفتح وعبرفى الاصابة بانه، يتعين ذكره (فى الصحابة وأن كان ابن الاثير) الحافظ عزالدين فى اسد الغابه (غاب ذالك على ابى موسى) المدينى (فلم يستند فى ذالك الى حجة) فليس ذالك بمعيب لماذكر وقدقال ابن حزم قدأعلمنا الله أن نفراً من الجن آمنوا و سمعوا القرآن منه ﷺ فهم صحابة فضلاء (واما الملائكة فتوقف عدهم فى ذلك) اى الصحابة (على ثبوت البعثة اليهم فان فيه خلافا بين الاصوليين حتى نقل لبعضهم الاجماع على ثبوته) رجحه السبكى والبازرى وابن كثير (وعكس بعضهم) فنقل الاجماع على عدمه قال فى الاصابة وفى صحة بناء هذه المسئلة على هذا الاصل نظر لايخفى (انتهٰى) اى لانه لادخل لذالك فى تحقيق الصحبة سواء قلنا بعث اليهم أم لانحكم بصحبة من رأهُ من الملائكة.

(زرقانى على المواهب، ج ۷، ص ۲۸...... فتح البارى ج۷، ص ٦ الاصابة، ج ۱، ص ۷)

صحابی کی تعریف اولاد آدم کے ساتھ ہی خاص ہے یا ان کے علاوہ عقلاء (جن و فرشتہ) کو بھی شامل ہے، اس بات میں اختلاف ہے۔ لیکن "جن" کا صحابی کی تعریف میں داخل ہونا راجح ہے، اس لئے کہ نبی اکرم ﷺ ان کی طرف بھی مبعوث کئے گئے اور قطعی طور پر اجماع اور نصوص سے یہ بات ثابت ہے۔ جن مکلّف ہیں ان میں کچھ نافرمان اور کچھ اطاعت گذار ہیں۔ ان میں جس شخص نے اس نام کو پہچان لیا

marfat.com

(کہ وہ نبی اکرم ﷺ پر ایمان لایا ہے) اس کی صحابیت کے ذکر کرنے میں تردد نہیں چاہیے۔ (یہ لفظ فتح الباری کے ہیں) اور "الاصابہ" میں ہے کہ صحابہ کے ساتھ جن کو معین کر لیا جائے وہی صحابی ہیں۔ اگرچہ ابن اثیر الحافظ عزالدین نے اسد الغابہ میں، ابو موسیٰ مدینی پر اس مسئلہ میں عیب نکالا ہے۔ اور کوئی مسند بطور حجت بیان نہیں کی۔

اللہ تعالیٰ نے ہمیں اطلاع فرمائی (ان نفر أمن الجن آمنوا) اور انہوں نے نبی اکرم ﷺ سے قرآن معظم سنا، وہ فضلاء صحابہؓ ہیں۔ لیکن فرشتوں کو صحابہ میں شمار کرنا، اس میں توقف کیا گیا ہے۔ اس بات پر کہ ان کی طرف بھی نبی کریم ﷺ کو مبعوث کیا گیا، اس میں اصولیین کے درمیان اختلاف ہے۔ بعض نے اس کے حق میں اتفاق کیا ہے اور امام سبکی وامام بارزی اور ابن کثیر نے اس کو ترجیح دی ہے اور بعض نے اس سے اختلاف کیا ہے اور اس عدم ثبوت پر بھی اجماع نقل کیا ہے۔ علامہ ابن حجر "الاصابہ" میں فرماتے ہیں کہ اس مسئلہ کے صحیح ہونے میں نظر ہے جو پوشیدہ نہیں۔ ان کے نزدیک تحقیق صحبت میں بعثت وعدم بعثت کو عمل دخل نہیں۔ پس یہ بات کہنا کہ ان کی طرف مبعوث کیے گئے یا نہیں، برابر ہے۔ فرشتوں میں سے جس نے بھی نبی اکرم ﷺ کو دیکھ لیا اس پر صحبت کا حکم لگائیں گے۔

صاحب حل المعاقد شرح عقائد جلالی فرماتے ہیں۔

ثم اعلم ان هذا التعميم يؤمي الى ان الملائكة وان صحبوا النبي ﷺ الا انهم ليسوا بأصحاب والظاهر من كلام البعض انهم صحابة•

(حل المعاقد، ص ۲۷)

نبی کریم ﷺ کی رؤیت (بعد از ایمان بلوغ سے پہلے ہو یا بعد میں، صحبت طویل ہو یا کم) اس بات کی طرف اشارہ ہے کہ فرشتے اگرچہ نبی کریم ﷺ کی صحبت سے متصف ہیں اس کے باوجود وہ اصحاب رسول ﷺ نہیں۔ اور بعض علماء کے کلام سے ظاہر ہے کہ وہ صحابہ ہیں۔

marfat.com

مولانا عبدالعلیم لکھنوی کا مذہب ہے کہ ملائکہ اصحاب میں سے نہیں ہیں۔

وهل تدخل الملائكة محل نظر وقدقال بعضهم ان ذلك ينبغی علی انهٗ هل كان مبعوثا اليهم اولا وقدنقل الامام فخر الدين فی اسرار التنزيل الاجماع علی انهٗ ﷺ لم يكن مرسلا الی الملائكة و فی هذا النقل بل رجح الشيخ تقی الدين السبكی انهٗ كان مرسلاً اليهم واحتج بأشياء شرحها.

(الاصابة، ج ۱،ص ۸،۷)

اس بات میں اختلاف ہے کہ نبی کریم ﷺ فرشتوں کی طرف مبعوث ہیں یا نہیں۔ امام فخر الدین رازی نے اس بات پر اجماع نقل کیا ہے کہ نبی کریم ﷺ فرشتوں کی طرف مرسل نہیں اور امام رازی اس بات میں متنازع ہیں بلکہ شیخ تقی الدین سبکی رحمۃ اللہ علیہ نے اس قول کو ترجیح دی ہے کہ نبی اکرم ﷺ ان کی طرف مبعوث ہوئے ہیں۔ اور چند اشیاء سے اس کو حجت بنایا جس کی شرح طوالت کی محتاج ہے۔

شرح عقائد نسفی میں ہے:

واذاثبت نبوتهٗ وقد دل كلامهٗ و كلام الله المنزل عليه علی انهٗ خاتم النبيين و انهٗ مبعوث الی كافة الناس بل الی لجن والانس وقال العلامة الحسن السنبهلی فی نظم الفرائد علی العقائد وقرله والانس بل الی الملائكة ايضا لقوله ليكون العالمين نذيرا وحقق ذالك صاحب الشفاو شراحه.

(شرح عقائد النسفی ، ص ۲۱۲)

اور جب نبی اکرم ﷺ کی نبوت ثابت ہو گئی اور تحقیق اللہ کا کلام جو منزل علیہ ہے اور کلام نبی اکرم ﷺ اس بات پر دلالت کرتے ہیں کہ نبی اکرم ﷺ خاتم النبیین ہیں اور وہ تمام لوگوں کی طرف مبعوث ہیں۔ خواہ جن ہوں یا انسان۔ امام حسن سنبھلی علیہ الرحمۃ "نظم الفرائد علی العقائد" میں لکھتے ہیں امام نسفی علیہ الرحمۃ کا قول ہے کہ صرف انسانوں کی طرف نہیں بلکہ ملائکہ کی طرف بھی آپ نبی ہیں اس کی دلیل "لیکون للعالمین نذیرا" ہے اس کو صاحب شفاء علامہ قاضی عیاض رحمۃ اللہ علیہ

marfat.com

نے ثابت کیا ہے اور اس طرح شفا شریف کے شارحین نے بھی نقل کیا ہے۔

مولانا حسن سنبھلی رحمۃ اللہ علیہ کی تصریح اور قاضی عیاض وغیرہ کی تحقیق اس بات کی دلیل ہے کہ نبی اکرم ﷺ فرشتوں کی طرف بھی مبعوث ہیں۔ لہذا ان کا صحابہ میں سے ہونا ثابت ہے۔ بہر حال فرشتوں کی طرف آپ کا رسول ہونا اور فرشتوں کا صحابہ سے ہونا ثابت ہو گیا ہے۔ بہر حال اختلاف ہے اور دونوں فریق کے پاس دلائل موجود ہیں۔

مولانا عبدالعلیم لکھنوی "حل المعاقد" میں لکھتے ہیں۔

قولهٗ طال صحبتهٗ أم لاقال جمهور الاصوليين من الحنفية ان طول الصحبة شرط فى كونه صحابيا فانه المتبادر من الصحابى.......... مع انهما صحابياً بالاتفاق

مولانا عبدالعلیم فرماتے ہیں کہ حنفیہ میں سے جمہور اصولیین کے نزدیک صحابی ہونے میں "صحبت کا طویل ہونا" شرط ہے کیونکہ صحابی کی تعریف سے سب سے پہلے ذہن اسی طرف جاتا ہے۔ اس لئے جو وفد نبی کریم ﷺ کی خدمت میں آتے رہے ان کے صحابی نہ ہونے پر اتفاق ہے۔ اس لئے کہ نبی کریم ﷺ کی صحبت کو انہوں نے لازم نہیں پکڑا۔ اور صحیح قول یہ ہے کہ صحبت کی کوئی حد مقرر نہیں۔ جبکہ بعض نے حدبیان کی ہے، ان کے نزدیک چھ مہینے یا ایک غزوہ شرط ہے مگر اس حدبندی سے حضرت حسان بن ثابتؓ اور حضرت جریر بن عبداللہؓ خارج ہو جاتے ہیں۔ کیونکہ حضرت حسانؓ نے نبی کریم ﷺ کے ساتھ کسی بھی غزوے میں شرکت نہیں کی اور حضرت جریرؓ نے نبی کریم ﷺ کی وفات سے چالیس دن قبل اسلام قبول کیا مگر اس کے باوجود دونوں بالاتفاق صحابی ہیں۔

لہذا ثابت یہ ہوا کہ طویل صحبت شرط نہیں اور یہی قول صحیح ہے۔ اپنی استعداد کے مطابق "صحابی" کے بارے میں تحقیق پیش کی ہے۔ علمائے کرام سے راہنمائی کی درخواست ہے۔ علم جو کہ بحر بیکراں ہے اس سے موتی وہی نکال کر لاتا ہے

marfat.com

جو گہرائی میں جاتا ہے۔ لہٰذا جو اس بحر کے غواص ہیں وہ ہی بہتر جانتے ہیں اور بے شک اس کے مصداق علمائے ربانیین ہی ہیں۔

لفظ صاحب کی تحقیق و تعریف کی سماعت کے بعد یہ دیکھنا ہے کہ سب سے پہلے کس نے اسلام قبول کیا اور کس نے سب سے پہلے حالت ایمان میں رخ انور کا دیدار کیا؟ اگلے باب میں بالتحقیق اس مسئلہ پر روشنی ڈالی جائے گی۔ (وھوالموفق للصواب)

سب سے پہلے اسلام کون لایا؟

مناسب معلوم ہوتا ہے کہ سب سے پہلے حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کے ایمان لانے کی وجوہات بیان کر دی جائیں۔

امام سہیلیؒ فرماتے ہیں:

ذکر ان رسول اللہ علیہ السلام عرض علیہ الاسلام فما عکم عندذالك ای ماتردد وکان من اسباب توفیق اللہ ایاہٗ، فیما ذکر رؤیا قبل ذلك، وذالك انہٗ رأی القمر ینزل الی مکۃ، ثم راٰہٗ قدتفرق علی جمیع منازل مکۃ و بیوتھا فدخل فی کل بیت منہ شعبۃ ثم کانہٗ جمع فی حجرہ فقصھا علی بعض الکتا بین فجر بھالہٗ بأن النبی المنتظر الذی قدأطل زمانہٗ تتبعہ وتکون أسعدالناس بہ فلما دعاہٗ رسول اللہ ﷺ الی الاسلام لم یعوقف.

(روض الانف، ج ۱، ص ۲۸۸، زرقانی علی المواھب، ج ۱، ص ۲۴۰)

نبی کریم ﷺ نے حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ کو اسلام کی دعوت دی تو انہوں نے بغیر تردد کے قبول کیا۔ اس کی اصل وجہ تو توفیق ایزدی ہے اور یہ بھی کہ آپ نے اسلام لانے سے پہلے ایک خواب دیکھا، وہ یہ کہ حضرت ابو بکرؓ نے حالت نیند میں چاند دیکھا جو مکہ مکرمہ کی طرف نازل ہوا اور ہر گھر میں الگ الگ داخل ہوا۔ پس ہر گھر اس کے نور سے چمک اٹھا پھر گویا کہ وہ میری گود میں جمع ہو گیا۔ میں نے یہ خواب بعض اہل کتاب سے بیان کیا تو انہوں نے تعبیر بتائی کہ اس منتظر نبی (ﷺ) کی آمد ہو چکی ہے اور تم اس کے

marfat.com

دامن سے وابستہ ہو کر تمام لوگوں سے زیادہ سعادت مند ہو گے"۔ پس یہی وجہ ہے کہ دعوت اسلام پر حضرت ابوبکرؓ نے بلاتوقف لبیک کہتے ہوئے دین مکمل کو گلے لگالیا۔

امام حلبی علیہ الرحمۃ نے "انسان العیون" میں حضرت ابوبکر صدیقؓ کے اسلام قبول کرنے کا سبب بیان کرتے ہوئے فرمایا جس اہل کتاب پر آپ نے خواب پیش کیا۔ وہ بحیرا راہب تھا۔ فرماتے ہیں :

ولعل هذا الذى من أهل الكتاب هوبحيرا. فقد رأيت أن أبابكر رضى الله عنه راى رؤيا فقصها على بحيرا فقال له ان صدقت رؤياك فانهٔ سيبعث نبى من قومك تكون انت وزيره فى حياته وخليفته بعد مماته

(سیرت حلبیه ، ج ۱ ، ص ۴۴۳)

شاید وہ اہل کتاب بحیرہ ہے جس کے سامنے آپؓ نے خواب پیش کیا۔ حضرت ابوبکر نے جب اپنا خواب اسے سنایا تو اس نے کہا اگر تیرا خواب سچا ہے تو عنقریب ایک نبی تیری قوم میں سے مبعوث ہوگا اور تم اس کی زندگی میں اس کے وزیر ہو گے اور بعد ازوفات اس کے خلیفہ۔ ابن اثیر "اسد الغابہ" میں لکھتے ہیں :

عن خالد الجهنى عن عبدالله بن مسعود قال قال ابوبكر انهٔ خرج الى اليمن قبل أن يبعث النبى ﷺ فنزلت على شيخ من الازد عالم قد قرأالكتب وعلم من علم الناس علما كثير فلما ارانى قال واحسبك قرشيا قال قلت نعم أنا من قريش قال وأحسبك تيميا قال قلت نعم أنا من تيم بن مرة أنا عبدالله بن عثمان من ولد كعب بن سعد بن تيم بن مره قال بقيت لى فيك واحدة قلت ماهى قال تكشف عن بطنك قلت لاأفعل أوتخبرنى لم ذلك قال أجدنى العلم الصحيح الصادق أن نبيا يبعث فى الحرم يعاون على أمره فتى وكفل فاما الفتى فخواض غمرات و دفاع معضلات وأماالكهل فابيض نحيف على بطنه شامة وعلى فخذه اليسرىٰ علامة وما عليك أن ترينى ماسألتك فقد تكاملت لى فيك الصفة الاما خفى على قال ابوبكر

marfat.com

فکشفت لهٗ عن بطنی فرای شامة سوداء فوق سرتی فقال أنت هوورب الکعبة الی آخرالحدیث.

(اسد الغابه، ج ۳، ص ۲۰۹. زرقانی، ج ۱، ص ۲۴۰. سیرت حلبیه، ج ۱، ص ۴۴۳)

خالد جھنی حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ، سے روایت کرتے ہیں کہ حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے فرمایا میں نبی کریم ﷺ کی بعثت سے قبل تجارت کی غرض سے یمن گیا اور قبیلہ ازد کے ایک بزرگ عالم کے ہاں ٹھہرا (ان کی عمر تقریباً ۳۹۰ سال تھی) وہ بزرگ تورات وانجیل اور کتب سماویہ سے واقف تھے اور علم الناس میں دسترس رکھتے تھے۔ انہوں نے مجھے دیکھا تو کہا اھل حرم سے لگتے ہو؟ میں نے کہاہاں میں اہل حرم سے ہوں، پھر کہا "میرا خیال ہے کہ آپ قرشی ہیں" میں نے کہاہاں میں قریش سے ہوں، پھر کہنے لگے "آپ تیمی ہیں" میں نے کہاہاں! میں تیم بن مرہ سے ہوں۔ میرا نام عبداللہ بن عثمان ہے اور میں کعب بن سعد بن تیم بن مرہ کی اولاد سے ہوں۔ اس بزرگ نے کہامیرے خیال میں ایک صفت باقی رہ گئی ہے آپؓ نے فرمایا "وہ کونسی"؟ بزرگ کہنے لگے اپنا بطن (پیٹ) دکھائیں۔ میں نے جواب دیا "جب تک مجھے اس بات کی حقیقت نہیں بتاتے بطن نہیں دکھاؤں گا" وہ کہنے لگا میں اپنے علم صحیح وصادق میں پاتا ہوں کہ ایک نبی حرم میں مبعوث ہوگا۔ ظہور اسلام کے بعد ایک نوجوان اور ایک ادھیڑ عمر والا اس کی مدد کرے گا، جوان سختیوں میں کود پڑے گا اور مشکلات میں دفاع کرے گا۔ اور ادھیڑ عمر والا، سفید رنگ اور دبلے بدن کا ہوگا، بطن پر خال (تل) اور بائیں ران پر بھی ایسی ہی علامت ہوگی" یہ کہنے کے بعد بزرگ کہنے لگے اپنی معلومات کے مطابق میں نے ساری باتیں آپ سے بیان کر دی ہیں، کیا اب بھی آپ پیٹ نہیں دکھائیں گے؟ حضرت ابو بکر صدیقؓ نے بدن سے کپڑا ہٹایا تو سیاہ تل ناف کے اوپر نظر آیا، اس پر وہ کہنے لگے "رب کعبہ کی قسم آپ وہی ہیں"

اس طرح اس راہب نے بیان کیا کہ اے نوجوان! اس نبی کی شان کے متعلق حکم دیتا ہوں۔ پوچھا "کون سا حکم ہے" جواب ملا "صداقت سے اعراض نہ

marfat.com

برتنا'' اور طریق وسطیٰ کو مضبوطی سے تھامے رکھنا، جو کچھ اللہ نے عطا کیا ہے اس میں سے اللہ سے ڈرنا''

حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں یمن سے جب میں لوٹ کر آیا تو ان بزرگ کی الوداعی ملاقات کیلئے ان کے پاس گیا، وہ کہنے لگے میں نے چند ابیات اس نبی آخر الزماں کے متعلق لکھے ہیں ان کو ساتھ لیتے جایئے۔ یہ کہہ کر وہ ابیات مجھے سنائے۔

آپؓ فرماتے ہیں مکہ پہنچا تو نبی کریم ﷺ نے بعثت کا اعلان فرمادیا تھا مجھے سفر کی کامیابی پر مبارکباد دینے کیلئے سرداران قریش میرے پاس آئے جن میں عقبہ بن ابی معیط، شیبہ، ربیعہ، ابو جہل اور ابو البختری شامل ہیں۔

حضرت ابو بکر صدیقؓ نے استفسار کیا کہ کوئی نیا واقعہ تو رونما نہیں ہوا؟

سب بیک زبان بولے ''تمہارے بعد ایک واقعہ رونما ہوا ہے اور وہ یہ کہ محمد بن عبداللہ بن عبدالمطلب نے نبوت کا دعویٰ کر دیا ہے اور ہمارے آباء واجداد کے دین کی جڑ اکھیڑ کر رکھ دی ہے۔ ہم تیری انتظار میں تھے اور اب سارا معاملہ تیرے ہاتھ میں ہے۔

حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ، تو اس انتظار میں تھے۔

سب کو رخصت کرنے کے بعد نبی اکریم ﷺ کی خدمت اقدس میں حاضر ہوئے، محبت و خلوص جو پہلے سے موجود تھا، دل میں لئے آستانۂ نبوت پر حاضری دی تو نبی اکرم ﷺ نے فرمایا۔

''اے ابو بکر (رضی اللہ عنہ)! مجھ کو خدائے عزوجل نے نبوت سے مشرف فرمایا اور نبی بنایا ہے تو اس وحدہ لاشریک پر اور میری نبوت پر ایمان لا!

حضرت ابو بکرؓ نے عرض کی ''آپ ﷺ کی نبوت پر کیا دلیل ہے؟''

نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا!

''وہ بزرگ جو تجھے یمن میں ملا''

عرض کی ''یمن میں تو بہت سے بزرگ ملے''

فرمایا: جس نے تجھے چند ابیات بھی دیئے

marfat.com

عرض کی "اے محمد (ﷺ) آپ کو کس نے خبر دی""؟

فرمایا "اس عظیم فرشتہ نے جو مجھ سے پہلے انبیاء پر بھی نازل ہوتا رہا ہے"

حضرت صدیق اکبرؓ نے یارسول اللہ! ﷺ کی صدا بلند کرتے ہوئے اپنا ہاتھ بڑھایا اور عرض کی کہ میں آپ ﷺ کی بیعت کرتا ہوں اور کہا!

أشهدان لااله الاالله وانك رسول الله

ارباب تاریخ نے یوں بھی تحریر کیا ہے کہ آپ نے دلیل طلب کی تو آقائے دوجہاں ﷺ نے فرمایا: تیرے بطن اور بائیں ران پر تل ہے۔ اس پر آپؓ نے بلا جھجک اسلام قبول کر لیا۔

بعض علماء کے نزدیک نبی اکرم ﷺ نے فرمایا "میری نبوت کی دلیل تیرا وہ خواب ہے جو تو نے دیکھا"

یوں صدیق اکبر رضی اللہ عنہ دولت ایمان سے مالا مال ہوئے اور آزاد مردوں میں سب سے پہلے اسلام قبول کیا۔ اب وہ اقوال پیش خدمت ہیں جن سے قبول اسلام میں اولیت ظاہر ہوتی ہے۔

"مواہب لدنیہ مع زرقانی" میں ہے

(واما ماروی) عندابن منده بسند ضعيف عن ابن عباس رضی الله عنه (من صحبة الاصديق للنبی ﷺ وهو ابن ثمانی عشرسنة وهم يريدون الشام فی تجارة وحديث بحيرا) ای سؤاله لأبی بكرمن الذی تحت الشجرة وقولهٗ محمدبن عبدالله فقال هذا نبی (وانهٗ وقع فی قلب ابی بكر اليقين) من ذالك (وقول ميمون بن مهران المتوفی سنة سبع عشرومأته (والله لقد آمن ابوبكر بالنبی ﷺ زمن بحيرا فالمراد بهذا الايمان) اللغوی وهو (اليقين بصدقهٖ وهوماتر) ثبت (فی قلبهٖ) فلاينافی انهٗ أول المسلمين أوثانيهم أوثالثهم بعد النبوة (والافالنبی ﷺ تزوج خديجة وسافر) مع غلامها ميسرة (الی الشامِ قبل المبعث) بعد تلك السفرة التی

marfat.com

کان فیھا ابوبکر الصدیق وکان ذالک سبب التزوج بھاوسنہ ﷺ خمس وعشرون سنۃ کمامر ووقع فی قلب ابی بکر التصدیق فلما بعث النبی ﷺ أتبعہ. (زرقانی علی المواہب، ج ۱ ص ۲۴۵)

یعنی ابن مندہ نے ضعیف سند کے ساتھ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا کہ ابوبکر رضی اللہ عنہ کی عمر اٹھارہ برس تھی جب آپ نے نبی مکرم ﷺ کی صحبت اختیار کرتے ہوئے تجارت کی غرض سے ملک شام گئے۔ اور بحیرا راہب سے جوبات چیت ہوئی وہ یہ ہے۔

بحیرا نے حضرت ابوبکرؓ سے سوال کیا کہ درخت کے نیچے جو بیٹھا ہے وہ کون ہے؟ حضرت ابوبکرؓ نے جواب دیا "وہ محمد بن عبداللہ ہیں"

راہب کہنے لگا "یہ تو اللہ کے نبی ہیں"

اس بات سے حضرت ابوبکرؓ کے دل میں یقین پیدا ہو گیا اور جب آپ ﷺ نے بعثت کا اعلان فرمایا تو آپؓ ایمان لے آئے۔

میمون بن مہران (متوفی ۱۱۷ھ) فرماتے ہیں: اللہ کی قسم! زمانۂ بحیرا میں حضرت ابوبکرؓ ایمان لے آئے تھے اور اس ایمان سے مراد، نبی کریم ﷺ کے صدق پر یقین ہے جو کہ حضرت ابوبکرؓ کے دل میں ثبت ہو گیا۔ یہ اس بات کے منافی نہیں کہ مسلمانوں میں پہلے، دوسرے یا تیسرے شخص ہیں جو ایمان لائے ورنہ حضرت رسول اکرم ﷺ نے حضرت خدیجۃ الکبریٰ سے نکاح کیا اور بعثت سے پہلے ان کے غلام میسرہ کے ساتھ ملک شام کا سفر کیا جو حضرت ابوبکرؓ کے ساتھ سفر کرنے کے بعد پیش آیا اور یہی سفر حضرت خدیجۃ الکبریٰ کے ساتھ نکاح کا باعث بنا۔ اس وقت آنجناب ﷺ کی عمر مبارک ۲۵ برس تھی۔ معلوم ہوا حضرت خدیجہؓ کے نکاح سے قبل حضرت ابوبکرؓ، نبوت محمدی پر ایمان (ایمان بمعنی تصدیق) لا چکے تھے اور قلب ابوبکر میں یہ تصدیق پختہ ہو چکی تھی۔ یہی وجہ ہے کہ جب نبی کریم ﷺ نے نبوت کا اعلان فرمایا تو سب سے پہلے ابوبکر رضی اللہ عنہ نے آپ ﷺ کی اتباع کی اور اسلام قبول کیا۔

marfat.com

"اسد الغابہ" لابن اثیر میں درج ہے

وقدذهب جماعة من العلماء الى انهٗ اول من أسلم منهم ابن عباس من رواية شعبى عنهٗ وقالهٗ حسان بن ثابت فى شعرهٖ وعمرو بن عقبه وابراهيم النخعى وغيرهم

علماء کی ایک جماعت کا یہ کہنا ہے کہ سب سے پہلے حضرت ابوبکر صدیقؓ نے اسلام قبول کیا۔ اس (جماعت علماء) میں ابن عباس ہیں۔ امام شعبی نے ان سے روایت کی، حسان بن ثابتؓ کے اشعار سے بھی یہی ظاہر ہے اور وہ اشعار یہ ہیں۔

اذا تذكرت شجرا من انى ثقة — فاذكر أخاك أبابكر بمافعلا

خيرالبرية أتقها وأعدلها — بعدالنبى وأوفا ها بماحملا

الثانى التالى المعمود مشهده — واول الناس منهم صدق الرسولا

ان سے ظاہر ہوتا ہے کہ صدیق اکبرؓ وہ ہیں جو سب سے پہلے اسلام لائے۔ ان کے علاوہ عمرو بن عقبہ اور ابراہیم نخعی رضی اللہ عنھم کے نزدیک بھی یہی قول صحیح ہے۔

حدثنا شعبه عن الجريرى عن ابى نضرة عن ابى سعيد قال ابوبكر ألست أحق بها يعنى الخلافة ألست أول من أسلم ألست صاحب كذا ألست صاحب كذا وقال ابراهيم النخعى أول من أسلم ابوبكر الصديق رضى الله عنهٗ

(اسد الغابة، ج ٣ ، ص ٢٠٦، ٢٠٩)

"حضرت ابو سعیدؓ فرماتے ہیں: حضرت ابو بکرؓ نے فرمایا کیا میں خلافت کا زیادہ حقدار نہیں ہے کیا میں وہ نہیں جس نے سب سے پہلے اسلام قبول کیا، کیا میں اس طرح نہیں، کیا میں ویسا نہیں (دیگر باتوں کی طرف اشارہ)...... حضرت ابراہیم نخعی فرماتے ہیں سب سے پہلے جس نے اسلام قبول کیا وہ حضرت ابو بکر صدیقؓ ہیں"

عن همام بن الحارث قال قال عماربن ياسر رأيت رسول الله ﷺ ومامعهٗ الاخمسة أعبد والمرأتان وابوبكر. رواه البخارى وقال فى شرحهٖ العسقلانى.

marfat.com

فیه دلالة علی قدم اسلام ابی بکر اذلم یذکر عمار انه رأی مع النبی ﷺ من الرجال غیره وقد اتفق الجمهور علی أن ابابکر أول من اسلم من الرجال. (فتح الباری، ج ۷، ص ۱۷۰)

ہمام بن حارث فرماتے ہیں عمار بن یاسر نے فرمایا: میں نے رسول اکرم ﷺ کو اس حال میں دیکھا جب آپ ﷺ کے ہمراہ صرف پانچ غلام، دو عورتیں اور حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ تھے۔

امام ابن حجر عسقلانی اس حدیث کی شرح میں فرماتے ہیں کہ یہ حدیث حضرت ابو بکرؓ کے اسلام لانے میں متقدم ہونے پر دلیل ہے۔ کیونکہ عمار بن یاسر نے یہ ذکر نہیں کیا کہ میں نے مردوں میں سے حضرت ابو بکرؓ کے علاوہ کسی اور کو دیکھا۔ جمہور کا اتفاق ہے کہ مردوں میں سے اسلام لانے میں پہلے شخص حضرت ابو بکرؓ ہیں۔

اس حدیث کی شرح میں علامہ بدر الدین عینی لکھتے ہیں۔

مطابقتهٗ للترجمة من حیث ان فی ابی بکرؓ فضیلة خاصة لسبقه فی الاسلام حیث لم یسلم احد قبله من الرجال الاحرار (ومامعهٗ) ای ممن أسلم (الاخمسة أعبد) وهم بلال وزید بن حارثة وعامر بن فهیرة مولی ابی بکر فانهٗ أسلم قدیمامع أبی بکر وابو فکهیة مولی صفوان بن امیة بن خلف ذکر ابن اسحاق انه أسلم حین أسلم بلال فعذبهٗ امیة فاشتراه ابوبکر فأعتقهٗ وعبیدبن زیدالحبشی وفی التلویح هم عمار وزید بن الحارثة وبلال وعامربن فهیرة وشفران)والمرأتان) خدیجة وام الفضل زوج العباس وقیل خدیجة وام ایمان أوسمیة (عمدة القاری، ج ۱۶، ص ۱۷۹)

"اس حدیث مبارک میں حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ کی خاص فضیلت ہے۔ وہ یہ کہ آزاد مردوں میں آپ سے پہلے کوئی اسلام نہیں لایا۔ پہلے پہل جو اسلام لائے ان میں سے پانچ غلام، بلال، زید بن حارثہ، عامر بن فہیرہ (یہ حضرت ابو بکرؓ کے غلام ہیں اور آپؓ کے ساتھ ہی ایمان لائے)، ابو فکیہہ (یہ صفوان بن خلف کے غلام ہیں ابن

marfat.com

اسحاق نے بیان کیا کہ یہ بلال کے ساتھ ایمان لائے) انہیں مالک بڑی اذیت دیتا، پس ابو بکرؓ نے خرید کر انہیں آزاد کیا) اور عبید بن زید حبشی رضی اللہ عنھم ہیں۔

تلویح میں مذکور ہے کہ وہ غلام

عمار بن یاسر، زید بن حارثہ، بلال، عامر بن فہیرہ اور شقران ہیں۔

دو عورتوں میں سے ایک خدیجۃ الکبریٰؓ ہیں جبکہ دوسری میں اختلاف ہے۔ بعض کے نزدیک حضرت عباس کی بیوی ام فضل ہیں۔ اور بعض کے نزدیک ام ایمن یا حضرت سمیہ رضی اللہ عنھن ہیں۔

"الاستیعاب لابن البر" میں ہے۔

حدثنا مجاهد عن الشعبي قال-سئلت ابن عباس أوسئل أى الناس كان أول اسلاما فقال اماسمعت قول حسان (قدمر) ويروى ان رسول اللهﷺ قال لحسان هل قلت فى ابى بكر رضى الله عنه شيئاً قال نعم وأنشده هذه الابيات وفيها بيت رابع وهو

وثانى اثنين فى الغار المنيف وقد طاف العدويه اذصعدوا الجبلا

فسر النبىﷺ بذالك فقال أحسنت ياحسان وقدروى فيها بيت خامس

وكان حب رسول الله قد علموا خير البرية لم يعدل به رجلا

وروى شعبة عن عمرو بن مره عن ابراهيم النخعى قال ابوبكر أول من أسلم وروى الجريرى عن ابى نضرة قال قال ابوبكر رضى الله عنهُ لعلى رضى الله عنهُ أنا اسلمت قبلك فى حديث فلم ينكر عليه.

(الاستيعاب على الاصابة، ج ٢، ص ٢٤٤، ٢٤٥).

امام شعبی فرماتے ہیں میں نے ابن عباس سے پوچھا یا ابن عباس سے پوچھا گیا (راوی کا شک ہے) لوگوں میں سے اسلام لانے میں سبقت کس نے کی؟ ابن عباس نے فرمایا: کیا تو نے حضرت حسان بن ثابتؓ کا قول نہیں سنا (یہ تین شعر پہلے گذر چکے ہیں)

روایت کیا گیا ہے کہ رسول آدمﷺ نے حضرت حسانؓ کو فرمایا: کیا تو نے

marfat.com

حضرت ابو بکرؓ کی شان میں کچھ کہا ہے ؟ تو جواب میں حضرت حسان بن ثابتؓ نے سابقہ شعر سنائے اور مزید چوتھا شعر بھی سنایا جس کا ترجمہ یوں ہے۔

''غار منیف میں حضرت ابو بکرؓ، رسول اللہ ﷺ کے دوسرے تھے، دشمن آپ کے پیچھے دوڑا جبکہ وہ پہاڑ میں چلے گئے''

یہ شعر سن کر نبی اکرم ﷺ بہت مسرور ہوئے، اور اسی کے ساتھ پانچواں شعر بھی مروی ہے۔

(ترجمہ) ''سب جانتے ہیں کہ ابو بکر (رضی اللہ عنہ) رسول اکرم ﷺ کے محبوب ہیں مخلوق میں کوئی مردان کے ہم پلہ نہیں ہے''۔

جریری نے ابو نضرہ سے روایت کیا کہ حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ نے حضرت علیؓ کو فرمایا: اسلام لانے میں، میں تجھ سے پہلے ہوں اور حضرت علیؓ نے اس کا انکار نہیں فرمایا۔

اور الاصابہ لابن حجر العسقلانی میں ہے۔

وأخرج الترمذی والبغوی والبزار جميعًا عن ابی سعيد الاشبح عن عقبة بن خالد عن شعبة عن الجريری عن ابی نضرة عن ابی سعيد الخدری قال قال ابوبكر ألست أول من أسلم ألست أحق بهذا الامر ألست كذا ألست كذا، رجالهُ ثقات لكن قال الترمذی والبزار تفرد به عقبة بن خالد ورواهُ عبدالرحمن بن مهدی عن شعبة فلم يذكر أبا سعيد وهوأصح وأخرج البغوی من طريق يوسف بن الماحشون أدركت شيخنا ابن المكندر وربيعة وصالح بن كيسان وعثمان بن محمد لايشكون أن أبابكر اول القوم اسلاماً

(الاصابة، ج ۲ ، ص ۳۴۳)

ترمذی، بغوی اور بزار نے ابو سعید الاشج سے، اس نے عقبہ بن خالد سے، اس نے جریری سے اس نے ابو نضرۃ سے اور اس نے ابو سعید خدری سے کہ ابو سعید خدری فرماتے ہیں۔

marfat.com

حضرت ابو بکرؓ نے فرمایا: کیا میں وہ نہیں جو سب سے پہلے اسلام لایا؟ کیا میں اس امر میں (خلافت) زیادہ حقدار نہیں؟ کیا ایسا نہیں؟ کیا میں اس طرح کا نہیں؟

اس حدیث کے تمام راوی ثقہ ہیں لیکن ترمذی اور بزار کا کہنا ہے کہ اس حدیث میں عقبہ بن خالد ابو سعید الاشج سے منفرد ہیں۔ اس حدیث کو عبدالرحمان بن مہدی نے شعبہ سے روایت کیا اور ابو سعید کا ذکر نہیں کیا۔ ترمذی فرماتے ہیں یہ اصح ہے اور بغوی نے یوسف بن ماجشون کے طریق سے تخریج کی۔ وہ فرماتے ہیں میں نے اپنے مشائخ ابن منکدر، ربیعہ، صالح بن کیسان اور عثمان بن محمد کو اس میں شک و شبہ سے بالاتر پایا ہے کہ حضرت ابو بکرؓ اسلام لانے میں سب سے اول ہیں۔

امام جوزی علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں۔

قال حسان بن ثابت وابن عباس وأسمابنت ابی بکر وابراهيم النخعی أول من أسلم ابوبكر و قال يوسف بن يعقوب بن ماحشون أدركت أبی و شيخنا محمد بن المنكدر و ربيعة بن ابی عبدالرحمن وصالح بن كيسان و سعدبن ابراهيم وعثمان بن محمد الأخنی وهم لايشكون ان أول القوم اسلاماً ابوبكر رضی الله عنهُ وعن ابن عباس قال أول من صلی ابوبكر رضی الله عنهُ وعن ابراهيم قال أول من صلی ابوبكر رضی الله عنهُ (صفة الصفوة، ج ۱، ص ۲۳۸)

حسان بن ثابت، ابن عباس، اسما بنت ابو بکر اور ابراہیم نخعی رضی اللہ عنہم فرماتے ہیں جو شخص پہلے اسلام لایا وہ ابو بکرؓ ہے۔ یوسف بن یعقوب بن ماجشون فرماتے ہیں: میں نے اپنے باپ اور مشائخ عظام مثلاً محمد بن المنکدر، ربیعہ بن ابی عبدالرحمٰن، صالح بن کیسان، سعد بن ابراہیم اور عثمان بن محمد اخنی رحمہم اللہ کو اس بات پر پایا کہ وہ حضرت ابو بکرؓ کے اسلام لانے میں اول ہونے پر شک نہیں کرتے تھے۔

حضرت ابن عباسؓ سے روایت ہے۔ فرماتے ہیں: جس شخص نے سب سے پہلے نماز پڑھی وہ حضرت ابو بکرؓ ہیں حضرت ابراہیم کا بھی یہی قول ہے۔

حافظ ابن کثیر "البدایہ والنہایہ" میں فرماتے ہیں۔

marfat.com

وقدثبت فی صحیح البخاری عن ابی الدرداء فی حدیث ماکان بین ابی بکر و عمر رضی اللہ عنهما من الخصومة فقال رسول اللہ ﷺ ان اللہ بعثنی الیکم فقلتم کذبت وقال ابوبکر صدق و واسانی بنفسہٖ ومالہٖ فهل انتم تارکولی صاحبی، مرتین، فی أوذی بعدها، وهذا کالنص علی انہٗ أول من أسلم (وقال بعد هذا)

وروی ابن عساکر عن طریق بهلول بن عبید حدثنا ابواسحاق السبیعی عن الحارث سمعت علیا رضی اللہ عنہٗ یقول أول من أسلم من الرجال ابوبکر الصدیق (وقال بعد هذا) وقد تقدم روایة ابن جریر لهذا الحدیث من طریق شعبة عن عمرو بن مرة عن ابی حمزة عن زید بن ارقم قال أول من أسلم ابوبکر الصدیق رضی اللہ عنه.

(البدایة والنهایة، ج ۳ ، ص ۲۷)

صحیح بخاری میں حضرت ابو درداء سے ایک حدیث مروی ہے جس میں حضرت ابوبکر اور حضرت عمر رضی اللہ عنہٗ کے درمیان جھگڑے کا ذکر ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: بے شک اللہ عزوجل نے مجھے تمہارے درمیان مبعوث فرمایا پس تم نے میری تکذیب کی اور ابوبکرؓ نے میری تصدیق کی اور ابوبکر نے ہی میری غمگساری اپنی جان ومال کے ساتھ کی۔ کیا تم میرے صاحب کو چھوڑ دو گے (یہ الفاظ دو مرتبہ ارشاد فرمائے) اور اس کے بعد حضرت ابوبکرؓ کو کوئی اذیت نہیں دی گئی۔

حافظ ابن کثیر فرماتے ہیں یہ حدیث مثل نص کے ہے اس بات پر کہ حضرت ابوبکر صدیقؓ سب سے پہلے ایمان لائے۔

اس کے بعد وہ مزید تحریر کرتے ہیں کہ ابن عساکر نے بھلول بن عبید کے واسطے سے ایک روایت نقل فرمائی۔ بہلول کہتے ہیں ہم سے ابواسحاق سبیعی نے، ان سے حارث نے اور حارث کہتے ہیں کہ میں نے حضرت علیؓ سے سنا، فرماتے تھے مردوں

marfat.com

میں سے پہلے حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہٗ اسلام لائے (اس کے بعد لکھتے ہیں)

اس حدیث کی روایت ابن جریر سے کی گئی جن نے شعبہ، عمرو ابن مرۃ اور ابو حمزہ کے واسطے سے زید بن اَرقم سے روایت کی۔ زید بن ارقم فرماتے ہیں پہلے جو شخص اسلام لایا وہ حضرت علیؓ ہیں۔ عمرو بن مرہ کہتے ہیں میں نے حضرت ابراہیم سے اس کا ذکر کیا تو آپ نے اس سے انکار فرمایا اور کہا اسلام میں پہل ابوبکر رضی اللہ عنہٗ نے کی۔

حافظ ابن کثیر فرماتے ہیں۔

وروی الواقدی باسانیده عن أروی الدرسی وأبی مسلم بن عبدالرحمن فی جماعة من السلف أول من أسلم أبوبکر الصدیق رضی الله عنهٗ وقال ابوالقاسم البغوی حدثنی سریج بن یونس حدثنا یوسف بن الماجشون قال ادرکت مشیخنا منهم محمدبن المکندروربیعة بن ابی عبدالرحمن وصالح بن کیسان وعثمان بن محمد لایشکون أن اول القوم اسلاما ابوبکر الصدیق. قلت وهکذا قال ابراهیم النخعی و محمد بن کعب و محمد بن سیرین و سعد بن ابراهیم وهو المشهور عن جمهور أصل السنة.

(البدایة والنهایة، ج ۳ ، ص ۲۷، ۲۸)

واقدی نے اپنی اسانید کے ساتھ ابی اَروی الدوسی اور ابی مسلم بن عبدالرحمٰن سے سلف کی ایک جماعت میں روایت نقل کی ہے جو شخص سب سے پہلے ایمان لایا وہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہٗ ہیں۔

ابو القاسم بغوی فرماتے ہیں مجھے سریج بن یونس نے حدیث بیان کی، وہ کہتے ہیں کہ مجھے یوسف بن ماجشون نے اور ان کا کہنا ہے کہ میں نے اپنے مشائخ کو جن میں محمد بن المنکدر، ربیعہ بن ابی عبدالرحمٰن، صالح بن کیسان، عثمان بن محمد ہیں، اس بات پر پایا کہ حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہٗ کا اسلام قبول کرنے میں سب سے اول ہونا، شک سے بالاتر ہے۔ (یعنی آپ ہی اول ہیں)

marfat.com

حافظ ابن کثیر کا کہنا ہے کہ میں نے اسی طرح ابراہیم نخعی، محمد بن کعب، محمد بن سیرین، اور سعید بن ابراہیم رحمۃ اللہ علیہم کو کہتے پایا اور جمہور اہل سنت کے نزدیک یہی مشہور ہے۔

تاریخ طبری لابن جریر میں ہے۔

وقال آخرون أول من أسلم من الرجال أبوبکررضی اللہ عنہ وذکر من قال ذلك.

عن ابی امامة الباهلی قال حدثنی عمرو بن عبسة قال أتیت رسول اللهﷺ وهونازل بعکاز قلت یا رسول اللهﷺ من تبعك علی هذا الامر قال أتبعنی علیه رجلان حروعبد ابوبکر و بلال قال فأسلمت عندذالك قال لقد رأیتنی اذذلك ربع الاسلام.

(تاریخ طبری، ج ۲ ص ۵۹، تاریخ کامل لابن اثیر، ج ۲ ص ۵۹)

اور دوسروں نے کہا کہ مردوں میں سب سے پہلے اسلام لانے والے ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ ہیں۔ اور جنہوں نے یہ بات کہی ان کی دلیل یہ ہے۔

حضرت عمرو بن عبسہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: میں رسول اللہ ﷺ کی خدمت اقدس میں حاضر ہوا، آپ ﷺ عکاز میں جلوہ فرما تھے۔ میں نے عرض کی: یا رسول اللہ! (ﷺ) آپ ﷺ نے اعلان نبوت فرمایا تو آپ ﷺ کی پیروی کرنے والے کون ہیں؟ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: اس بات میں میری اتباع کرنے والے دو ہیں۔ ایک آزاد اور وہ ابوبکر صدیقؓ ہیں اور دوسرا غلام اور وہ بلالؓ ہیں۔

یہ حدیث مبارکہ جس کو مسلم وغیرہ نے روایت کیا اس میں حضرت ابوبکرؓ کا اسلام لانا ثابت ہے، اگر ان دونوں سے پہلے کوئی اسلام لایا ہوتا تو نبی اکرم ﷺ ضرور ذکر فرماتے۔ حضرت عمرو بن عبسہؓ کے استفسار پر آپ ﷺ نے حضرت ابوبکر اور حضرت بلال رضی اللہ عنہما کا نام لیا۔ امام عسقلانی علیہ الرحمۃ نے بھی اسی حدیث شریف کو

marfat.com

حضرت ابو بکرؓ کے اول الاسلام ہونے میں بطور دلیل پیش کیا ہے۔وہ فرماتے ہیں۔

(وحکی العراقی کون علی أول من أسلم عن اکثر العلماء) وقال الحاکم لاأعلم فیه خلافا بین اصحاب التواریخ قال والصحیح عند الجماعة ان ابابکر أول من أسلم من الرجال البالغین لحدیث عمرو بن عسبة یعنی حیث قال للنبی ﷺ من معك علی هذا قال حرو عبدیعنی ابابکر وبلال . رواهٗ مسلم ولم یذکر علیا رضی الله عنهٗ لصغره

(مواهب مع الزرقانی ، ج ۱، ص ۲۴۳)

حافظ عراقی بیان فرماتے ہیں اکثر علماء کے نزدیک حضرت علیؓ سب سے پہلے اسلام لانے والے ہیں۔امام زرقانی علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں کہ میں نے اصحاب تواریخ کے درمیان اس بات میں کوئی اختلاف نہیں پایا کہ سب سے پہلے حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ نے اسلام قبول کیا اور علماء کی جماعت کے نزدیک صحیح یہ ہے کہ بالغ مردوں میں سے حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ سب سے پہلے اسلام لائے،اس کی دلیل حضرت عمرو بن عسبہ رضی اللہ عنہٗ کی روایت ہے جس میں انہوں نے عرض کیا یارسول اللہ ﷺ !اس بات میں آپ ﷺ کی اتباع کس نے کی ؟ فرمایا ایک آزاد اور ایک غلام یعنی ابو بکر اور بلال (رضی اللہ عنہما)

امام حاکم رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہٗ کے اول اسلام لانے میں جماعت کا اتفاق ہے بلکہ حافظ ابن کثیر نے تو یہاں تک کہہ دیا کہ اہل سنت کے نزدیک یہی مشہور و معروف ہے۔

جب اولیت اسلام میں اختلاف ہوا تو محققین و محدثین نے ان تمام روایت کردہ احادیث کے درمیان تطبیق کی سعی و کوشش کی جن کے مطابق بعض میں حضرت ابو بکرؓ، بعض میں حضرت خدیجۃ الکبریٰ اور کچھ میں حضرت علیؓ سب سے پہلے اسلام قبول کرنے والے ہیں۔اور ثابت کیا کہ بظاہر اختلاف نظر آتا ہے مگر در حقیقت اپنے

marfat.com

مقام ومرتبہ کے لحاظ سے ان تینوں کی فوقیت اپنی اپنی جگہ پر قائم ہے۔

صاحب تاریخ طبری لکھتے ہیں۔

وقال الواقدی فی ذلک ماحدثنی الحارث قال حدثنا ابن سعد عنه اجتمع اصحابنا علی ان اول اهل القبلة استجاب لرسول اللہ ﷺ خدیجة بنت خویلد ثم اختلف عندنافی ثلاثة نفرفی أبی بکر و علی وزید بن حارثة رضی اللہ عنهم ایهم أسلم اوّل. (تاریخ طبری، ج ۲، ص ٦١)

واقدی کہتے ہیں کہ وہ حدیث جو حارث نے ابن سعد سے بیان کی (اس کے مطابق) ابن سعد کہتے ہیں ہمارے اصحاب اس بات پر متفق ہیں کہ اصحاب قبلہ میں سے جس نے سب سے پہلے اسلام قبول کیا وہ خدیجہ بنت خویلد ہیں پھر ہمارے نزدیک تین آدمیوں میں اختلاف ہے ابوبکر، علی اور زید بن حارثہ (رضی اللہ عنھم) کہ ان میں سے کون پہلے اسلام لایا۔

امام زرقانی فرماتے ہیں۔

اتفاق العلماء علی ان اوّل من أسلم خدیجة وان اختلافهم فیمن أسلم بعدها هل الصدیق أوعلی أوورقة وقیل زید بن حارثة. قال ثیخ الاسلام تقی الدین ابوعمرو عثمان بن الصلاح المتوفی سنة ثلاث واربعین وستمائة ولاروع ای ادخل فی الورع والاسلم من القول بمالایطابق الواقع ان لایطلق القول فی تعیین اوّل المسلمین علی الحقیقة لتعارض الأدلة فیه وعدم وجود قاطع یستند علیه بل یذکر قول یشتمل جمیع الاقوال بأن (یقال أول من أسلم من الرجال الاحرار ابوبکر ومن الصبیان والأحداث علی ومن النساء خدیجة وسبق ابن الصلاح لهذا الجمع الی هذا الخبر وأخرج ابن عساکر عن ابن عباس الی هذا فتبعهٗ العسکری وابن الصلاح وزادو العبید والمولی وقالا من الموالی زیدبن حارثة ومن العبید بلال

marfat.com

الموذن والله أعلم لحقيقة الاولية المطلقة.

وقال نحوه الحافظ المحب الطبرى (الاولى التوفيق بين الروايات كلها وتصديقها فيقال أول من أسلم مطلقًا خديجة) لكنه خالف فيها ابن الصلاح لقوة الادلة كيف وقدقال ابن الاثير لم يتقدمها رجل ولاامرأة باجماع المسلمين (واوّل ذكرأسلم على ابن ابى طالب وهو صبى لم يبلغ الحلم وكان مستخفيا باسلامه وأول رجل عربى بالغ أسلم وأظهر اسلامهٗ ابوبكر ابن أبى قحافة واوّل أسلم من الموالى زيد بن حارثة وهو متفق عليه لااختلاف فيه. وعليه يحمل قول من قال أول من أسلم من الرجال البالغين الاحرار لامطلقا.

(زرقانى على المواهب، ج ۱، ص ۲۴۳، ۲۴۴)

علماء کا اس بات پر اتفاق ہے کہ سب سے پہلے حضرت خدیجہؓ ایمان لائیں۔ اختلاف صرف اس بات میں ہے کہ حضرت خدیجہؓ کے بعد سب سے پہلے کون اسلام لایا۔ کیا صدیق اکبرؓ ہیں، حضرت علی رضی اللہ عنہٗ ہیں یا پھر ورقہ بن نوفل یا زید بن حارثہ رضی اللہ عنہم۔

شیخ الاسلام تقی الدین ابو عمرو عثمان بن صلاح متوفی ۶۴۳ھ فرماتے ہیں سلامتی اور تقوی کے زیادہ قریب یہی بات ہے کہ اول المسلمین کی تعیین میں قول کو حقیقت پر اطلاق نہ کیا جائے کیونکہ دلائل میں تعارض ہے اور قابل بھروسہ کوئی مستند دلیل نہیں بلکہ ایسا قول ذکر کیا جائے جو تمام اقوال کو شامل ہو اور وہ ایسے ہے کہ کہا جائے مردوں میں سے سب سے پہلے اسلام قبول کرنے والے ابوبکر رضی اللہ عنہٗ ہیں۔ بچوں میں حضرت علیؓ اور عورتوں میں حضرت خدیجہؓ ہیں۔ اور اس جمع میں ابن صلاح سبقت لے گئے۔

اور اسی طرح ابن عساکر نے بروایت ابن عباس تخریج فرمایا۔ ابن عساکر کی

marfat.com

اتباع کرتے ہوئے امام عسکری اور ابن صلاح نے موالی اور غلام کی زیادتی کی اور فرمایا موالی میں سے زید بن حارثہ اور غلاموں میں سے حضرت بلال رضی اللہ عنہما سب سے پہلے اسلام لائے۔اور حقیقت حال کو خدا ہی بہتر جانتا ہے۔

اسی طرح حافظ محب طبری نے فرمایا کہ تمام روایات میں تطبیق پیدا کرنا اسی طرح بہتر ہے کہ کہا جائے مطلقاً سب سے پہلے حضرت خدیجہ اسلام لائیں...... امام زرقانی فرماتے ہیں امام طبری نے اس قول میں ابن صلاح کی مخالفت کی ہے۔ دلائل میں قوت ہونے کی وجہ سے۔ اور کیوں نہ ہو کہ ابن اثیر نے کہا ہے کہ حضرت خدیجہؓ سے پہلے نہ کوئی مرد اسلام لایا اور نہ ہی عورت۔ اور مذکر میں سے حضرت علیؓ پہلے اسلام لائے اور وہ بچے تھے ابھی جوان نہ ہوئے تھے اور اپنے اسلام کو چھپاتے تھے۔ اور سب سے پہلا عربی بالغ مرد جو اسلام لایا وہ حضرت ابو بکر صدیق بن ابو قحافہ رضی اللہ عنہ تھے اور آپ نے اپنے اسلام کا اظہار فرمایا۔ موالی میں سے زید بن حارثہ اسلام لائے۔ امام طبری فرماتے ہیں یہ قول متفق علیہ ہے جس میں کوئی اختلاف نہیں اور جو لوگ آزاد بالغ مردوں میں سے حضرت صدیق اکبرؓ کو اول مسلمان قرار دیتے ہیں ان کا اسی قول پر عمل ہے۔

صاحب سیرت حلبیہ فرماتے ہیں۔

ولا یخفی ان اھل الاثر وعلماء السیر علی ان اول الناس ایمانا بہ صلی اللہ علیہ وسلم علی الاطلاق خدیجة رضی اللہ عنھا أقول نقل الثعلبی المفسر اتفاق العلماء علیہ. وقال النووی انہٗ الصواب عند جماعة المحققین. قال ابن الاثیر خدیجة اوّل خلق اللہ تعالیٰ أسلم باجماع المسلمین لم یتقدمھا رجل ولاامرأة. (سیرت حلبیہ، ج ۱، ص ۴۳۱)

کسی پر پوشیدہ نہ رہے کہ اہل اثر اور علماء سیر کے نزدیک نبی کریم ﷺ پر ایمان لانے میں اول علی الاطلاق حضرت خدیجہ الکبریٰؓ ہیں...... امام حلبی فرماتے

marfat.com

ہیں......امام ثعلبی علیہ الرحمۃ جو کہ عظیم مفسر ہیں انہوں نے علماء کا اسی بات پر اتفاق نقل کیا ہے اور امام نووی علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں جماعت محققین کے نزدیک یہی درست ہے......ابن اثیر کا کہنا ہے کہ حضرت خدیجہؓ سب سے پہلے ایمان لائیں، آپ سے پہلے نہ کوئی مرد ایمان لایا نہ ہی عورت۔

مزید فرماتے ہیں:

وقول بعض الحفاظ ان ابابکر رضی اللہ عنہٗ اوّل الناس اسلامًا هوالمشهور عندالجمهور من اهل السنة لاينافى ماتقدم من أن عليا رضى الله عنهٗ أول الناس اسلاما بعد خديجة ثم مولاهٗ زيد بن حارثه لان المراد اوّل رجل بالغ ليس من الموالى أسلم أبوبكر رضى الله عنهٗ

(سیرت حلبیه، ج ۱، ٤٤٤)

اور بعض حفاظ کا قول ہے کہ جمہور اہل سنت کے نزدیک حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ سب سے پہلے اسلام لانے والے ہیں اور یہ اس بات کے منافی نہیں کہ حضرت خدیجہؓ کے بعد حضرت علیؓ اور ان کے بعد زید بن حارثؓ۔ کیونکہ اولیت سے مراد ہے، مرد بالغ جو غلاموں میں سے نہ ہو اور وہ حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ ہیں۔

حافظ ابن کثیر لکھتے ہیں:

وقال آخرون اول من أسلم من هذه الامة ابوبكر رضى الله عنهٗ والجمع بين الاقوال كلها أن خديجة اول من أسلم من النساء وظاهر السياق وقيل الرجال ايضا وأول من أسلم من الموالى زيدبن حارثة و أول من أسلم من الغلمان على ابن ابى طالب فانه كان صغيراً دون البلوغ على المشهور وهولاء كانوا اذذالك اهل البيت واول من أسلم من الرجال الاحرار أبوبكر الصديق رضى الله عنهٗ واسلامهٗ كان أنفع من اسلام من تقدم ذكرهم.

(البداية والنهاية، ج ۳، ص ۲٦)

marfat.com

دوسرے علما کا کہنا ہے کہ امت میں جو سب سے پہلے اسلام لایا وہ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہٗ ہیں۔ اور تمام اقوال کے درمیان مطابقت اس طرح ہے کہ عورتوں میں سے سب سے پہلے حضرت خدیجہؓ۔ جیسا کہ سیاق سے ظاہر ہے، اور بعض کے نزدیک مردوں سے بھی آپ اسلام لانے میں اول ہیں۔ موالی میں سے زید بن حارثہ اور بچوں میں سے حضرت علیؓ کہ مشہور قول کے مطابق وہ بالغ نہ ہوئے تھے۔ یہ وہ لوگ ہیں جو اہل بیت تھے۔ جبکہ آزاد مردوں میں سے حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہٗ سب سے پہلے اسلام لائے اور آپ کا اسلام پہلے تینوں کے اسلام سے زیادہ نفع بخش تھا۔

معلوم ہوا کہ حضرت صدیق اکبرؓ کا اسلام لانا زیادہ فائدہ مند ثابت ہوا کیونکہ قریش میں آپ کا بلند مقام تھا، لوگ آپ کو عزت واحترام کی نظر سے دیکھتے تھے اور آپ قریش کے رئیس تصور کئے جاتے ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ جب آپ اسلام لائے تو اپنے دوستوں کو بھی دعوت دی اور عشرہ مبشرہ میں سے پانچ صحابہؓ آپ کی دعوت پر داخل اسلام ہوئے۔ وہ غلام جو اسلام لا چکے تھے مگر ان کے آقا سخت سزائیں دیتے تھے۔ آپؓ نے کثیر رقوم کے عوض انہیں خرید کر آزاد کروایا اور اللہ کی خوشنودی کیلئے دولت صرف کی۔ لہٰذا آپ کا اسلام قبول کرنا دین اسلام کی ترویج وترقی کے لئے انتہائی کارآمد ثابت ہوا اور زیادہ نفع بخش۔

حافظ ابن کثیر لکھتے ہیں:

وقداجاب ابوحنیفة رضی اللہ عنہٗ بالجمع بین ھذہ الاقوال بان اوّل من أسلم من الرجال الاحرار ابوبکر ومن النساء خدیجة ومن الموالی زیدبن حارثة ومن الغلمان علی ابن ابی طالب رضی اللہ عنھم .

(البدایة والنھایة، ج ۳، ص ۲۹)

''ان اقوال کو جمع کرنے میں حضرت ابو حنیفہ رحمۃ اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ آزاد مردوں میں سے حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ سب سے پہلے اسلام لائے، عورتوں

marfat.com

میں سے حضرت خدیجہؓ اور موالی میں سے حضرت زید بن حارثہ رضی اللہ عنھم پہلے اسلام لائے جبکہ بچوں میں سے حضرت علی رضی اللہ عنہ۔

خلاصۂ کلام یہ کہ اولیت اسلام ان تمام حضرات کی مسلمہ ہے، شک کی گنجائش نہیں۔ لیکن حافظ طبری، ابن اثیر اور غالباً سیرت حلبیہ نے حضرت خدیجہؓ کو اسلام لانے میں مطلقاً اول قرار دیا ہے اور یہ بات اہل سنت کے جمہور علماء کے خلاف ہے کیونکہ جمہور اہل سنت کا اس بات پر اتفاق ہے کہ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ، اول المسلمین ہیں جیسا کہ سابق صفحات میں تصریحات سے واضح ہو رہا ہے۔

لہٰذا آزاد مردوں میں حضرت ابوبکر صدیق، عورتوں میں حضرت خدیجہ اور بچوں میں حضرت علی رضی اللہ عنھم نے سب سے پہلے اسلام قبول کیا۔ یہی امام ابو حنیفہ کا قول ہے۔ اور حافظ ابن کثیر نے بھی اہل سنت کی اسی بات کے ساتھ تائید کی ہے کہ حضرت علیؓ بچوں میں سے پہلے اسلام لائے نہ کہ علی الاطلاق۔ اسی طرح حضرت خدیجہؓ صرف عورتوں میں سے ہیں نہ کہ علی الاطلاق۔ لہٰذا علمائے اہل سنت کا اس بات پر اجماع ہے کہ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ اسلام قبول کرنے والے اولین شخص ہیں۔

جب آپ کی اولیت ثابت ہو گئی تو آپ کی تمام صحابہؓ پر افضلیت بھی اشارۃً ثابت ہو گئی اور آپ کا اسلام میں اول ہونا ہی آپ کی افضلیت کی دلیل ہے۔ اب آپ کے سامنے آپؓ کی فضلیت پر چند گزارشات پیش خدمت کروں گا اور ساتھ ہی خلافت کا ذکر بھی ہو جائے گا مگر مستقل ذکر خلافت اس باب کے بعد آئے گا۔ انشاءاللہ

marfat.com

أفضلیت سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ

قبل ازیں کہ افضلیت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ پر دلائل عرض کروں یہ بتانا ضروری سمجھتا ہوں کہ اس باب میں فقط اقوال علماء ہی نقل کئے جائیں گے اور حدیث شریف کی طرف صرف اشارہ ہوگا۔ علمائے محدثین نے فضیلت حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کے متعلق جو استخراج فرمایا وہی منقول ہوگا اور علمائے عقائد کی تصریحات نقل کی جائیں گی۔ جبکہ احادیث مبارکہ باب "مناقب صدیق اکبر رضی اللہ عنہ از احادیث" میں پیش کردوں گا۔

علامہ عبدالشکور سالمی "التمہید" میں لکھتے ہیں۔

قال اهل السنة والجماعة ان افضل الخلق بعد الانبيا والرسل والملائكة عليهم السلام كان ابوبكر ثم عمر ثم عثمان ثم على رضى الله عنهم وروى عن ابى حنيفة رضى الله عنه انهٗ قال من السنة ان تفضل الشيخين وتحب الختنين وروى عنه انه قال عليك ان تفضل ابابكر و عمر رضى الله عنهما و تحب عثمان وعلى رضى الله عنهما وروى عن جماعة من الفقهاء قالوا مارأينا أحدا أحسن قولافى الصحابة رضى الله عنهم من ابى حنيفة رضى الله عنهٗ ثم الدليل على ان ابابكر رضى الله عنهٗ كان أفضلهم لماروى عن النبى صلى الله عليه وسلم انه قال لم يفضلكم ابوبكر بكثرة صلوته ولابكثرة صيامه وانما هوشئى وقرنى قلبه .

(التمهيد لعبدالشكور السالمى ، ص ۱۷۵)

اہل سنت و جماعت کا کہنا ہے کہ انبیاء و رسل اور فرشتوں کے بعد تمام مخلوق سے افضل حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ ہیں پھر عمر فاروق، عثمان غنی اور علی المرتضٰی حسب ترتیب۔ حضرت ابو حنیفہؒ کی ایک روایت کے مطابق شیخین کو تمام صحابہ پر فضیلت دینا (حضرت ابوبکرؓ، حضرت عمر) اور آپ ﷺ کے دو داماد حضرت

marfat.com

عثمان اور حضرت علی رضی اللہ عنھا سے محبت کرنا سنت ہے۔ اور امام مالک کی دوسری روایت اس طرح ہے کہ تم پر ابوبکر صدیق اور عمر فاروق رضی اللہ عنھا کو فضلیت دینا لازم ہے اور حضرت عثمان و علی رضی اللہ عنھما سے محبت کرنا۔ فقہاء میں سے ایک جماعت کا قول ہے کہ ہم نے حضرت ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ سے زیادہ بہتر قول صحابہؓ کے بارے میں کسی اور کا نہیں پایا۔ پھر اس بات پر دلیل کہ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ تمام صحابہؓ سے افضل ہیں وہ روایت ہے جس میں آپ ﷺ نے فرمایا۔ ابوبکر بوجہ کثرت صلوۃ وصیام تم سے افضل نہیں بلکہ ان کی طبعی محبت کی وجہ سے جو قلب مبارک میں ثبت ہو گئی، ان کی افضلیت ہے۔

اس تصریح سے صاف پتہ چلتا ہے کہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ افضل المخلوق ہیں انبیاء و رسل اور ملائکہ کے بعد ۔ اور یہ عظیم الشان مرتبہ حب نبی ﷺ کی بدولت آپ کا مقدر ٹھہرا۔ جو آپ کے دل میں نبی کریم ﷺ کیلئے تھی اور نبی کریم ﷺ کے دل میں آپ کیلئے تھی۔

مزید فرماتے ہیں :

وقالت الروافض بان اهل البيت هم علی وفاطمة والحسن والحسين رضی الله عنهم كانوا أفضل من الصحابة وعلى رضی الله عنه ماكان من الصحابة رضی الله عنهم لانه كان من القرابة والصحابة يكونون من غير القرابة وقالوا بأن عليا رضی الله عنهُ كان أفضل بعد رسول الله ﷺ وهو ماكان من الصحابة ومن الصحابة أفضلهم ابوبكر رضی الله عنهُ وهذا القول مردود عليهم لان عليا كان من الصحابة بدليل ماروی عن النبی ﷺ انه قال أصحابی كا لنجوم بايهم اقتديتم اهتديتم و كان عليا منهم ولوقلنا بان عليا رضی الله عنهُ ماكان منهم يكون منقصة فی حقهٖ فصح ماقلنا.

روافض (شیعہ) کا کہنا ہے اہل بیت یعنی حضرت علی، فاطمہ، امام حسن، امام حسین رضی اللہ عنھم صحابہ کرامؓ سے افضل ہیں اور حضرت علیؓ صحابی نہیں تھے بلکہ نبی

marfat.com

اکرم ﷺ کے قرابت داروں میں سے تھے جبکہ صحابہؓ غیر قرابت دار تھے۔ (وہ کہتے ہیں) حضرت علیؓ، رسول اکرم ﷺ کے بعد افضل تھے کیونکہ حضرت علیؓ صحابی نہیں تھے اور صحابہؓ میں سے حضرت ابو بکرؓ افضل ہیں (علامہ عبد الشکور فرماتے ہیں) یہ قول مردود ہے اور اس کی دلیل یہ ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: میرے تمام صحابہؓ ستاروں کی مانند ہیں جس کسی کی اقتدا کرو گے ہدایت پا جاؤ گے۔ اور حضرت علیؓ صحابہ میں سے تھے۔ اگر ہم تسلیم کرلیں کہ وہ صحابی نہیں تھے تو یہ بات ان کے حق میں عیب ہے۔

جب صحابی کے ساتھ وابستگی، ہدایت کا باعث ہے اور حضرت علیؓ کو صحابہ سے باہر شمار کیا جائے تو ان کے ساتھ تعلق اور وابستگی نیز ان کی پیروی کس طرح ہدایت کا سامان بن سکتی ہے کیونکہ حدیث شریف کے مطابق منبع رشد و ہدایت بعد از سرور دو عالم ﷺ، صحابہ کرام رضوان اللہ اجمعین ہیں۔ جن کو آسماں کے ستاروں سے تشبیہ دی گئی۔ پس حضرت علیؓ کو صحابی نہ ماننا، ان کے حق میں عزت و تکریم کے اضافے کا باعث نہیں بلکہ ان کی ذات پر عیب لگانے کے مترادف ہے۔ لہذا ایسا کہنے والے حقائق سے برگشتہ اور فضائل صحابہ سے ناآشنا لوگ ہیں (نعوذ باللہ منھم)

شرح عقائد نسفی میں ہے:

وأفضل البشر بعد نبينا ولا أن يقال بعد الانبياء ابوبكر الصديق رضى الله عنهٗ ثم عمر الفاروق ثم عثمان ذوالنورين ثم على المرتضى وخلافتهم اى نيابتهم عن الرسول فى اقامة الدين بحيث يجب على كافة الامم الاتباع على هذا الترتيب ايضا يعنى ان الخلافة بعد رسول الله ﷺ لأبى بكر ثم لعمر ثم لعثمان ثم لعلى رضى الله عنهم.

(شرح عقائد نسفى ، ص ٢٢٥، ٢٢٦)

ہمارے نبی اکرم ﷺ کے بعد تمام انسانوں میں سے بلکہ بہتر ہے کہ کہا جائے تمام انبیاء کے بعد افضل حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہٗ ہیں پھر عمر فاروق، پھر عثمان ذوالنورین اور پھر علی شیر خدا رضی اللہ عنھم اور پھر ان کی خلافت یعنی اقامت

marfat.com

دین میں ان تمام کا حضور ﷺ کا نائب ہونا، تمام امت کا اس ترتیب پر اتباع واجب ہے۔ یعنی جس طرح افضلیت کی ترتیب میں حضرت ابو بکر پھر عمر فاروق پھر عثمان غنی پھر علی المرتضیٰ آتے ہیں اسی طرح ان کی خلافت کی بھی یہی ترتیب ہے۔

شرح عقائد پر نظم الفرائد کے نام سے علامہ حسن سنبھلی علیہ الرحمۃ نے حاشیہ لکھا ہے۔ اس عقائد کے معضلات (مشکل باتیں) و مشکلات پر نہائت دلنشیں انداز میں تبصرہ فرمایا ہے جو مطالعہ کے قابل ہے۔ آپ افضل البشر کے تحت لکھتے ہیں۔

وبالجملة هذه المسئلة من العقائد وان كانت عندالجمهور من الظنيات لامن القطعيات ثم المسئلة مختلف فيها فقولنا قول اكثر اهل الاسلام وعليه الخوارج والنواصب فى حق الشيخين وعليه اكثر قدماء المعتزلة ان الأفضل ابوبكر ثم عمر ثم عثمان ثم على وقال الخطابية أفضلهم عمربن الخطاب وعندالعباسية القائلة أفضلهم عباس بن مطلب واتفق الروافض والشيعة بطوائفهم كلها على ان الأفضل على ابن ابى طالب رضى الله عنهٗ (نظم الفرائد، حاشیہ نمبر ٦، ص ٢٢٣)

عقائد کے مسائل سے یہ مسئلہ بھی ہے اگرچہ جمہور کے نزدیک ظنیات میں سے ہے نہ کہ قطعیات میں سے (یعنی افضلیت کو یہ ترتیب ظنی ہے قطعی نہیں ہے) اس مسئلہ میں اختلاف ہے اور اکثر اہل سلام ہمارے قول سے متفق ہیں اور اسی پر خواج و نواصب ہیں جبکہ معتزلہ کا بھی یہی عقیدہ ہے جو قدیم ہیں (یعنی ابو بکر رضی اللہ عنہ بعد از انبیاء افضل ہیں پھر عمر فاروق) اور خطابیہ کا کہنا ہے کہ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ سب سے افضل ہیں۔ اور عباسیہ کے نزدیک حضرت عباس بن ابی طالب سب سے افضل ہیں۔ روافض واہل تشیع اپنے تمام گروہوں سمیت اس بات پر متفق ہیں کہ حضرت علی رضی اللہ عنہٗ تمام مخلوق سے بعد از انبیاء افضل ہیں۔

لیکن جمہور اہل سنت کے نزدیک حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہٗ تمام مخلوق میں سے بعد از انبیاء افضل ہیں اور اکثر اہل اسلام کا اسی پر اتفاق ہے اختلاف

marfat.com

صرف اس میں ہے کہ افضلیت صدیق اکبرؓ قطعی ہے یا ظنی۔ اس کی وضاحت انشاء اللہ بعد میں آئے گی۔

لفظ "نبینا" کے ماتحت فرماتے ہیں۔

نبینا يحتمل وجهين الاوّل ان لايكون الاضافة للعهدو التعين الفردى بل للتعين الجنسى أوللعهد الذهنى وهو فى حكم النكرة وكل نبى صالح لاضافته الينا لانا نؤمن به وكل نبى نبينا وعلى هذا لااشكال أصلاً.

(نظم الفرائد ، حاشيه نمبر ۷، ص ۲۲۳)

مصنف نے "الانبیا" کی جگہ "نبینا" کا لفظ استعمال کیا۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ "نبینا" میں دو وجہوں کا احتمال ہے۔ ان میں پہلی یہ ہے کہ "نبینا" میں اضافت نہ تو عہد کیلئے ہو اور نہ ہی تعیین فردی کے لئے بلکہ یہ اضافت تعیین جنسی کے لئے ہو یا عہد ذہنی کے لئے اس صورت میں لفظ "نبینا" کلمہ حکم نکرہ میں ہو گا۔ یعنی ہماری طرف اضافت کی وجہ سے جیسے نبینا موسیٰ علیہ السلام، نبینا عیسیٰ علیہ السلام وغیرہ کیونکہ تمام انبیا صالح ہیں۔ اور ہر ہر نبی ہمارا نبی ہے کیونکہ ہمارا سب پہ ایمان ہے۔ لہذا اس طرح کوئی اشکال باقی نہ رہے گا۔

"الانبیاء" کے ماتحت ارشاد فرماتے ہیں:

قول المصنف بعد الانبيا...... لئلايلزم فضل الخلفاء على الانبياء بل الاولىٰ أن يقال بعد الانبيا والرسل لئلايلزم فضلهم على رسول الملائكة فانهم أفضل من الخلفاء اتفاقا ولايطلق عليهم لفظ الانبيا بل لفظ الرسل الاانهٗ لايظهرمنه فضل الخلفاء على الجن وغير الرسل من الملائكة فالاولىٰ ماقلنا بعد حذف البشر بأن يقان أفضل الخلق بعد الرسل والانبياء ثم ترتيب الفضل عندأهل السنة ان أفضل الخلق كلهم و أكرمهم على الله محمدﷺ ثم اولى العزم من الرسل ثم بقية الانبياء ثم الملائكة الاربع ثم حملة العرش ثم الكروبيون ثم الخلفا على ترتيبهم ثم بقية عشرة المبشرة ثم

marfat.com

بقية أهل بدر ثم اهل بيعة رضوان ثم بقية المهاجرين ثم بقية الانصار ثم الطلقاء وبقية الصحابة ثم التابعون على طباقهم ثم بقية الامة على مراتب أعمالهم.

مصنف کا قول "بعد الانبیاء" اس لئے ہے کہ خلفاء کی فضلیت انبیا پر لازم نہ آئے بلکہ بہتر یہ ہے کہ کہا جاتا "بعد الانبیاء والرسل" تاکہ خلفاء کا ملائکہ کے رسل پر افضل ہونا لازم نہ آئے، اس لئے کہ رسل ملائکہ، خلفاء سے بالاتفاق افضل ہیں۔اور ان پر لفظ "انبیاء" نہیں بولا جاتا بلکہ "رسل" بولا جاتا ہے اور دوسری بات یہ ہے کہ اس سے وہ فرشتے جو رسول نہیں اور جن کہ جن پر خلفاء کا افضل ہونا بھی ظاہر نہیں ہوتا، لازم نہ آئے۔

بہتر یہ ہے کہ لفظ "بشر" کو خذف کر دیا جائے اور اس طرح کہا جائے "افضل الخلق بعد الرسل والانبیاء" تاکہ تمام جنوں اور ان فرشتوں پر بھی جو کہ رسول نہیں، خلفاء کی أفضلیت قائم رہے اور افضلیت کی ترتیب اس طرح ہے۔

تمام مخلوق سے افضل واکرم محمد عربی ﷺ ہیں پھر اولی العزم رسل کرام، پھر تمام انبیاء، پھر چار فرشتے (جبریل، میکائیل، عزرائیل اور اسرافیل) پھر عرش کو اٹھانے والے فرشتے، پھر کروبین فرشتے اور پھر خلفائے اربعہ بالترتیب (حضرت ابوبکر، عمر فاروق، عثمان غنی اور علی المرتضیٰ) پھر بقیہ عشرہ مبشرہ پھر اہل بدر، پھر اہل بیعت رضوان، پھر مہاجرین اور پھر انصار، پھر وہ حضرات جو فتح مکہ کے موقع پر ایمان لائے اور ان پر احسان کیا گیا۔ پھر بقیہ صحابہ کرامؓ پھر تابعین اپنے طبقات کے مطابق پھر تبع تابعین اپنے طبقات کے مطابق پھر بقیہ امت اپنے اعمال کے درجات کے مطابق۔

علامہ نسفی ارشاد فرماتے ہیں۔

والسلف كانوا متوقفين فى تفضيل عثمان رضى الله عنه حيث جعلوا من علامات أهل السنة والجماعة تفضيل الشيخين ومحبة الختنين.

علمائے سلف کے نزدیک حضرت عثمانؓ، حضرت علیؓ سے افضل ہیں۔ اور اسے علامات اہل سنت و جماعت سے بتایا ہے۔ جیسا کہ حضرت امام ابو حنیفہؒ کی روایت

marfat.com

سے ثابت ہے۔ فرماتے ہیں شیخین یعنی ابوبکر و عمر رضی اللہ عنھما کو دوسروں پر فضیلت دینا اور نبی اکرم ﷺ کے دو داماودں یعنی حضرت عثمان و علی رضی اللہ عنھما کے ساتھ محبت رکھنا اھل سنت و جماعت کی علامات میں سے ہے۔

اس کے تحت علامہ محمد حسن سنبھلی علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں

والسلف الخ..... لكن الجمهور من أهل السنة ومنهم الشافعي وأحمد و هوالمشهور عن مالك هو هذا الترتيب وجزم الكوفيون ومنهم الثورى وروى عن أبى حنيفة وقال بعض أهل البصرة ايضا بفضل على رضى الله عنهٗ على عثمان رضى الله عنهٗ لكن روى عن ابى حنيفة وعليه الفقه الأكبر و كذاحكى عياض عن مالك الرجوع العكس وقيل بالتوقف كما رواه ابوعبدالله المازرى عن مالك ماادركت أحدامن أقتدابه يفضل احدهما على الآخر.

جمہور اہل سنت جن میں امام شافعی، امام احمد اور مالک علیہم الرحمۃ شامل ہیں، کا یہی قول ہے کہ افضلیت خلفاء کی ترتیب وہی ہے جو بیان کی گئی یعنی ابوبکرؓ...... علیؓ۔ کوفیوں نے اسی قول پر فیصلہ دیا ہے، ان میں سے ابو سفیان ثوری اور ابو حنیفہ علیھما الرحمۃ سے بھی یہی مروی ہے۔ بعض اہل بصرہ کا قول ہے کہ حضرت علیؓ، حضرت عثمانؓ سے افضل ہیں۔ لیکن امام ابو حنیفہ سے جو مروی ہے اسی پر فقہ اکبر ہے جو امام اعظم علیہ الرحمۃ کا عقیدہ ہے۔ قاضی عیاض مالکی علیہ الرحمۃ نے حضرت امام مالک کا رجوع نقل فرمایا ہے۔ پہلے وہ حضرت علیؓ کو حضرت عثمانؓ پر فضیلت دیتے تھے۔ بعد از رجوع اس کے عکس فیصلہ دیا۔ اور بعض کے نزدیک امام مالک علیہ الرحمۃ نے اس مسئلہ پر توقف فرمایا جیسا کہ ابو عبد اللہ مازری رحمۃ اللہ علیہ نے امام مالک سے روایت کی۔ فرماتے ہیں میں نے کسی کو بھی نہیں دیکھا کہ وہ آپ کی اقتداء کرے اور ان میں سے ایک دوسرے کو فضیلت دیتا ہو۔

معلوم ہوا کہ شیخین کی فضیلت میں تمام امت متفق ہے، اختلاف صرف

marfat.com

حضرت عثمان اور حضرت علی رضی اللہ عنہما کی افضلیت میں ہے، بعض نے حضرت عثمانؓ کو حضرت علیؓ پر اور بعض نے حضرت علیؓ کو حضرت عثمانؓ پر افضل قرار دیا۔ اہل سنت کا عقیدہ یہ ہے کہ حضرت عثمانؓ، حضرت علیؓ سے افضل تھے۔

کیا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی اَفضلیت قطعی ہے یا ظنی؟

ثم اختلفوا فی انهٗ قطعی واستبعده القاری جداثم اختارهٗ فی الصدیق رضی اللہ عنهٗ فی طبقاته

لوگوں کا اختلاف ہے کہ افضلیت خلفاء بالترتیب قطعی ہے۔ اور علامہ ملا علی قاری علیہ الرحمۃ نے اس قول کو بہت بعید سمجھا، پھر حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کی افضلیت کو قطعی قرار دیا۔ آپ کی کتاب "طبقات" اور "شرح فقہ اکبر" میں آپ کا یہی قول ہے۔ یا حضرت خلفائے راشدین کی اَفضلیت ظنی ہے۔ اور پھر اس پر بھی اختلاف ہے کہ یہ افضلیت حسب ظاہر ہے یا باطن۔ علماء کرام کا یہی عقیدہ ہے کہ حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہٗ کو ظاہر و باطن دونوں اعتبار سے افضلیت حاصل ہے۔

اَفضلیت صدیق اکبرؓ کے متعلق ملا علی قاری کا قول حقیقت پر مبنی ہے کیونکہ آپؓ کی افضلیت اَحادیث و آثار سے ظاہر ہے۔ اسی لئے آپؒ نے صدیق اکبرؓ کی اَفضلیت کو قطعی قرار دیا۔ اب وہ قول ملاحظہ فرمائیں۔

ولاتخفی ان تقدیم علی رضی اللہ عنهٗ علی الشیخین مخالف لمذهب أهل السنة والجماعة ماعلیه جمیع أهل السلف وانما ذهب بعض الخلف علی تفضیل علی رضی اللہ عنهٗ علی عثمان رضی اللہ عنهٗ ومنهم ابوطفیل من الصحابة رضی اللہ عنهم وهوآخر من مات من الصحابة هذا والذی اعتقده وفی دین اللہ اعتمدهٗ ان تفضیل ابی بکر قطعی حیث أمرهٗ بالامامة علی طریق النیابة مع أن المعلوم من الدین ان الاولی بالأمة أفضل وقدکان علی رضی اللہ عنه حاضرا فی المدینة وکذا غیرهٗ من أکابر الصحابة

marfat.com

وعينهٗ عليه السلام لما علم انهٗ أفضل الأنام فی تلك الايام حتی انهٗ تاخرمرة وتقدم عمر رضی الله عنهٗ فقال ابی الله والمومنون الاابابکر رضی الله عنهٗ

(شرح فقه اکبر، ص ۷۷)

علامہ ملا علی قاری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔

کسی پر پوشیدہ نہ رہے کہ حضرت علیؓ کو شیخین یعنی ابوبکر و عمر رضی اللہ عنہما سے مقدم سمجھنا اہل سنت و جماعت کے مذہب کے مخالف ہے اور اہل سنت کا عقیدہ وہی ہے جو جمیع اہل سلف کا ہے۔ فقط بعض اہل خلف نے اس کے خلاف کہا ہے کہ حضرت علیؓ، حضرت عثمانؓ سے افضل ہیں۔ ان میں حضرت ابو طفیل ہیں اور ان کا شمار صحابہ کرامؓ میں ہوتا ہے۔ وہ قول جس پر میرا اعتقاد ہے اللہ کے دین پر میرا مکمل اعتماد ہے، کہ افضلیت ابوبکرؓ قطعی ہے۔ اس لئے کہ نبی اکرم ﷺ نے آپ کو بطریق نیابت امامت کا حکم دیا اور یہ بات دین سے معلوم ہے کہ جو امامت میں اولیٰ ہے وہ افضل ہے حالانکہ وہاں حضرت علیؓ بھی موجود تھے اور اکابر صحابہ کرامؓ بھی۔ اس کے باوجود نبی اکرم ﷺ کا حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کو امامت کیلئے معین کرنا اس بات کی دلیل ہے کہ افضلیت صدیق اکبر رضی اللہ عنہٗ نبی کریم ﷺ کے علم میں تھی یہاں تک کہ ایک مرتبہ ابوبکر صدیقؓ مصلی مبارک سے پیچھے ہٹے اور حضرت عمرؓ کو آگے کیا تو نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: اللہ اور سب مؤمن انکار کرتے ہیں کہ سوائے ابوبکر رضی اللہ عنہٗ کے کوئی اور امامت کرے۔

یہ ہے وہ قول جس کو ملا علی قاری رحمۃ اللہ علیہ نے "شرح فقہ اکبر" میں نقل فرمایا اور کہا کہ یہ میرا اعتقاد ہے اور اللہ کے دین میں اسی پر میرا بھروسہ ہے کہ حضرت ابوبکرؓ کی افضلیت قطعی ہے۔ جسے آپ نے دلائل قطعیہ سے ثابت کیا اور یہی عقیدۂ اہل سنت ہے۔

علامہ ابن حجر عسقلانی فرماتے ہیں

وان الاجماع انعقد بآخرة بين أهل السنة أن ترتيبهم في الفضل

marfat.com

كترتيبهم فى الخلافة رضى الله عنهم قال القرطبى فى "المفهم" ماملخصه الفضائل جمع فضيلة وهى الخصلة الجميلة التى يحصل لصاحبها بسببها شرف وعلو منزلة اما عندالخلق . والثانى لاعبرة به الاان اوصل الى الاول. فاذاقلنا فلان فاضل فمعناهُ ان لهُ عندالله منزلة وهذا لاتوصل اليه الابالنقل عن الرسول ﷺ فاذا جاء ذالك عنه ان كان قطعيا قطعنا به أوظنيا عملنا به. واذا تقرر ذالك المقطوع به بين أهل السنة بأفضلية أبى بكر رضى الله عنهُ ثم عمر رضى الله عنهُ ثم اختلفوا فيمن بعدهما فالجمهور على تقديم عثمانؓ وعن مالك التوقف والمسئلة الاجتهادية ومستندها ان هولاء الاربعة اختارهم الله تعالىٰ لخلافة نبيه واقامة دينهٖ فمنزلتهم عنده بحسب ترتيبهم فى الخلافة. والله أعلم.

(فتح البارى ، ج ۷، ص ۳٤)

حافظ ابن حجر عسقلانی فرماتے ہیں اہل سنت کے درمیان بالآخر اس بات پر اجماع منعقد ہوا کہ افضلیت میں خلفاء کی ترتیب ان کی خلافت کے لحاظ سے ہے۔ امام قرطبی "المفہم" میں کہتے ہیں اس کا خلاصہ یہ ہے کہ فضائل، فضیلت کی جمع ہے اور فضیلت نام ہے اچھی عادت کا۔ جس کے سبب صاحب فضل کو شرف اور بلند مرتبہ حاصل ہوتا ہے یا تو مرتبہ عند اللہ ہوگا یا مخلوق کے نزدیک۔ اور شق ثانی جبتک شق اول سے پیوستہ نہ ہو اس کا اعتبار نہیں۔ جب ہم یہ کہتے ہیں کہ فلاں فاضل ہے تو اس کا معنی یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک اس کا کچھ مرتبہ و مقام ہے۔ اور یہ اس وقت تک نہیں ہو سکتا جب تک رسول اکرم ﷺ سے منقول نہ ہو (یعنی اس صاحب فضیلت کے حق میں رسول اکرم ﷺ کا ارشاد ہو) جب اس دربار عالی سے فضیلت ثابت ہو گئی تو اگر قطعی ہے تو ہم اس پر یقین کریں گے اور اگر ظنی ہے تو اس پر عمل کریں گے۔

جب یہ ثابت ہو گیا کہ اہل سنت کے درمیان یہ بات قطعی اور یقینی ہے کہ حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ سب سے افضل ہیں اور ان کے بعد عمر فاروق رضی اللہ عنہ۔ تو ان دو صاحبوں کے بعد حضرت عثمان اور حضرت علی رضی اللہ عنہما کی

marfat.com

افضلیت میں اختلاف ہے کہ دونوں میں سے کون افضل ہے۔ جمہور حضرت عثمانؓ کی افضلیت کے قائل ہیں جبکہ امام مالک توقف کرتے ہیں۔ یہ مسئلہ اجتہادی ہے اور قابل بھروسہ بات یہی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے خلفائے اربعہ کو اقامت دین اور خلافت کے لئے منتخب فرمالیا۔ پس ان کی فضیلت حسب خلافت ہے کہ جو خلافت میں اول وہ فضیلت میں اول۔ اس ساری گفتگو کا یہی لب لباب ہے اور جمہور اہل سنت کا یہ حرف آخر ہے۔

حافظ قسطلانی نے مواھب اللدنیہ میں مثل ابن حجر عسقلانی کے بالفاظ مذکورہ اس طرح نقل فرمایا اور امام زرقانی علیہ الرحمۃ اس کے ماتحت لکھتے ہیں۔

ولكن اختلفوا هل مستند هم في ذالك قطعي واليه ذهب الاشعرى وعليه يدل قول مالك أوفي ذالك شك أوظني وعليه الباقلانى واختاره امام الحرمين و قدروى البيهقي في الاعتقاد عن الشافعي انه قال أجمع الصحابة وأتباعهم على أفضليت أبى بكرؓ ثم عمرؓ ثم عثمانؓ ثم عليؓ (وقال الامام ابومنصور) عبدالقاهر التميمي البغدادى الماتريدى أصحابنا مجمعون على أفضلهم الخلفاء الاربعة ثم الستة تمام العشرة .

(زرقانی علی المواھب، ج ۷، ص ۳۹)

اس بارے میں علماء کا اختلاف ہے کہ جس چیز پر انہوں نے بھروسہ کیا ہے کیا وہ قطعی ہے تو قطعیت کی طرف امام اشعری رحمۃ اللہ علیہ گئے ہیں۔ اور امام مالک کا قول بھی اسی پر دلیل ہے۔ یا پھر اس میں شک ہے اور یا وہ ظنی ہے۔ امام باقلانی اسی پر قائم ہیں اور امام حرمین نے بھی اسے ہی اختیار کیا ہے۔ امام بیہقی نے "اعتقاد" میں امام شافعیؒ سے روایت کی ہے۔ فرماتے ہیں کہ تمام صحابہ اور تابعین کا اجماع ہے کہ سب سے افضل حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ پھر عمر فاروقؓ اور پھر عثمان و علی رضی اللہ عنھم ہیں۔

امام ابو منصور عبد القاہر تمیمی بغدادی فرماتے ہیں۔ ہمارے اصحاب اس پر متفق ہیں کہ خلفائے اربعہ سب سے افضل ہیں۔ ان کے بعد باقی چھے عشرہ مبشرہ سے۔

علامہ محی الدین محمد بن بہاء الدین متوفی ۹۵۶ "القول الفصل" شرح فقہ

marfat.com

اکبر میں امام حرمین کا قول نق فرماتے ہوئے لکھتے ہیں۔

وقال أهل السنة الفضل بينهم على نسبة امامتهم وقال بعضهم الى تفضيل على رضى الله عنهٗ على عثمانؓ وتوقف بعض منهم فى الفضل بينهما وقال امام الحرمين لاطريق الى القطع فى هذه المسئلة اذالعقل ليس بمستقل والنقل لايخلوعن التعارض لكن الظن على فضل ابى بكرؓ ثم عمرؓ امابين عثمانؓ وعلیؓ فالظنون متعارضة.

علامہ محی الدین بن بھاء الدین نے امام الحرمین کا قول نقل کر کے اس طرف اشارہ کیا ہے کہ افضلیت شیخین قطعی نہیں بلکہ ظنی ہے اور حضرت عثمان و علی رضی اللہ عنہما کے درمیان افضلیت بھی ظنون متعارضہ کے مرہون منت قرار دیا ہے، میرے خیال میں علامہ موصوف نے تعصب سے کام لیا ہے ورنہ شیخین کی افضلیت پر اجماع ہے جبکہ عثمان و علی رضی اللہ عنہما کے درمیان فضلیت میں اختلاف ہے۔ لیکن جمہور کا قول یہی ہے کہ حضرت عثمان کو حضرت علی رضی اللہ عنہما پر فوقیت وافضلیت ہے۔ شارح فقہ اکبر نے دونوں جگہ ظن کا سہارا لیا ہے اور کہا ہے کہ نقل میں تعارض ہے۔ عجیب بات ہے کہ حیات نبوی ﷺ میں آپؓ کو امامت دیا جانا، اس میں بھی کوئی ظن ہے جبکہ علماء کے نزدیک جس کو امامت دی جاتی ہے وہ افضل ہے۔ جیسا کہ ملا علی قاری علیہ الرحمۃ نے نہائت عمدہ اور مدلل بیان فرمایا۔ اور علمائے کرام کا ایک جم غفیر اس بات پر جمع ہے جیسا کہ آپ نے حافظ ابن حجر، قسطلانی، زرقانی اور ملا علی قاری کی تصریحات ملاحظہ فرمائیں۔ امام اشعری، ابو منصور ماتریدی، امام مالک اور امام شافعی وغیرہ ہم نے کیا افضلیت ابو بکرؓ کو ظنی قرار دیا ہے جو یہ حضرات کہہ رہے ہیں۔ صحابہ و تابعین کا آپ کی افضلیت پر اتفاق ہے اور ابو منصور ماتریدی نے اس کے متعلق فرمایا کہ ہمارے اصحاب کا اس بات پر اتفاق ہے۔ خود علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے منبر پر بیٹھ کر حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کی افضلیت کا اقرار کیا۔ شیخ امام بخاری حافظ ابو بکر عبد اللہ بن محمد بن ابی شیبہ عسبی رضی اللہ عنہ نے مصنف ابن شیبہ

marfat.com

میں بطریق مختلفہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کی مرویات تخریج فرمائیں جن میں حضرت علیؓ نے حضرت ابو بکرؓ کی افضلیت کا اقرار کیا ہے۔

امام بخاری علیہ الرحمۃ نے مناقب صدیق اکبر رضی اللہ عنہ میں محمد بن حنفیہ سے روایت فرمایا، آپ نے اپنے باپ سے سوال کیا۔

ای الناس خیر بعد رسول اللہ ﷺ قال ابوبکر رضی اللہ عنہ

کیا آئمہ مذاہب و محدثین کی تصریحات اور حضرت شیر خداؓ کے استشہاد کے بعد بھی اس میں ظن باقی رہ جاتا ہے۔ معلوم ہوا افضلیت صدیق اکبرؓ قطعیہ ہے اور یہی درست وباصواب ہے۔ تمام احناف کا یہی عقیدہ ہے۔ ابن حجر ھیتمی مکی رحمۃ اللہ علیہ نے بھی صواعق محرقہ میں آپ کی افضلیت کو قطعی قرار دیا ہے۔ (صواعق محرقہ، ص ۵۷)

کیا فرشتے افضل ہیں یا بشر ؟

نجم الملۃ والدین امام عمر نسفی رحمۃ اللہ علیہ کے قول "ولأحسن أن يقول بعد الأنبيا" کے ماتحت علامہ محمد حسن سنبھلی رحمۃ اللہ علیہ نے نفیس تصریح بیان فرمائی۔

عبارت اس طرح ہونی چاہیے تھی "بعد الانبیاء والرسل" کیونکہ جو فرشتوں میں لغوی رسول (پیغام رساں) کہلاتے ہیں وہ حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ سے افضل ہیں۔ اس عبارت میں یہ اشکال بھی ہے کہ اس سے جنّ خارج نہیں ہوتے اور ظاہر ہے صدیق اکبرؓ جنات سے بھی افضل ہیں (فرماتے ہیں) عبارت کے الفاظ اس طرح صحیح ہیں "افضل الخلق بعد الانبیاء والرسل" تاکہ لفظ بشر جو کہ وجہ اخراج جنّ ہے کہ جگہ "خلق" بولا جائے تاکہ افضلیت حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کو بھی محیط ہو۔ اہل سنت کے نزدیک ہمارے نبی اکرم ﷺ تمام مخلوق سے افضل ہیں۔ خواہ رسل کرام ہوں یا انبیاء عظام، ملائکہ مقربین ہوں یا روح الامین، سب سے افضل مرے نبی (ﷺ) ہیں۔

علامہ عبدالباقی زرقانی علی المواہب میں فرماتے ہیں۔

marfat.com

(هل البشرأفضل من الملائكة) أم الملائكة أفضل ثالثها الوقف واختاره كيا الهراسى ومحل الخلاف فى غير نبيناﷺ اماهوفأفضل الخلق اجماعا لايفضل عليه ملك مقرب ولاغيره كما ذكره الرازى وابن السبكى والسراج البلقينى والزركشى ومافى الكشاف من تفضيل جبرائيل قال بعض المقاربة جهل الزمحشرى مذهبه فان المتعزلة مجموعون على تفضيل المصطفى نعم قبل ان طائفة منهم خرقوا الاجماع كالرمانى فتبعهم.

(فقال جمهور اهل السنة والجماعة خواص نبى آدم وهم الانبياء أفضل من خواص الملائكه) فاختارهُ الامام فخرالدين الرازى (وهم جبرائيل، ميكائيل، اسرافيل وعزرائيل وحملة العرش) وهم اربعة أوثمانية (والمقربون والكروبيون والروحانيون) بضم الراء وفتحها واما الفتح فمعنى انهم ليسوا محصورين فى الأبية والظل ولكنهم فى فسحة وبساط وقيل ملائكة الرحمة روحانيون وملائكة العذاب كروبيون من الكرب قالهُ الحليمى والبيهقى. (خواص الملائكة) وهم مذكورون (أفضل من عوام بنى آدم) يعنى اولياء البشر وهم من عدا الانبياء (وقال التفتازانى باجماع بل بالضررة) لعصمتهم جميعهم (وعوام بنى آدم أفضل من عوام الملائكة) وهم غير خواصهم فى أحد القولين وجزم به الصفار والنسفى كلاهما من الحنيفة وذكر البلقينى انه، المختار عند الحنيفة.

(زرقانى على المواهب، ج ٦، ص ١٤٠، ردالمختار، ج ١، ص ٣٨٩)

بشر فرشتوں سے افضل ہیں یا فرشتے بشر سے افضل ہیں، اس میں اختلاف ہے۔ اور تیسرا مذہب توقف کا ہے۔ اور اسی کو کیا الھر اسی علیہ الرحمۃ نے اختیار فرمایا ہے۔ اور یہ اختلاف آقائے دوعالم حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے علاوہ ہیں۔ کیونکہ کوئی فرشتہ مقرب ہو یا کوئی اور مخلوق، ہمارے نبی ﷺ سے افضل نہیں ہو سکتی۔ جیسا کہ فخر الدین رازی، ابن سبکی، سراج بلقینی اور زرکشی نے ذکر کیا۔ زمخشری نے

marfat.com

کشاف کے اندر جو جبرائیل امین کو نبی کریم ﷺ پر فضیلت کا قول لکھا ہے۔ بعض مقاربہ کا ہے اور زمحشری نے اپنے مذہب سے اعراض کرتے ہوئے لکھا ہے کیونکہ تمام معتزلہ، نبی کریم ﷺ کی فضیلت پر متفق (اجماع ہے) ہیں۔ ہاں ان سے ایک گروہ نے اس اجماع کو توڑا اور وہ اس گروہ کے پیچھے چل پڑے مثل رمانی کی۔ ان لوگوں نے جرائیل کو نبی ﷺ پر فضیلت دی۔

جمہور اہل سنت کا قول ہے کہ بنی آدم میں سے خواص یعنی انبیائے علیھم السلام، ملائکہ میں سے خواص (جبریل، میکائل، اسرافیل، عزرائیل اور حملہ عرش) سے افضل ہیں۔ اور وہ چار کا گروہ ہے یا آٹھ کا اور فرشتوں میں سے خواص مقربون، کروبیون اور روحانیون ہیں (روحانیوں کو راء کے ضمہ اور فتحہ دونوں کے ساتھ پڑھا جاتا ہے) اگر راء کے فتح سے پڑھا جائے تو مراد وہ فرشتے ہیں جو عمارتوں اور سایوں میں مقید و محصور نہیں بلکہ آزاد ہیں۔ اور کھلی فضا میں رہتے ہیں۔ اگر "روحانیوں" کو را کے ضمہ کے ساتھ پڑھا جائے تو مراد وہ فرشتے ہیں۔

بعض نے کہا کہ "روحانیون" رحمت کے فرشتے ہیں اور کروبیون عذاب کے۔ کیونکہ کروبیون، کرب سے یہ امام حلیمی اور بیہقی کا قول ہے۔ اور فرشتوں میں سے خواص جبکہ وہ مذکور ہیں عوام بنی آدم سے افضل ہیں۔ اور عوام بنی آدم سے مراد اولیائے بشری ہیں جو کہ انبیاء کے علاوہ ہیں۔

امام تفتازانی علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں یہ عقیدہ بالاجماع بلکہ ضروری ہے کیونکہ جملہ فرشتے معصوم ہیں۔

اور عوام بنی آدم (انبیا علیھم السلام کے علاوہ) عوام ملائکہ سے افضل ہیں یعنی جن فرشتوں کا ذکر پہلے گذر چکا (جبرائیل، میکائیل، عزرائیل، اسرافیل، حملۃ العرش، مقربون، کروبیون اور روحانیون) ان کے علاوہ جتنے فرشتے ہیں، عوام بنی آدم ان سے افضل ہیں۔ امام صفار اور امام نسفی علیھما الرحمۃ نے اسی پر جزم فرمایا اور یہ دونوں حضرات حنفیہ سے ہیں اور سراج البلقینی رحمۃ اللہ علیہ نے کہا حنفیہ کے نزدیک یہی

marfat.com

قول مختار ہے۔ اس لئے ملا علی قاری شرح فقہ اکبر میں اور علامہ محمد حسن سنبھلی "نظم الفرائد شرح نسفی" میں لکھتے ہیں۔

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہٗ حضرات انبیاء و رسل، جبرائیل، میکائیل، اسرافیل عزرائیل، حملۃ العرش اور کروبیون کے بعد تمام مخلوق سے افضل ہیں۔ احناف کا یہی عقیدہ ہے اور اہلسنت و جماعت اسی پر متفق ہیں۔ اس کے بعد امام زرقانی علیہ الرحمۃ لکھتے ہیں۔

(فذهب الذاهبون الى أن الرسل من البشر) الذين يدعون الناس الى الحق ويبلغونهم مانزل اليهم (أفضل من الرسل الملائكة) وهم الذين يتوسطون بين الله وبين الانبياء فهم رسل بمعنى اللغوى لا الاصطلاحى وهوانسان حرذكر اوحى الله اليه بشرع و أمر بتبليغه فلايكونون رسلاً اذ لاشئى من الملائكة بانسان (ولاولياء من البشر) قال السيوطى وهم من عدا الانبياء (أفضل من الاولياء من الملائكة) وهم من عدا خواصهم

(زرقانی علی المواهب، ج ٦، ص ١٤٢)

کچھ لوگوں کا نظریہ یہ بھی ہے کہ بشر میں سے رسول، یعنی جو لوگوں کو حق کی طرف بلاتے ہیں اور نازل کردہ بات لوگوں تک پہنچاتے ہیں، فرشتے کے رسول سے افضل ہیں۔ اور فرشتوں میں سے رسول وہ ہیں جو اللہ عزوجل اور انبیاء علیہ السلام کے درمیان واسطہ بنتے ہیں۔ اور یہ رسول لغوی طور پر استعمال ہوا ہے نہ کہ اصطلاحی طور پر (یعنی اس سے لغوی مراد "پہنچانیوالا" ہیں) پس نبی، آزاد و مذکر انسان ہے جس کی طرف اللہ تعالیٰ شریعت کی وحی فرماتا ہے اور اس کی تبلیغ کا حکم دیتا ہے۔ فرشتے اس طرح کے رسول نہیں اور نہ ہی فرشتوں میں سے کوئی انسان ہے اور انسانوں میں اولیاء (انبیاء و رسل کے علاوہ) فرشتوں میں سے اولیاء سے افضل ہیں (خواص کو چھوڑ کر)

امام فخر الدین رازی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

marfat.com

واعلم ان هذا الكلام مشتمل علی بحثین

البحث الاول: ان الانبیاء علیهم السلام أفضل أم الملائکة وقدسبق ذکر هذا المسئلة بالاستقصاء فی سورة البقرة فی تفسیر قوله تعالی (واذقلنا للملائکة اسجدو الآدم)

البحث الثانی: ان عوام الملائکة وعوام المؤمنین أیهما أفضل منهم من قال بتفضیل المومنین علی الملائکة واحتجوا علیه لماروی عن زیدبن اسلم انهٗ قال، قالت الملائکةربنا انك أعطیت بنی آدم الدنیایأکلون فیها ویتنعمون ولم تعطنا ذالك فاعطنا ذاك فی الآخرة فقال وعزتی وجلالی لاأجعل ذریة من خلقت بیدی کمن قلت لهٗ (کن) فکان. وقال ابوهریرة رضی الله عنه المومن أکرم علی الله من الملائکة الذین عندهٗ هکذا أوردهٗ الواحدی فی البسیط. (تفسیر کبیر، جز ۲۱، ص ۱۶)

یہ بحث (بشر افضل ہیں کہ فرشتے) دو حصوں پر مشتمل ہے۔

بحث اول: فرشتے افضل ہیں یا بشر؟ اس مسئلہ کی تفصیل سورۂ بقرہ کی آیۃ (واذقلنا للملائکة اسجدو الآدم) کی تفسیر میں گذر چکی ہے۔ جیسا کہ زرقانی علیہ الرحمۃ کی تصریح میں گذر چکا کہ فخر الدین رازی کے عقیدہ کے مطابق نبی اکرم ﷺ تمام جہانوں سے افضل ہیں۔ یہاںتک فرشتوں سے بھی۔

بحث دوم: رہا یہ سوال کہ عوام ملائکہ اور عوام مومنین میں سے کون افضل ہیں؟ جو عوام مومنین کو افضل قرار دیتے ہیں ان کی دلیل یہ حدیث شریف ہے جو زید بن اسلمؓ سے مروی ہے۔ آپؓ فرماتے ہیں فرشتوں نے بارگاہ صمدیت میں عرض کی: اے ہمارے رب! تو نے آدم کی اولاد کو دنیا عطا فرمائی، وہ اس میں سے کھاتے ہیں اور عیش وعشرت کی زندگی بسر کرتے ہیں جبکہ تو نے ہمیں دنیا عطا نہیں کی (ہمارا سوال ہے کہ) ہمیں بھی ان کے بدلے میں آخرت عطا فرما۔ اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا "مجھے اپنی

marfat.com

عزت و جلال کی قسم وہ بنی آدم جس کو اپنے ہاتھ سے پیدا کیا، اس کی مثال وہ کہاں جسے میں "کن" (ھو جا) کہہ کر پیدا کیا اور وہ پیدا ہو گیا۔

یہ بڑا اعزاز ہے کہ رب ذوالجلال نے اولاد آدم کو آخرت میں بھی عزت عطا فرمائی۔ اور حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں مومن اللہ کے نزدیک فرشتوں سے اکرم (زیادہ عزت والا) ہے۔

اسی طرح واحدی نے (بسیط) میں تحریر فرمایا۔

معلوم ہوا احناف کا عقیدہ معتدل و متوسط ہے کیونکہ بعض کے نزدیک بشر مطلقاً افضل ہے اور بعض کے نزدیک فرشتے مطلقاً افضل ہیں۔ اہل سنت اور خصوصا احناف کا عقیدہ بھی متوسط و معتدل ہے۔ تمام فرقے افراط و تفریط کا شکار ہو گئے، اعتدال اھل سنت و جماعت کا ہی حصہ ہے۔ خدائے عزوجل ہمیں اس جماعت کے دامن سے وابستہ رہنے کی توفیق عطا فرمائے۔ (امین)

قاضی ثناء اللہ پانی پتی علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں :

والتحقيق عوام المومنين اى الصالحين منهم وهم اولياء الله أفضل من عوام الملائكة واما غير الاولياء من المومنين فبعد ما يمحصون من الخطايا أمابالمغفرة وأمابالعقاب بقدر ذنوبهم ويدخلون الجنة يلتحقون بالاولياء. خواص المومنين وهم الانبياء عليهم السلام أفضل من خواص الملائكة قال الله عزوجل (ان الذين امنوا وعملوا الصالحات اولئك هم خير البرية) وروى عن ابى هريرة رضى الله عنهٗ انه قال المومن أكرم على الله من الملائكة الذين عنده كذاذكرهٗ البغوى ويؤيدهٗ حديث جابر رضى الله عنه يرفعهٗ قال لما خلق الله آدم وذريتهٗ قالت الملائكة يارب خلقهم يأكلون ويشربون وينكحون ويركبون فاجعل لهم الدينا ولنا الآخرة فقال الله تعالى لاأجعل من خلقتهٗ بيدى ونفخت فيه من روحى كمن قلت لهٗ كن فكان .

رواء البيهقى فى شعب الايمان (تفسير مظهرى، ج ٥، ص ٤٥٩)

marfat.com

ترجمہ: عوام مومنین سے صالحین یعنی اولیاء اللہ، عوام ملائکہ سے افضل ہیں۔ لیکن مومنین میں سے غیر اولیاء اپنے گناہوں سے پاک ہونے کے بعد، خدا تعالیٰ کی مغفرت یا اپنے گناہوں کی سزا بھگتنے کے بعد جنت میں داخل ہوں گے تو اولیاء کے ساتھ مل جائیں گے۔ اور خواص المومنین یعنی انبیاء علیھم السلام خواص ملائکہ سے افضل ہیں بقول عزوجل "ان الذین آمنوا وعملوا الصالحات اولئك هم خير البرية"

اور حدیث شریف میں مذکور ہے جسے حضرت ابو ہریرۃ رضی اللہ عنہ نے روایت کیا کہ مومن، اللہ کے نزدیک فرشتوں سے افضل ہے اور اس کی تائید میں وہ حدیث درج فرمائی جسے حضرت جابرؓ نے مرفوعاً ذکر کیا۔ فرمایا

حضرت آدم علیہ السلام اور ان کی اولاد کو اللہ تعالیٰ نے پیدا فرمایا تو فرشتوں نے عرض کی اے رب! تو نے ان کو پیدا فرمایا، وہ کھاتے پیتے ہیں، نکاح کرتے ہیں اور سواری وغیرہ بھی کرتے ہیں، اگر ان کے لئے تو نے دنیا بنائی ہے تو ہمارے لئے آخرت بنا (یعنی یہ سب کچھ عطا کر) جواباً اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا، جن کو میں نے اپنے ہاتھ سے بنایا اور ان میں اپنی روح پھونکی کیسے ان کے برابر کردوں جن کو کن کہہ کر بنایا۔ اس کو بیہقی نے شعب الایمان میں روایت فرمایا۔

مزید تحریر فرماتے ہیں:

وذا لاينافى ماقال أهل السنة والجماعة فى كتب العقائد ان الخواص منهم فضلوا على كل ملك حتى خواصيهم وبه فضلهم على الملائكة انهم مجبولون على الطاعة فيهم بلاشهوة وفى البهائم شهوة بلاعقل وفى الانسان عقلهٗ وشهوتهٗ فمن عمل مقتضى عقله وترك الشهوة جاهدفى الله حق جهاده

(تفسیر مظهری، ج ٥، ص ٤٥٩)

ترجمہ: اور یہ بات اہل سنت کے عقائد میں سے اس عقیدہ کے منافی نہیں کہ بشر میں سے خواص ہر فرشتے پر حتی کہ ان کے خواص پر بھی فضیلت دیے گئے ہیں اور اس سوال کے متعلق کہ فرشتوں پر ان کی فضیلت کی وجہ کیا ہے؟ فرماتے ہیں،

marfat.com

فرشتے اپنی جبلت پر پیدا کیے گئے ہیں اور وہ ہے ہر وقت اللہ تعالیٰ کی اطاعت کرنا کیونکہ ان میں عقل ہے مگر شہوت نہیں۔ اور چوپایوں میں شہوت ہے، عقل نہیں۔ جبکہ انسان میں عقل بھی ہے اور شہوت بھی۔ پس جس شخص نے بتقضائے عقل عمل کیا اور شہوت پر قابو پالیا تو اس نے اللہ تعالیٰ کی راہ میں جہاد کرنے کا حق ادا کر دیا۔

وجہ ظاہر ہے کہ فرشتے تو شہوت سے خالی ہیں مگر انسان جو عقل و شہوت سے مرکب ہے۔ اگر اطاعت الٰہی کرے گا تو ضرور فرشتوں سے افضل ہو گا۔ کیونکہ اس نے شہوت پر قابو پا کر رب تعالیٰ کی فرمانبرداری کا دم بھرا۔

سید محمود آلوسی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں۔

ثم ان مسئلة التفضيل مختلف فيها بين اهل السنة منهم من ذهب الى تفضيل الملائكة وهومذهب ابن عباس رضى الله عنهما وأختارهُ الزجاج على ماروِاهُ الواحدى فى البسيط و منهم من فضل فقال ان الرسل من البشر أفضل مطلقاً ثم الرسل من الملائكة على من سواهم من البشر والملائكة ثم عموم الملائكة على عموم البشر وهذا ما عليه أصحاب الامام أبى حنيفة عليه الرحمة و كثير من الشافعية والأشعرية

(روح المعانی، جز ۱۵، ص ۱۱۹)

ترجمہ: مسئلہ تفضیل میں اختلاف ہے۔ اہل سنت میں سے بعض اس طرف گئے ہیں کہ فرشتے افضل ہیں اور یہ مذہب ابن عباس رضی اللہ عنہما کا ہے۔ زجاج نے بھی اسے اختیار کیا ہے۔ جیسا کہ واحدی نے "بسیط" میں اس کو روایت کیا۔ بعض نے تفصیل بیان کرتے ہوئے کہا کہ بشر میں سے رسول مطلقاً افضل ہیں پھر فرشتوں میں سے رسول، انبیاء و رسل علیہم السلام کے علاوہ، باقی بشر سے افضل ہیں اور تمام فرشتوں سے بھی۔ پھر عام فرشتے عام بشر سے افضل ہیں۔ اس عقیدہ پر امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ کے اصحاب رحمہم اللہ ہیں شافعیوں اور اشعریوں سے بھی اکثر اسی عقیدہ پر ہیں۔

علامہ محمود آلوسی رحمہ اللہ کی تصریح سے ثابت ہوا کہ انبیاء و رسل مطلقاً فرشتوں سے

marfat.com

اَفضل ہیں۔ جس میں کوئی ریب و شک نہیں۔ اختلاف صرف عوام فرشتوں اور عوام مومنین میں ہے۔ جیسا کہ زرقانی علیہ الرحمہ کا قول آپ نے ملاحظہ فرمایا۔ حنفیوں میں سے امام صغار و نسفی رحمۃ اللہ علیہما اور بقول سراج البلقینی حنفیہ کا یہی عقیدہ ہے کہ صحابہ کرامؓ عوام فرشتوں سے افضل ہیں۔ اور یہی عقیدہ اہل سنت کا ہے۔ متاخرین میں سے ملا علی قاریؒ بھی اسی طرف گئے ہیں۔ فرماتے ہیں۔

ومنها تفضيل الملائكة فخواصم أفضل بعد الانبيا عليهم السلام من عموم الاولياء والعلماء رضى الله عنهم وأفضلهم جبرائيل كمافى الحديث. رواهُ الطبرانى . وعامة الملائكة أفضل من عامة المومنين لكونهم مجرمين والملائكة معصومين . (شرح فقه اكبر، ص ١٤٢)

ترجمہ: مسائل اعتقادیہ میں سے ایک مسئلہ فرشتوں کی افضلیت کا ہے۔ خاص ملائکہ کو انبیاء کے بعد عام اولیاء اور علماء پر فضیلت ہے۔

یعنی مقرب فرشتے، اولیاء و علماء سے افضل ہیں۔ اور ان سب میں سے جبرائیل امین افضل ہیں اور عام فرشتے، عام مومنین سے افضل ہیں کیونکہ یہ معصوم نہیں جبکہ فرشتے معصوم ہیں۔

امام زرقانی علیہ الرحمۃ کی بھی یہی رائے ہے۔

وقد أجمع جمهور العلماء من السلف والخلف على انهم اى الصحابة خير خلق الله وأفضلهم بعد النبيين وخواص الملائكة المقربين خلافا لمن قال بتفضيل الملك على العشر مطلقًا (زرقانى، ج ٧ ص ٢٩)

ترجمہ: جمہور علمائے سلف و خلف اس بات پر متفق ہیں کہ صحابہ کرامؓ، انبیاء کرام اور خواص ملائکہ کے بعد تمام مخلوق سے بہتر اور اَفضل ہیں۔ یہ بات ان لوگوں کے نظریہ سے مختلف ہے جو کہتے ہیں فرشتے مطلقاً بشر سے افضل ہیں۔

امام قسطلانی اور امام زرقانی علیہما الرحمۃ کی تصریح سے ثابت ہوا صحابہؓ عامہ

marfat.com

فرشتوں سے افضل ہیں اس پر سلف وخلف میں سے تمام علماء کا اتفاق ہے۔

علامہ محمد حسن سنبھلی رحمۃ اللہ علیہ نے نظم الفرائد فی شرح العقائد نسفی" میں فرمایا کہ حضرت ابوبکر صدیقؓ حضرات انبیاء ورسل علیھم السلام اور تمام مقرب فرشتوں کے بعد تمام مخلوق سے افضل ہیں جس کی توضیح کرتے ہوئے انہوں نے چند تصریحات نقل کی ہیں، جس سے ثابت ہوتا ہے کہ ہمارے نبی اکرم ﷺ علی الاطلاق جملہ مخلوق سے افضل ہیں اور ان کے بعد جملہ انبیاء ورسل عظام افضل ہیں اور ان کے بعد جبرائیل امین، پھر دوسرے مقرب فرشتے، پھر حملۃ العرش پھر روحانیون و کروبیون اور ان کے بعد حضرت ابوبکر صدیقؓ اور پھر تمام صحابہ کرام رضوان اللہ اجمعین (واللہ اعلم بالصواب)

افضلیت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ بزبان علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ

جو بھی مرویات حضرت علی رضی اللہ عنہ پیش کر رہا ہوں، کوشش کروں گا کہ بمعہ سند پیش کروں کیونکہ سند میزان الحدیث ہے اور اصحاب نقد بھی اس میزان کی بناء پر حدیث کے صحت و سقم کو پرکھتے ہیں۔ پھر اس کے بعد صحیح وضعیف، متصل ومنفصل، موقوف ومقطوع ہونے کے اعتبار سے اس حدیث کی فنی حیثیت بیان کرتے ہیں۔

(۱) أخبرنا الامام والدی أخبرنا ابن البصری الحافظ حدثنا عبدالعزیز بن علی الازجی ببغداد حدثنا ابوبکر بن عمربن محمدبن السری بن سھل حدثنا الحسن بن محمد البزاز حدثنا الحسن بن سواده حدثنا محمد بن مسلم العبدی حدثنا ابومعاویة عن سعدبن طریف عن الأصبغ بن نباته عن علی بن ابی طالب قال قال رسول اللہ ﷺ الحدیث قال حجر بن العسقلانی أخبرنا اعلی عن ھذا الشیخ ابوعلی الحداد أخبرنا ابو نعیم

marfat.com

الحافظ حدثنا محمد بن حمید حدثنا الحسن بن عمرالبزار حدثنا علی بن سؤادة مثلہٗ عن علی ابن ابی طالبؓ قال قال رسول اللہ ﷺ

ماولدفی الاسلام مولود أفضل ولاأز کی ولا أعدل من ابی بکر و عمر رضی اللہ عنھما

ترجمہ : حضرت علی رضی اللہ عنہٗ فرماتے ہیں رسول اکرم ﷺ نے فرمایا، حضرت ابو بکر و عمر رضی اللہ عنھما جیسا اَفضل، متقی و پرہیز گار اور بہت زیادہ عدل کرنے والا اسلام میں کوئی اور پیدا نہیں ہوا۔ (فردوس الأخبار، ج ۳ ص ۴۰۲)

(۲) **عن علی ابن ابی طالبؓ قال قال رسول اللہ ﷺ لولا ابوبکر الصدیق** (رضی اللہ عنہٗ) **لذھب الاسلام** (فردوس الاخبار، ج ۳ ص ۴۰۲

حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا! اگر حضرت ابو بکر صدیق (رضی اللہ عنہ) نہ ہوتے تو اسلام جاتا رہتا۔

چونکہ یہ حدیث بلا سند منقول ہے لہذا اسی طرح ذکر کر دی ہے۔

(۳) **حدثنا محمد بن مالك حدثنا ابن الاعرابی حدثنا الحسن بن محمد الزعفرانی حدثنا یزید بن هارون وابو قطن وابوعبادة ویعقوب الحضری واللفظ یزید قالو احدثنا محمد بن طلحة عن ابی عبیدة بن الحکم بن مجل قال علی رضی اللہ عنه لایفضلنی أحد علی ابی بکر و عمر الاجلدته حدا المفتری.** (الاستیعاب لابن البر علی الاصابه، ج ۲ ، ص ۲۵۳)

حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا کوئی مجھے حضرت ابو بکرؓ اور عمر فاروقؓ، پر فضیلت نہ دے۔ جس نے مجھے ان دونوں پر فضیلت دی میں اس پر وہ حد جاری کروں گا جو بہتان لگانے پر کی جاتی ہے (یعنی جتنے کوڑے کسی پر بہتان لگانے والے کو لگائے جاتے ہیں)

شیعہ حضرات کیلئے لمحہ فکر یہ ہے کہ ان کے امام تو عمر فاروق اور صدیق اکبر

marfat.com

رضی اللہ عنہما پر فضیلت دینے والے کے متعلق ارشاد فرمار ہے ہیں کہ اس پر مفتری کی حد قائم کروں گا۔ اور یہ ان صاحبین کے ایمان کے بارے میں بھی متردد ہیں۔ کیسی عجیب بات ہے!

(۴) حدثنا خلف بن قاسم وعلی بن ابراهیم قالا حدثنا الحسن ابن الرشیق حدثنا علی بن سعید بن نضیر ابو کریب حدثنا عبید بن الحسان الصیدلانی حدثنا مسعر بن کدام عن عبدالملك بن میسرة عن نزال بن سبرة عن علی ابن ابی طالب قال خیر هذه الامة بعد نبیها ابوبکر و عمر رضی الله عنهما. (الاستیعاب، ج ۲ ص ۲۵۲)

نزال بن میسرہ سے روایت ہے کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ بیان فرماتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ کے بعد اس امت میں حضرت ابو بکر صدیق اور عمر فاروق رضی اللہ عنہما افضل ہیں۔

(۵) أخبرنا احمد بن عثمان بن المقری اخبرنا ابورشید عبدالکریم بن احمد بن منصور بن محمد بن سعید اخبرنا ابومسعود سلیمان بن ابراهیم بن محمد حدثنا ابوبکر احمد بن مردویه حدثنا محمد بن سلمان المالکی حدثنا یوسف بن محمد بن یوسف الواسطی حدثنا محمد بن ابان الواسطی حدثنا شریك بن عبدالله النخعی عن ابی بکر الهذلی عن الحسن البصری عن علی بن ابی طالب قال قدم رسول الله ﷺ أبابکر فصلی بالناس وانی لشاهد غیر غائب وانی لصیحح غیر مریض ولوشاء ان یقدمنی لقد منی فرضینا لدنیانا من رضیهٗ الله ورسولهٗ لدیننا. (أسدالغابة فی معرفة الصحابة، ج ۳ ص ۲۲۱)

حضرت حسن بصری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا۔ امامت کیلئے نبی اکرم ﷺ نے حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کو آگے کیا اور میں حاضر تھا، غائب نہیں تھا، بالکل تندرست تھا کوئی بیماری مجھے لاحق نہ تھی۔ اگر نبی اکرم ﷺ چاہتے تو مجھے امامت کیلئے ارشاد فرماتے (مگر ایسا نہیں ہوا) پس

marfat.com

ہم نے اپنی دنیا۔کے معاملات کیلئے ان لوگوں کو پسند کر لیا ہے (مراد خلافت) جنہیں نبی اکرم ﷺ نے ہمارے دین کیلئے پسند فرمایا۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ کے واضح الفاظ اور آپؓ کا روشن کلام اس بات کو ظاہر کرتا ہے کہ حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ آپؓ سے افضل ہیں۔ ورنہ بغیر کسی بیماری اور علت کے نبی کریم ﷺ نے حضرت علیؓ کو نہیں بلکہ صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کو امامت کیلئے منتخب فرمایا۔ جس سے پتہ چلتا ہے ارادۂ مصطفیٰ ﷺ کے اندر ارادۂ خدا شامل تھا اور یہی خداوند کریم کی رضا تھی۔

یہ حدیث شریف ظاہر کرتی ہے کہ حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ خلافت کے اہل تھے اور حضرت علی رضی اللہ عنہ نے آپؓ کی خلافت کو تسلیم کیا ہے۔ چونکہ امامت افضل کا حق ہے لہذا حضرت علی رضی اللہ عنہ کی موجودگی کے باوجود حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کو مصلیٰ امامت پر کھڑا کرنا اس بات کی دلیل ہے کہ وہ سب سے افضل ہیں۔ جبکہ علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ بیمار بھی نہ تھے اور کوئی مجبوری بھی آپؓ کو لاحق نہ تھی۔ صرف منشائے حبیب خدا ﷺ یہی تھا کہ امامت کیلئے "صدیق" آگے بڑھے۔ اور یہی سبقت انہیں خلافت میں بھی مقدم کرتی ہے۔

(۶) حدثنا عباس بن الفضل الاسقاطی حدثنا موسی بن اسماعیل حدثنا حماد بن سلمه عن علی بن الحکم عن ابی عثمان عن ابی موسی ان علیا رضی الله عنهٗ قال الاخبر کم بخیر هذه الامة بعد نبیها قالوا بلی قال ابوبکر رضی الله عنه ثم قال الأخبر کم بخیر هذه الامة بعد ابی بکر قالوا بلی قال عمر رضی الله عنهٗ ولوشئت لاخبرتکم بالثالث. وقال صاحب مجمع الزوأهد رجالهٗ رجال صحیح. (معجم کبیر للطبرانی، ج ۱ ص ۱۰۷)

حضرت ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا: کیا میں تمہیں نبی کریم ﷺ کے بعد اس امت کے افضل ترین شخص کے بارے میں نہ بتاؤں؟ انہوں نے کہا کیوں نہیں ضرور بتائیے۔ فرمایا نبی اکرم ﷺ

marfat.com

کے بعد افضل ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ ہیں۔ پھر ارشاد فرمایا کیا تمہیں یہ نہ بتادوں کہ ابوبکر کے بعد کون افضل ہے؟ عرض کی، ضرور بتائیے، فرمایا ان کے بعد عمر فاروق رضی اللہ عنہ سب سے افضل ہیں۔ اور اگر میں چاہتا تو تمہیں تیسرے شخص کے بارے میں بھی بتاتا جو نبی اکرم ﷺ اور ابوبکر و صدیق و عمر فاروق رضی اللہ عنہما کے بعد افضل ہے۔

صاحب مجمع الزوائد اس حدیث کے متعلق لکھتے ہیں۔

''رجالہ رجال صحیح''

(۷) حدثنا علی بن عبدالعزیز حدثنا ابونعیم حدثنا هارون بن سلیمان الفراء مولی عمرو بن حریث عن علی رضی الله عنه انه قاعدا علی المنبر فذکر ابابکر و عمر رضی الله عنهما فقال ان خیر هذه الامة بعد نبیها ﷺ ابوبکر و الثانی عمر رضی الله عنه و لو أشاء ان اذکر الثالث ذکرتهٗ.

(معجم کبیر للطبرانی، ج ۱ ص ۱۰۷)

عمرو بن حریث رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ منبر پر جلوہ افروز ہوئے تو حضرت ابوبکر و عمر فاروق رضی اللہ عنہما کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا۔ اس امت میں سب سے بہتر اور افضل بعد از نبی محترم ﷺ حضرت ابوبکر اور حضرت عمر فاروق (رضی اللہ عنہما) ہیں۔ اگر میں چاہتا تو تیسرے کا ذکر بھی ضرور کر دیتا۔

یہ دونوں احادیث جن کو امام طبرانی نے تخریج فرمایا اور اس کی سند میں تمام رجال، رجال صحیح ہیں، اس بات کی دلیل قوی ہیں کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کی نظر میں حضرت ابوبکرؓ اور عمر فاروقؓ افضل ہیں۔ اور اسے حضرت علی رضی اللہ عنہ کی عاجزی پر محمول نہیں کیا جاسکتا کیونکہ آپؓ نے فرمایا کہ جو مجھے ان پر فضیلت دے گا میں اسے کوڑے لگاؤں گا۔ اور یہ سزا بلاوجہ نہیں دی جاسکتی کیونکہ عدل کے منافی ہے۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ کی نظر میں صدیق اکبر اور عمر فاروق رضی اللہ عنہما کی

marfat.com

افضلیت کا انکار، بہتان ہے۔ جس پر آپؓ حد جاری کرنے کا عندیہ دے رہے ہیں۔

عجیب بات ہے منبر رسول ﷺ پر بیٹھ کر اللہ تعالیٰ کے محبوب بندے تو کہیں شیخین افضل ہیں اور لوگ انہیں صاحب ایمان ہی تسلیم نہ کریں (نعوذ باللہ) یہ حضرت علیؓ کی تنقیص شان ہے کہ آپ منبر پر بیٹھ کر ایسے لوگوں کی تعریف کر رہے ہیں جو ارتداد کی موت مرے۔ **نعوذ بالله من هذه الهفوات۔**

(٨) حدثنا شريك عن ابی اسحاق عن ابی جحيفة قال ، قال علی رضی الله عنهٗ خير هذه الامة بعدنبيها ابوبكر و بعد ابی بكر عمر رضی الله عنهما ولو شئت ان أحدثكم بالثالث لفعلت. (مصنف ابن ابی شیبة، ج١٢، ص ١٤)

حضرت ابو جحیفہ نے روایت کی کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا: نبی اکرم ﷺ کے بعد اس امت میں افضل و بہترین شخص ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ ہیں اور آپ کے بعد حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ اور اگر میں چاہتا تو تیسرا بھی بیان کر دیتا۔

(٩) حدثنا منذر عن شعبة عن عمرو بن مرة عن عبدالله بن سلمة عن علی رضی الله عنه قال الأخبر كم بخير هذه الامة بعد رسول الله ﷺ ابوبكر و عمربن الخطاب (مصنف ابن ابی شیبه، ج ١٢ ، ص ١٩)

عبد اللہ بن سلمہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضرت علی رضی اللہ عنہٗ نے فرمایا کیا میں تمہیں خبر نہ دوں کہ رسول اکرم ﷺ کے بعد اس امت کے افضل و بہتر حضرت ابو بکر صدیق اور عمر بن خطاب رضی اللہ عنہما ہیں۔

ان مندرجہ بالا دونوں احادیث کو امام بخاری کے استاد ابو بکر بن ابی شیبہ نے اپنی مصنف میں تخریج فرمایا اور یہ دونوں اس بات کی دلیل ہیں کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے افضلیت حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ اور آپ کے بعد عمر فاروق رضی اللہ عنہ کی تصدیق فرمائی۔ امت مسلمہ کو تسلیم کئے بغیر چارہ نہیں ورنہ امام المسلمین کا کذب لازم آئے گا۔ اور آپ کو ماننے والوں کیلئے راستہ تلاش کرنا دشوار ہو جائے گا۔

marfat.com

(۱۰) ، عبدالله حدثنا صالح بن عبدالله الترمذی حدثنا حماد عن عاصم حدثنا عبید الله القواریری حدثنا حماد قال القواریری فی حدیثه حدثنا عاصم بن ابی النجود عن ذریعنی ابن جیش عن ابی جحیفة قال سمعت علیا رضی الله عنه یقول الااخبر کم بخیر هذه الامة بعد نبیها ابوبکر ثم قال الااخبر کم بخیر هذه الامة بعد ابی بکر عمر رضی الله عنهٗ. (مسند احمد، ج ۱، ص ۱۰۹)

حضرت ابوجحیفہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے میں نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے سنا، فرماتے ہیں کیا تم کو خبر نہ دوں کہ نبی کریم ﷺ کے بعد افضل کون ہے؟ (پھر خود ہی فرمایا) حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ۔ پھر فرمایا کیا تمہیں نہ بتاؤں کہ ان کے بعد کون افضل ہے؟ فرمایا ابوبکرؓ کے بعد عمر فاروقؓ افضل ہیں۔

(۱۱) عبدالله حدثنی ابو صالح هدیة بن عبدالوهاب بمکة حدثنا محمد بن عبیدالطانسی حدثنا یحی بن ایوب البجلی عن الشعبی عن وهب السوائی قال خطبنا علی رضی الله عنهٗ فقال من خیر هذه الامة بعد نبیها فقلت أنت امیر المومنین قال لا، خیر هذه الامة بعد نبیها ابوبکر ثم عمر رضی الله عنهما وما نبعدان السکینة تنطق علی لسان عمر رضی الله عنهٗ

(مسند احمد، ج ۱، ص ۱۰۹)

وھب السوائی سے روایت ہے کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے ہمیں خطبہ ارشاد فرمایا اور کہا نبی اکرم ﷺ کے بعد اس امت کا افضل و بہترین کون ہے؟ میں نے عرض کیا: اے امیر المومنین! آپ ہیں فرمایا: "نہیں"۔ اس امت میں بعد از نبی کریم ﷺ افضل و بہترین حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ ہیں اور پھر عمر فاروق رضی اللہ عنہ۔ ہم اس بات کو بعید نہیں سمجھتے کہ "سکینہ" حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کی زبان پر ہے۔

اور امام احمد نے مسند میں "بطریق حبیب بن ابی ثابت عن عبد بر ھمدانی" اس حدیث کی تخریج فرمائی۔

(مسند احمد، ج ۱، ص ۱۱۶)

marfat.com

(۱۲) عبداللہ حدثنی ابی حدثنا اسماعیل بن ابراهیم انبانا منصور بن عبدالرحمن یعنی الغذالی الأشل عن الشعبی حدثنی ابو جحیفة الذی کان علی یسمیه وهب الخیر قال قال علی رضی اللہ عنهٗ یا ابا جحیفة الاأخبرك بأفضل هذه الامة بعد نبیها قال قلت بلی قال ولم اکن أریٰ احداً افضل منه قال أفضل هذه الامة بعد نبیها ابوبکر و بعد ابی بکر رضی الله عنهما عمرؓ و بعد هما آخر ثالث ولم یسمهٗ. **(مسند احمد، ج ۱، ص ۱۰۹)**

ابو جحیفہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے جنہیں حضرت علی رضی اللہ عنہ وھب الخیر کے نام سے پکارتے تھے۔ فرماتے ہیں: حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا: اے جحیفہ! کیا میں تجھ کو نبی اکرم ﷺ کے بعد افضل شخص کے متعلق نہ بتاؤں؟ عرض کیا: ہاں اے امیر المومنین! حضرت جحیفہ فرماتے ہیں: میں حضرت علی رضی اللہ عنہ سے بہتر کسی کو نہیں سمجھتا تھا۔ آپؓ نے ارشاد فرمایا نبی اکرم ﷺ کے بعد اس امت کا افضل حضرت ابوبکر اور ان کے بعد عمر فاروق رضی اللہ عنھما ہیں اور ان دونوں کے بعد تیسرے شخص کا نام حضرت علیؓ نے ذکر نہیں فرمایا۔

(۱۳) عبداللہ حدثنا ابوبکر بن شیبة حدثنا شریك عن ابی اسحاق عن ابی جحیفة قال، قال علی رضی الله عنهٗ خیر هذه الامة بعد نبیها ابوبکر وبعدابی بکر عمر رضی الله عنهما ولوشئت اخبرتکم بالثالث لفعلت.

(مسند احمد، ج ۱، ص ۱۰۹)

حضرت ابو جحیفہؓ سے روایت ہے حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا: نبی اکرم ﷺ کے بعد اس امت سے افضل و بہتر ابوبکر اور ان کے بعد عمر فاروق رضی اللہ عنھما ہیں اور اگر میں چاہتا تو تمہیں تیسرے کے متعلق بھی بیان کرتا۔

(۱۴) عبداللہ حدثنا منصور بن ابی مزاحم حدثنا خالد الزیات حدثنی عون بن ابی جحیفه قال کان ابی من شرط علی رضی الله عنه و کان تحت

marfat.com

المنبر فحدثني أبي انهٗ صعد المنبر يعني عليا رضي الله عنهٗ فحمد الله تعالیٰ وأثنی علیه وصل علی النبی ﷺ وقال خير هذه الامة بعد نبيها ابوبكر والثاني عمر رضي الله عنهما وقال يجعل الله الخير حيث أحب.

(مسند احمد، ج ۱ ص ۱۰۹)

عون بن ابی جحیفہ فرماتے ہیں : میرے والد گرامی حضرت علی رضی اللہ عنہ کے سپاہیوں میں سے تھے اور آپؓ کے سامنے منبر کے قریب بیٹھتے تھے۔ والد گرامی نے بتایا کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ منبر پر جلوہ افروز ہوئے، اللہ تعالیٰ کی حمد و ثنا بیان فرمائی اور نبی اکرم ﷺ پر درود و سلام بھیجا اور فرمایا رسول اکرم ﷺ کے بعد اس امت میں افضل ابو بکر اور ان کے بعد عمر فاروق رضی اللہ عنہما ہیں۔ اور فرمایا اللہ تعالیٰ جہاں بھلائی کو بہتر سمجھتا ہے رکھ دیتا ہے۔

یہ پانچ احادیث ہیں جنہیں امام احمد رضی اللہ عنہ نے اپنے مسند میں تخریج فرمایا ہے، ان میں سے ایک حدیث مصنف ابن ابی شیبہ میں ہے جس کا تذکرہ ہو چکا ہے۔ ان تمام احادیث کے راوی ایک ہیں لیکن باعتبار طرق مختلف ہیں۔ اگر یہ حدیث ایک ہی ہوتی تو امام احمد رضی اللہ عنہ اس کا تکرار نہ فرماتے۔ آپ کا بالتکرار اس حدیث پاک کو بیان کرنا اس امر کی طرف اشارہ ہے کہ اس کی روایت کے طریقے مختلف ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ تمام احادیث میں الفاظ بھی مختلف استعمال ہوئے اگرچہ معنی کے اعتبار سے ان میں کچھ فرق نہیں۔ علم روایت کے ماہرین اس سے بخوبی واقف ہیں۔ میں تو ان علمائے اعلام کا ایک ادنی متعلم ہوں۔ جب ایک حدیث بطریق متعددہ مروی ہو تو قوی ہو جاتی ہے۔ بہر حال مقصد یہ ہے کہ شیعہ حضرات حضرت رضی اللہ عنہ کو تمام صحابہؓ سے افضل سمجھتے ہیں لیکن خود علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ اپنی فضیلت کا انکار فرما رہے ہیں۔ اور بر سر منبر علی الاعلان فرما رہے ہیں کہ مجھے سب سے افضل نہ سمجھنا بلکہ آنحضرت ﷺ کے بعد امت کے بہترین اور افضل شخص حضرت ابو بکر اور ان کے بعد

marfat.com

عمر فاروق رضی اللہ عنھما ہیں۔ آخری حدیث شریف کے آخری الفاظ پر غور فرمائیں تو واضح ہو گا کہ یہ فضیلت اللہ تعالیٰ کی عطا ہے جسے چاہتا ہے اور جسے محبوب رکھتا ہے اسے سب سے زیادہ خیر عطا فرما دیتا ہے۔ یعنی افضلیت اللہ تعالیٰ کی نوازش اور رحمت ہے جسے وہ محبوب رکھے اسے افضل بنادے۔

پس جو حضرت علی رضی اللہ عنہ کی محبت اور غلامی کا دعویٰ کرتا ہے اسے آپؓ کے ان اقوال پر تہہ دل سے عمل کرتے ہوئے فضیلت ابوبکر رضی اللہ عنہ کو تسلیم کرنا چاہیے، یہی سیدنا رضی اللہ عنہ کا فیصلہ ہے جسے وہ فضل خدا کے نام سے پکار رہے ہیں۔

(۱۵) حدثنا محمد بن كثير أخبرنا سفيان حدثنا جامع بن ابى راشد حدثنا ابو ليلى عن محمد بن الحنفية رضى الله عنه قال قلت لأبى اى الناس خير بعد رسول الله ﷺ قال ابوبكر قلت ثم من قال ثم عمر وخشيت أن يقول عثمان قلت ثم انت قال ماأنا الا رجل من المسلمين.

(بخاری شریف، مناقب ابوبکر صدیقؓ، عمدۃ القاری، ج ۱٦، ص ۱۸٦)

حضرت محمد بن حنفیہؒ سے روایت ہے۔ فرماتے ہیں: میں نے اپنے والد گرامی (یعنی حضرت علیؓ) سے عرض کیا کہ رسول اکرم ﷺ کے بعد افضل کون ہے؟ فرمایا: "ابوبکر" میں نے عرض کیا پھر کون ہے؟ فرمایا "عمر" اور میں ڈر گیا کہ یہ کہیں "عثمان" (لہذا) میں نے عرض کیا پھر ان کے بعد تو آپ افضل ہیں؟ فرمایا "نہیں میں تو مسلمانوں میں سے ایک آدمی ہوں (آپ نے کسر نفسی اور تواضع اختیار فرمائی)

صاحب عمدۃ القاری فرماتے ہیں کہ محمد بن حنفیہ کے خوفزدہ ہونے کی کیا وجہ ہے؟ شاید یہ ہے آپ کے گمان میں حضرت عثمانؓ حضرت علیؓ سے افضل ہوں اسی بنا پر آپ کو خوف لاحق ہوا کہ کہیں جواب میں "عثمان" نہ کہہ دیں۔

علامہ بدر الدین عینی علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں کہ اہل سنت میں سے کچھ لوگ حضرت علیؓ کو حضرت عثمانؓ پر فضیلت دیتے ہیں مگر اکثر اس کے خلاف ہیں۔

marfat.com

عنقریب اس کی تفصیل آئے گی۔

نوٹ : محمد بن حنفیہ، محمد بن علی ابن ابی طالب ہیں اور آپ کی کنیت ابو القاسم ہے لیکن والدہ کی طرف نسبت کرتے ہوئے وہ محمد بن حنفیہ کے نام سے مشہور ہیں۔ اور آپ کی والدہ یمامہ کے قیدیوں میں سے تھیں، ان کا پورا نام خولہ بنت جعفر بن قیس بن سلمہ بن ثعلبہ بن یربوع بن ثعلبہ بن دوئل بن حنفیہ ہے۔ آپ ۶۵ برس کی عمر میں ۸۱ھ میں مدینہ شریف کی ایک پہاڑی رضویٰ میں فوت ہوئے اور بقیع میں آپ کو دفن کیا گیا۔

آپ نے افضلیت ابو بکر رضی اللہ عنہ پر ۱۵ احادیث ملاحظہ فرمائیں جو نص کی حیثیت رکھتی ہیں، جن پر اعتقاد ضروری ہے۔ اسی لئے ایک جماعت کبیر کا اتفاق ہے کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے خود فرمایا کہ حضرت ابو بکرؓ سب سے افضل ہیں۔

صرف محبت کی بنا پر چار خلفاء کو ایک دوسرے پر ترجیح دینا کیسا؟

امام زرقانی فرماتے ہیں :

(فان قلت من اعتقدفی الخلفاء الاربعة الافضلية على الترتيب المعلوم ولكن محبتهٗ لبعضهم تكون أكثر هل يكون آثمابهٖ أم لا) يأثم بذالك لان المحبة ليست فى قدرته (أجاب شيخ الاسلام الولى بن العراقى بأن المحبة قدتكون لأمر دينى وقدتكون لأمر دنيوى فالمحبة الدينية لازمة للأفضلية فمن كان أفضل كانت محبتنا الدنيية لهٗ أكثر فمتى اعتقدنافى واحد منهم انهٗ أفضل ثم أحببنا غيرهٗ من جهة الدين أكثر كان تناقضا) والنقيضان لايجتمعان فلايتصور عقلا أن نحب أحدهما من جهة الدين ولاجلهٖ ونحب الآخر من تلك الجهة أكثر منه (فمن اعترف بأن أفضل هذه الامة بعد نبيهاﷺ ابوبكر ثم عمر ثم عثمان ثم على رضى الله عنهم لكنه

marfat.com

أحب عليا أكثر من ابى بكر مثلا فان كانت المحبة المذكورة محبة دينية فلامعنى لذالك اذالمحبة الدينية لازمة للأفضيلة كما قررنا وهذا لم يعترف بأفضلية أبي بكر رضى الله عنه الابلسا نه واما بقلبه فهو مفضل لعلى لكونه أحبه، محبة دينية زائدة على محبة أبى بكر وهذالايجوز) من لغة النصوص وقدقال عبدالرزاق أفضل الشيخين بتفضيل على رضى الله عنهٗ إيا هما على نفسه ولولم يفضلهما بأفضليتهما كفى بى أن أحب عليا رضى الله عنه ثم أخالف قولهٗ. (رزقانى على المواهب، ج ۷ ص ۴۳)

''اگر تو کہے کہ جو شخص خلفائے اربعہ کی فضلیت میں معلوم ترتیب پر اعتقاد رکھتا ہو اور پھر ان میں سے بعض کے ساتھ محبت کی وجہ سے اسے ترجیح دیتا ہو، اس کا حکم کیا ہے؟ کیا ایسا کرنے والا گنہ گار نہیں؟ ایسا کرنے سے گنہ گار ہو گا کیونکہ محبت اس کے اختیار میں نہیں۔ اس کا جواب شیخ الاسلام ولی بن عراقی نے اس طرح دیا ہے کہ محبت کبھی امر دینی کیلئے ہوتی ہے اور کبھی اُمر دنیاوی کیلئے۔ پس محبت دینی افضلیت کو لازم ہے یعنی جو شخص افضل ہو گا اس کے ساتھ محبت دینی بھی زیادہ ہو گی۔ پس جب ہم نے ان میں سے ایک کے متعلق اعتقاد کر لیا کہ وہ افضل ہے اور دین کی جہت سے دوسرے کے ساتھ محبت زیادہ ہو یہ تناقض ہے اور اجتماع نقیضین ہو نہیں سکتا۔ عقلا کے نزدیک یہ بات متصور نہیں ہو گی کہ ان میں سے ایک کے ساتھ جہت دین کے اعتبار سے محبت کریں اور دوسرے کو اس جہت کے اعتبار سے پہلے سے زیادہ محبت کریں۔ جس نے یہ اعتراف کر لیا کہ بعد از نبی کریم ﷺ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ افضل ہیں۔ پھر عمر و عثمان و علی رضی اللہ عنھم۔ اور اس کے بعد حضرت علیؓ سے محبت زیادہ کرتا ہے بنسبت حضرت ابوبکرؓ کے۔ پس اگر یہ محبت دینی ہے تو ایسی محبت کرنے کا کیا معنی؟ اس لئے کہ محبت دینی افضلیت کو لازم ہے جیسا کہ ہم نے بیان کیا اور حضرت علیؓ سے ایسی محبت کر کے حضرت صدیق اکبرؓ کی افضلیت کا اقرار صرف زبانی ہے جبکہ دل سے وہ حضرت علیؓ کو افضل گردانتا ہے۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ نصوص

marfat.com

کی رو سے ایسا فعل جائز نہیں۔ شیخین کی فضیلت اس لیے ہے کہ خود حضرت علیؓ نے اپنے آپ پر ان کو فضیلت دی۔ اگر حضرت علیؓ انہیں افضل قرار نہ دیتے تو میں بھی اس کا قائل نہ ہوتا۔ میرے لئے یہی عیب کافی ہے کہ میں حضرت علی رضی اللہ عنہ سے محبت رکھوں اور آپ کے قول کی مخالفت کروں (یعنی اگر شیخین کو فضیلت نہ دوں تو حضرت علیؓ کے قول کی مخالفت ہے اور یہ محبت کے منافی ہے کیونکہ جس سے محبت کی جاتی ہے اس کی ہر بات پر سر تسلیم خم کیا جاتا ہے)"

کاش! ہمارے محبان علی رضی اللہ عنہ بھی امام عبدالرزاق رحمۃ اللہ کے قول پر عمل کرتے اور معیوب و معتوب نہ گردانے جاتے۔ امام رزقانی علیہ الرحمۃ اور امام قسطلانی نے بڑے خوبصورت انداز میں افضلیت حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ بیان فرمائی۔ اس کا خلاصہ یہ ہے کہ جس سے محبت ہوتی ہے وہ ہی افضل ہوتا ہے۔ پس خلفائے راشدین میں جو ترتیب افضلیت کے اعتبار سے ہے وہی محبت کے لحاظ سے۔ جو سب سے افضل ہے وہ سب سے زیادہ محبوب ہے۔ اگر کوئی حضرت ابوبکر صدیقؓ کو افضل تسلیم کرے اور محبت حضرت علیؓ سے زیادہ کرے، عقلاً بھی غلط ہے اور شرعاً بھی۔

امام زرقانی علیہ الرحمۃ نے روایت محمد بن حنفیہ رضی اللہ عنہ کو شیخین کی افضلیت کے مخالفین پر الزاماً نقل فرمایا ہے۔

(ثم ان أفضلهم على الاطلاق عند أهل السنة اجماعًا) منهم (ابوبكر) الصديق رضى الله عنه (ثم عمر رضى الله عنهُ) والزامًا لمن خالفهم مماثبت عن على رضى الله عنهُ فى صحيح البخارى عن محمد بن حنفيه قال قلت لابى اى الناس خير بعد الرسول ﷺ...... الى آخر الحديث

(زرقانى على المواهب، ج ۷، ص ۳۶)

"صحابہ میں سے علی الاطلاق افضل، اہل سنت کے نزدیک بالاتفاق ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہٗ اور پھر عمر فاروق رضی اللہ عنہ ہیں۔ جو صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی افضلیت کے مخالف ہیں ان کیلئے جواب، خود حضرت علیؓ کا فرمان ہے جس کے مطابق صدیق اکبرؓ

marfat.com

سب سے افضل ہیں۔ اسے محمد بن حنفیہ نے روایت کیا جو اوپر گذر چکی ہے۔ (حدیث نمبر ۱۵)

اس کے بعد امام زرقانی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔

وفی تقدیم عثمان بعد ابی بکر و عمر واهل السنة لفظ الفتح کما هو مشهور عد جمهور أهل السنة (علی ان علیا رضی الله عنه بعد عثمان وذهب بعض السلف الی تقدیم علی رضی الله عنه علی عثمانؓ وممن قال به سفیان الثوری) وحکاهٗ عن اهل السنة من الکوفیین وحکی عن اهل السنة من البصریین تقدیم عثمان وقال الخطابی لکن ثبت عن الثوری فی آخر قولیه تقدیم عثمان وقدقال الدارقطنی من قدم علیا علی عثمان فقد أزریٰ بالمهاجرین والانصار وسبقه الیه الثوری نفسهٗ فروی الخطیب بسند صحیح عنهٗ من قدم علیا علی عثمان فقدأزریٰ باثنی عشر الفًا مات نبی الله ﷺ وهو عنهم راض. (زرقانی علی المواهب، ج ۷، ص ۳۸)

امام قسطلانی فرماتے ہیں شیخین کی افضلیت کے بعد حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ، حضرت علی رضی اللہ عنہ سے افضل ہیں۔ جمہور اہل السنۃ کے نزدیک یہی مشہور ہے اور بعض سلف اس طرف گئے ہیں کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ، حضرت عثمان رضی اللہ عنہ پر مقدم ہیں۔ اور یہ امام سفیان ثوری رحمۃ اللہ علیہ کا قول ہے۔ آپ نے یہ قول اہل سنت کو قبول کا بیان فرمایا۔ اور بصریوں میں سے اہل سنت سے یہ منقول ہے کہ حضرت عثمان، حضرت علی رضی اللہ عنہما سے افضل ہیں۔ حافظ دارقطنی فرماتے ہیں: جس نے حضرت علیؓ کو حضرت عثمانؓ پر مقدم سمجھا اس نے صحابۂ مہاجرین وانصار پر عیب لگایا لیکن اس قول میں سفیان ثوری خود سبقت لے گئے۔ خطیب بغدادی نے بسند صحیح سفیان ثوری سے روایت کیا ہے کہ حضرت علیؓ کو جس نے حضرت عثمانؓ پر فضیلت دی اس نے بارہ ہزار صحابہؓ پر عیب لگایا جبکہ نبی کریم ﷺ ان سے راضی تھے یہاں تک کہ آپ ﷺ اس جہاں سے تشریف لے گئے۔ سفیان ثوری رحمۃ اللہ علیہ کا قول دلالت کرتا ہے کہ نبی اکرم ﷺ کی وفات سے قبل تمام صحابہ کرام حضرت عثمان رضی اللہ عنہ

marfat.com

کو حضرت علی رضی اللہ عنہ پر مقدم سمجھتے تھے اور حضرت سفیان ثوریؒ نے نبی اکرم ﷺ کی وفات مبارکہ کے بارہ سال بعد یہ بات کہی۔ معلوم ہوا حضرت سفیان ثوریؒ نے اپنے پہلے قول سے رجوع فرمالیا تھااور جمہور کے قول کو پسند فرمایا۔

امام مالک رحمۃ اللہ علیہ نے اس پر توقف اختیار فرمایا جیسا کہ آپ سے ثابت ہے۔امام زرقانی علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں۔امام مالک رحمۃ اللہ علیہ کی (مدونہ) میں کتاب الدیات کے آخر میں امام صاحب سے سوال کیا گیا کہ نبی اکرم ﷺ کے بعد لوگوں میں سے کون افضل ہے ؟ آپ نے فرمایا : ''ابوبکر پھر عمر رضی اللہ عنہما۔ کیا اس میں کسی کو شک ہے ؟'' یعنی شیخین کی فضیلت یقینی ہے اس کے بعد آپ سے کہا گیا حضرت علی اور عثمان غنی رضی اللہ عنہما میں کون افضل ہے ؟ آپ نے فرمایا : ''میں نے کوئی ایسی چیز نہیں پائی کہ ان دونوں میں سے کسی کو دوسرے پر فضیلت دوں لہٰذا سکوت ہی بہتر ہے''۔

مالکیہ میں سے ایک جماعت نے امام مالک رحمہ اللہ علیہ کے اس قول کی اتباع کی۔ ان میں سے آپ کے شاگرد یحی بن سعید قطان اور متاخرین میں سے ابن حزم ہیں لیکن قاضی عیاض مالکی رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت امام مالک رحمۃ اللہ علیہ کا رجوع بیان فرمایا ہے اور حضرت عثمانؓ کی حضرت علیؓ پر فضیلت کو تسلیم کیا ہے۔ قاضی عیاض فرماتے ہیں :امام مالک اور سفیان ثوری سے یہی مشہور ہے اور آئمہ حدیث وفقہ سب اسی پر متفق ہیں اور متکلمین میں سے اکثر کا یہی قول ہے اور امام قرطبی فرماتے ہیں :امام مالک رحمۃ اللہ علیہ سے یہی صحیح ہے۔

امام بخاری نے مناقب ابوبکر کے ماتحت حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت کیا۔

كنانخير بين الناس في زمن النبي ﷺ فنخير ابابكر ثم عمر بن الخطاب ثم عثمان بن عفان رضي الله عنهم.

marfat.com

علامہ بدر الدین عینی علیہ الرحمۃ اس حدیث کے ضمن میں لکھتے ہیں۔

ای کنا نقول فلان خیر من فلان وفلان خیر من فلان فی زمن النبی ﷺ وبعدہٗ کنا نقول ابوبکر رضی اللہ عنہٗ خیر الناس ثم عمر ثم عثمان وفی روایۃ عبید اللہ بن عمر عن نافع الآتیہ فی مناقب عثمان کنا لانعدل بأبی بکر ای لانجعل لہٗ مثلا وفی روایۃ الترمذی (کنا نقول ورسول اللہ ﷺ حیی ابوبکر و عمر و عثمان رضی اللہ عنہم) وقال حدیث صحیح غریب ورواہ الطبرانی بلفظ (کنانقول ورسول اللہ ﷺ حی أفضل ھذہ الامۃ ابوبکر و عمر و عثمان رضی اللہ عنہم یسمع ذالک رسول اللہ ﷺ فلاینکرہ) وعلی ھذا أھل السنۃ والجماعۃ . (عمدۃ القاری، ج ١٦، ص ١٧٧)

زمانۂ نبوی میں ہم ایک کو دوسرے پر ترجیح دیتے ہوئے کہتے تھے کہ فلاں، فلاں سے افضل ہے۔ اور نبی اکرم ﷺ کے بعد ہم کہتے تھے حضرت ابو بکرؓ سب سے افضل ہیں اور آپ کے بعد عمر فاروق اور پھر عثمان غنی رضی اللہ عنھم۔ امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ کی دوسری روایت جو بحوالہ عبید اللہ بن عمر بن نافع عن ابن عمر رضی اللہ عنہ "مناقب عثمان" میں ہے۔ حضرت عبد اللہ بن عمرؓ فرماتے ہیں: ہم ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کے برابر کسی کو نہیں سمجھتے تھے یعنی آپ کی مثل کوئی دوسرا نہ تھا اور ترمذی کی روایت میں ہے۔ "ہم کہتے تھے (یعنی افضلیت کی بات) اور نبی کریم ﷺ بحیات تھے کہ سب سے افضل ابو بکر پھر عمر پھر عثمان رضی اللہ عنھم ہیں۔

فرمایا یہ حدیث صحیح غریب ہے اور اس کو طبرانی نے ان الفاظ کے ساتھ روایت کیا۔ ہم کہتے تھے حالانکہ نبی اکرم ﷺ بحیات تھے کہ اس امت کے افضل حضرت ابو بکر صدیق اور پھر عمر فاروق اور پھر عثمان غنی رضی اللہ عنھم۔ نبی اکرم ﷺ نے یہ بات سنی اس کے باوجود آپ ﷺ نے اس کا انکار نہیں فرمایا۔

گویا نبی کریم ﷺ کا انکار نہ فرمانا، افضلیت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی تصدیق

marfat.com

ہے۔امام بدرالدین عینی علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں :اسی پر اہل سنت وجماعت متفق ہیں۔
حضرت عبداللہ بن عمرؓ فرماتے ہیں (امام بخاریؒ کی حدیث بروایت عبید اللہ بن عمرؓ کے تحت)

ثم نترك أصحاب النبی ﷺ ای ارادوا انهم بعدتفضیل الشیخین وعثمان رضی الله عنهم لایتعرض لأصحاب النبی ﷺ بعد هم بالتفضیل وعدمه وذالك لانهم یجتهدون فی التفضیل فیظهر لهم فضائل هولاء الثلاثة ظهوراً بینا.

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کا کہنا ہے کہ شیخین اور حضرت عثمان رضی اللہ عنہم کے بعد اصحاب نبی ﷺ کو ہم ان کے حال پر چھوڑتے ہیں اور ان کے درمیان کسی کو فضیلت نہیں دیتے۔ علامہ عینیؒ فرماتے ہیں ان اصحاب کے بعد باقی صحابہ کو ایک دوسرے پر فضیلت نہ دینا اس لئے ہے کہ جب انہوں نے تفضیل میں اجتہاد کیا تو ان تینوں حضرات کے فضائل کھلم کھلا ظاہر ہوئے اور انہوں نے (صحابہؓ نے) اس پر یقین کرلیا۔

لیکن یہاں اعتراض پیدا ہوتا ہے کہ عبداللہ بن عمرؓ نے حضرت علیؓ کو ترتیب افضلیت سے کیوں خارج کیا؟ علامہ عینی جواباً کہتے ہیں کہ پہلے تینوں صاحب الرائے ہونے کی وجہ سے ترتیب افضلیت میں آگئے جبکہ حضرت علی رضی اللہ عنہ اس وقت بچے تھے لہذا ان تینوں سے مشورہ لیا جاتا تھا۔اس لئے حضرت عبداللہ بن عمرؓ نے پہلے تینوں کا ذکر کیا اور حضرت علیؓ کا ذکر نہ کیا۔ اور یہ بات نہیں کہ حضرت علیؓ کو اس کا اہل نہیں سمجھا گیا بلکہ صرف آپ کے بچنے کی وجہ سے ایسا ہوا۔ ورنہ حضرت علیؓ کا فضل وشرف ہر طرح سے ظاہر وعیاں ہے۔

علامہ ابن حجر عسقلانی اس حدیث مبارکہ کے ضمن میں ارشاد فرماتے ہیں۔

(قوله كنا نخير بين الناس فی زمان رسول الله ﷺ) ای نقول

marfat.com

فلان خير من فلان وفی روایة عبدالله بن عمر عن نافع الآتیة فی مناقب عثمان رضی الله عنهٗ لانعدل بأبی بکر، ای لانجعل لهٗ مثلاً وقوله ثم نترک أصحاب رسول الله ﷺ نأتی الکلام فیه ولأبی داؤد من طریق سالم عن ابن عمر کنا نقول ورسول الله ﷺ حی أفضل امة النبی ﷺ بعدهٗ ابوبکر ثم عمر ثم عثمان رضی الله عنهم زاد البطرانی فی روایة فیسمع ذالک رسول الله ﷺ فلم ینکره و روی خیثمة بن سلیمان فی فضائل الصحابة من طریق سهیل بن أبی صالح عن ابیه عن ابن عمر کنا نقول اذاذهب ابوبکر و عمر وعثمان استوی الناس فیسمع النبی ﷺ ذالک فلم ینکرهٗ وفی الحدیث تقدیم بعد ابی بکر وعمر رضی الله عنهما کما هوالمشهور عند جمهور أهل السنة وذهب بعض السلف ای تقدیم علی رضی الله عنه علی عثمان رضی الله عنهٗ ومن قال به سفیان الثوری ویقال انه رجع عنه وقال به ابن خزیمة وطائفة قبلهٗ وبعدهٗ

(فتح الباری، ج ۷، ص ۱۶)

"قوله (کنا نخیر بین الناس فی زمان رسول اللہ ﷺ) یعنی ہم کہتے تھے فلاں، فلاں سے افضل ہے اور عبداللہ بن عمر فرماتے ہیں ہم ابوبکرؓ کے برابر کسی کو نہیں سمجھتے تھے، ان کے بعد عمر فاروق پھر عثمان رضی اللہ عنہ اور ان کے بعد باقی اصحاب رسول اللہ ﷺ کو چھوڑ دیتے اور کسی ایک کو دوسرے پر فضیلت نہیں دیتے اور اس میں کلام بعد میں آئے گا۔ ابوداؤد نے "عن طریق سالم عن ابن عمرؓ" روایت کیا ہے کہ ہم فضیلت کی بات کرتے تھے اور نبی کریم ﷺ ہم میں زندہ تشریف فرما تھے۔ ہم کہتے تھے کہ امت کے افضل شخص بعد از رسول اکرم ﷺ ابوبکر صدیقؓ ہیں پھر حضرت عمرؓ اور حضرت عثمانؓ رضی اللہ عنہما۔ طبرانی نے اس حدیث میں یہ الفاظ زیادہ کئے ہیں۔

"رسول اللہ ﷺ نے یہ بات سنی اور انکار نہیں فرمایا"

خیثمہ بن سلمان نے فضائل صحابہؓ میں بحوالہ عبداللہ بن عمر روایت بیان

marfat.com

فرمائی کہ ہم لوگ کہتے تھے جب حضرت ابو بکر و حضرت عمر و حضرت عثمان رضی اللہ عنھم چلے جائیں گے تو لوگ باعتبار فضیلت برابر ہوں گے یعنی کوئی کسی سے افضل نہیں ہو گا۔ یہ بات نبی اکرم ﷺ نے سنی اور انکار نہیں فرمایا۔ علامہ ابن حجر عسقلانی فرماتے ہیں حدیث سے ابو بکر رضی اللہ عنہ اور عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے بعد حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کا مقدم ہونا ثابت ہے جیسا کہ جمہور اہل سنت کے نزدیک ہے۔

بعض اسلاف حضرت علیؓ کو حضرت عثمانؓ پر مقدم سمجھتے ہیں، یہ قول سفیان ثوری کا ہے اور ان کا رجوع بھی منقول ہے۔ ابن خزیمہ کا بھی یہی قول ہے اور ایک گروہ کا جو اس سے پہلے اور بعد میں ہوا ہے ان کا بھی یہی قول ہے۔

علامہ ابن حجر عسقلانی نے علامہ ابن البر کا اس حدیث مبارک پر اعتراض نقل فرمایا ہے۔

وادعى ابن البرايضا ان هذا الحديث خلاف قول اهل السنة ان عليا أفضل الناس بعد الثلاثة فانهم أجمعوا على ان عليا أفضل الخلق بعد الثلاثة ودل هذا لاجماع على ان حديث ابن عمر رضى الله عنه غلط وان كان السند اليه صحيحا. قال ابن حجر العسقلانى . والذى أظن ان ابن عبدالبرانما أنكر الزيادة التى وقعت فى رواية عبيد الله بن عمر وهى قول ابن عمر، ثم نترك أصحاب رسول الله ﷺ . الخ لكن لم ينفرد بها نافع فقد تابعه ابن الماجشون أخرجهٗ خيثمة من طريق يوسف بن الماجشون عن ابيه عن ابن عمر، كنافى عهد رسول الله ﷺ ابوبكر و عمر و عثمان ثم ندع أصحاب رسول الله ﷺ فلا نفاضل بينهم ومع ذالك فلايلزم من تركهم التفاضل اذذاك أن لايكونوا اعتقدوابعد ذالك تفضيل على رضى الله عنه على من سواهٗ والله أعلم وقداعترف ابن عمر بتقديم على رضى الله عنه علىٰ غيرہٖ

(فتح البارى، ج ٧، ص ١٦ ، ١٧)

marfat.com

ابن البر نے دعویٰ کیا ہے کہ یہ قول (حدیث شریف) اہل سنت کے قول کے خلاف ہے اور اہل سنت کا قول یہ ہے کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ اصحاب ثلاثہ کے بعد تمام لوگوں سے افضل ہیں اور اس فضیلت پر اجماع ہے۔ لہٰذا یہ اجماع اس بات کی دلیل ہے کہ حدیث ابن عمر غلط ہے اگرچہ ان کی طرف اس کی سند صحیح ہو۔ علامہ ابن حجر عسقلانی فرماتے ہیں میرے گمان میں ابن عبد البر نے عبید اللہ ابن عمر کی روایت میں جو زیاتی (یعنی حضرت عثمانؓ کے بعد ہم صحابہ میں کسی کو دوسرے پر فضیلت نہ دیتے تھے) ہے اس کا انکار کیا ہے۔ اور اس زیادتی میں نافع منفرد نہیں بلکہ ابن الماجشون بھی اسی طرف گئے ہیں۔ حیثمہ بن سلمان نے بطریق یوسف بن ماجشون عن ابن عمر اسی طرح تخریج کیا ہے حضرت ابن عمرؓ فرماتے ہیں۔

ہم عہد رسالت مآب میں حضرت ابوبکر، عمر، اور عثمان رضی اللہ عنھم کو بالترتیب فضیلت دیتے اور باقی صحابہ کو چھوڑ دیتے (یعنی ایک دوسرے پر فضیلت نہ دیتے)

مگر اس سے یہ لازم نہیں آتا کہ حضرت علیؓ اصحاب ثلاثہ کے بعد ساری مخلوق سے افضل نہیں بلکہ حضرت عبداللہ ابن عمر رضی اللہ عنہ نے حضرت علیؓ کا باقی ماندہ لوگوں سے مقدم ہونے کا اعتراف کیا ہے۔ امام احمد نے مسند میں بسند حسن حضرت عبداللہ ابن عمرؓ سے نقل فرمایا کہ آپ فرماتے ہیں۔

ہم زمانہء نبوی میں حضرت ابوبکر پھر عمر اور پھر عثمان رضی اللہ عنھم کو فضیلت دیتے تھے اور حضرت علیؓ تین ایسی خصلتوں سے نوازے گئے ہیں کہ اگر ان میں سے صرف ایک مجھے عطا کر دی جاتی تو میرے نزدیک سرخ اونٹوں سے بھی زیادہ محبوب ہوتی۔

نوٹ : عربوں میں سرخ اونٹ سب سے زیادہ قیمتی تصور ہوتے تھے۔

وہ تین خصلتیں یہ ہیں۔

(۱) رسول اکرم ﷺ نے اپنی بیٹی آپؑ کے نکاح میں دی اور حضرت علیؓ کے ہاں ان سے اولاد پیدا ہوئی۔

marfat.com

(۲) نبی کریم ﷺ نے مسجد کے تمام دروازے بند کر دیئے مگر حضرت علیؓ کا دروازہ بند نہیں فرمایا۔

(۳) خیبر کے دن حضور ﷺ نے آپؓ کو جھنڈا عطا فرمایا۔

نسائی نے علاء بن عرار کے طریق سے تخریج فرمائی کہ میں نے ابن عمر رضی اللہ عنہ سے کہا کہ مجھے علی و عثمان رضی اللہ عنہما کے متعلق خبر دیجئے :بس انہوں نے مندرجہ بالا حدیث بیان کی اور یہ بھی ارشاد فرمایا کہ اے علاء ! علی (رضی اللہ عنہ) کے متعلق مجھ سے سوال نہ کر صرف یہ دیکھ کہ رسول اکرم ﷺ کے نزدیک ان کی کیا منزلت ہے۔ کہ تمام دروازے بند کر دیئے گئے مگر آپؓ کا دروازہ بند نہیں ہوا۔

اس حدیث کے متعلق ابن حجر عسقلانی فرماتے ہیں "رجالہٗ رجال الصحیح" اور یحی بن معین اور دیگر علماء اعلام نے اس حدیث کی توثیق فرمائی۔

معلوم ہوا کہ حضرت علیؓ، اصحاب ثلاثہ کے بعد تمام مخلوق سے افضل ہیں اور امام بخاریؒ کی حدیث سے یہ ثابت نہیں ہوتا کہ حضرت ابن عمرؓ، حضرت علیؓ کی افضلیت کا اعتقاد نہیں رکھتے تھے، اس لئے یہ حدیث شریف مسلمانوں کے اجماع کے خلاف نہیں ہے۔ جیسا کہ ابن عبدالبر کا خیال ہے جبکہ ابن عمرؓ کی دوسری حدیث میں فضیلت علیؓ روز روشن کی طرح عیاں ہے، اس لئے حدیث ابن عمر رضی اللہ عنہ پر طعن بعید از عقل ہے۔

اور اسی طرح امام زرقانی نے شرح مواہب میں فرمایا :

(زرقانی علی المواہب، ج ۷، ص ۳۸)

افضلیت حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے ضمن میں، میں نے جو کچھ تحریر کیا وہ علماء کرام کی تصریحات مقدسہ ہیں۔ ان کی معتبر کتب سے جو کچھ نقل کیا ہے اس میں دیانت کے دامن کو نہیں چھوڑا اور من و عن عبارات نقل کر دی ہیں۔

خدائے ذوالجلال بصیرت عطا فرمائے اور عدل وانصاف کی توفیق !

آمین

marfat.com

خلافت سیدنا حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ

خلافت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے باب میں پہلے علماء محدثین و مفسرین اور آئمہ متکلمین کے اقوال پیش کروں گا۔ اور علماء کے درمیان صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی خلافت کے بارے میں اختلاف کہ آیا یہ خلافت منصوص ہے یا نہیں، اس کے متعلق بھی تصریحات پیش کی جائیں گی۔ وہ احادیث بھی نقل کروں گا جن سے خلافت ابوبکرؓ کا اظہار ہوتا ہے۔ اللہ تعالیٰ بوسیلہ شفیع المذنبین، رحمۃ اللعالمین سید الانبیاوالمرسلین، رسول معظم، ہادی اعظم، نور مجسم نبی اکرم ﷺ حق بات کہنے کی توفیق عطا فرمائے۔

علامہ عمر نسفی علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں۔

ان الخلافة بعد رسول اللهﷺ لأبی بکرثم لعمر ثم لعثمان ثم لعلی رضی الله عنهم وذالك لان الصحابة قد اجتمعوا یوم توفی رسول اللهﷺ فی سقیفة بنی ساعدة واستقرادیهم بعد المشورة والمنازعة علی خلافة ابی بکر رضی الله عنه فاجمعوا علیٰ ذالك وبایعه علی رضی الله عنه علی رؤس الاشهاد بعد توقف کان منه ولولم تکن الخلافة حقالهٗ لما اتفق علیه الصحابة ولنازعهٗ علی رضی الله عنهٗ کما نازع معاویة ولاحتج علیهم لوکان فی حقه نص کما زعمت الشیعة وکیف یتصور فی حق أصحاب رسول اللهﷺ الاتفاق علی الباطل وترك العمل بالنص الوارد. وما وقع من الاختلاف بین الشیعة وأهل السنة والجماعة فی هذه المسئلة وادعی کل من الفریقین النص فی باب الامة وایرادالاسولة والاجوبة من الجانبین فمذکور فی المطولات. (شرح عقائد نسفی، ص ۲۲۶)

یعنی رسول اکرم ﷺ کے بعد خلافت حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کیلئے تھی پھر عمر فاروق پھر عثمان غنی اور پھر علی المرتضیٰ رضی اللہ عنھم اس مسند پر جلوہ

marfat.com

افروز ہوئے۔ اس کا ثبوت یہ ہے کہ صحابہ کرام رضوان اللہ اجمعین رسول اکرم ﷺ کی وفات مبارک کے بعد قبیلہ انصار میں سے بنی ساعدہ کے برآمدہ میں اکٹھے ہوئے، مہاجرین وانصار کے باہمی مشورہ اور استحقاق خلافت میں انصار کا جھگڑا کرنے کے بعد حضرت ابو بکرؓ کی خلافت پر اکٹھے ہو گئے اور حضرت علیؓ نے کچھ توقف کے بعد حاضرین کے سامنے علی الاعلان حضرت ابو بکرؓ کی بیعت کی۔ اگر یہ صدیق اکبرؓ کا حق نہ ہوتا تو صحابہ کبھی بھی اس امر پر مجتمع نہ ہوتے۔ اور حضرت علیؓ بھی خلافت میں حضرت ابو بکرؓ سے جھگڑا کرتے جیسے امیر معاویہؓ نے حضرت علیؓ سے جھگڑا کیا۔ اور اگر حضرت علی رضی اللہ عنہ، کے حق میں کوئی نص ہوتی تو ضرور آپ صحابہ پر حجت قائم کرتے جیسا کہ روافض وشیعہ کا گمان ہے۔ اور اصحاب رسول ﷺ کے حق میں کیسے متصور ہو سکتا ہے کہ انہوں نے باطل پر اتفاق کر لیا اور جو حضرت علیؓ کے حق میں وارد ہوئی اس پر عمل ترک کر دیا۔ تو گویا ایسی صورت میں صحابہ کرام گناہ کے مرتکب ہوئے جنہوں نے باطل (یعنی خلافت حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ) پر اتفاق کر لیا۔ (العیاذ باللہ) اور شیعہ واھل سنت کے درمیان اس مسئلہ میں اختلاف واقع ہوا ہے اور فریق نے امامت کے باب میں نص کا دعویٰ کیا ہے اور جانبین سے اس بارے میں سوال وجواب کا سلسلہ وارد ہے جو مطولات میں مذکور ہے۔ جیسے شرح مقاصد، شرح موافق اور اربعین مرازی وغیرھا۔

لیکن اہل سنت وجماعت کے نزدیک خلافت ابو بکر صدیقؓ منصوص نہیں بلکہ جمہور اہل سنت کا قول ہے کہ نبی اکرم ﷺ کے بعد خلیفہ بلا فصل حضرت ابو بکر صدیقؓ ہیں اور جمہور کا قول اجماع ہے جیسا کہ علامہ محمد حسن سنبھلی نے نظم الفرائد میں تحریر فرمایا۔ بس اہل سنت کا اجماع ہے کہ نبی اکرم ﷺ کے بعد حضرت ابو بکرؓ ہی خلیفہ ہیں۔

علامہ ابن حجر مکی فرماتے ہیں۔

انهم اختلفوا فی ذالك ومن تأمل الاحادیث التی قدمناها علم من أكثرها انهٗ نص علیها نصا ظاهراً وعلی ذالك جماعة من المحدثین

marfat.com

وهوالحق، وقال جمهور اهل السنة والمعتزلة والخوارج لم ينص على أحد وقال ابن حزم فیٓ نقط العروس فی ابی بکر والذی أدین الله به انهٗ ولی الخلافة بعهدمن رسول اللهﷺ ونص علیه لاجماع اهل الاسلام علی تسمیته خلیفة رسول الله ولم یسم بهذا الاسم أحد غیره ولامن استخلفهٗ رسول اللهﷺ علی المدینة ولامن استخلف علی الصلوات فی غزواته وحجته ثم القصة المرأة السابقة وفیها قول الرسولﷺ فابوبکر فهونص

(صواعق محرقه، ص ۲٦)

علماء کا ابوبکر صدیقؓ کی خلافت کے منصوص ہونے میں اختلاف ہے۔ میں نے جو احادیث اس سے قبل نقل کی ہیں ان میں تامل کرنے سے پتہ چلتا ہے کہ بظاہر وہ خلافت صدیق اکبرؓ پر نص ہیں۔ اور محدثین کی ایک جماعت نے اسے ہی اختیار کیا ہے اور حق بھی یہی ہے۔ جمہور اہل السنۃ اور معتزلہ و خوارج کا قول یہ ہے کہ حضرت ابوبکر صدیقؓ کی خلافت منصوص نہیں۔ ابن حزم نے "نقط العروس" میں حضرت ابوبکر صدیقؓ کے حق میں فرمایا، جس کو میں اللہ تعالیٰ کا دین سمجھتا ہوں وہ یہ ہے کہ حضرت ابوبکرؓ رسول اکرمﷺ کے عہد کے مطابق خلیفہ ہیں اور اسی پر نص ہے۔ کیونکہ اہل اسلام کا ان کے خلیفۂ رسول نام رکھنے میں اجماع ہے اور سوائے صدیق اکبرؓ کے کسی اور کا نام خلیفۃ الرسول نہیں رکھا گیا اگرچہ کوئی شخص مدینہ میں خلیفہ بنایا گیا ہو یا نمازوں میں غزوات کے اندر خلیفہ بنایا گیا اور چاہے حج کے اندر ایسا ہوا ہو۔

پھر ابن حزم نے اس قصے کی طرف اشارہ کیا ہے کہ جب ایک عورت نے سوال کیا کہ یارسول اللہ (ﷺ)! اگر میں دوبارہ آؤں اور آپ کو نہ پاؤں تو کس سے ملوں؟ آپﷺ نے فرمایا: "ابوبکرؓ سے" ابن حزم کے مطابق یہ واقعہ بھی خلافت صدیق اکبرؓ پر نص ہے۔

ابن حجر مکی کی مزید تحریر ملاحظہ ہو۔

marfat.com

وعلی کل فھو ﷺ کان یعلم لمن ھی بعدہٗ باعلام اللہ لہٗ ومع ذالک فلم یؤمر بتبیلغ الامة النص علی واحد بعینہٖ عند الموت وانما ورت عنه ظواھر ماتدل علی انہٗ علم باعلام اللہ لہٗ انھا لابی بکر مأخبر بذالک کمامر.

بہر حال نبی کریم ﷺ خدائے عزوجل کے بتائے سے علم رکھتے تھے کہ میرے بعد خلافت کس کا حق ہے۔ اس کے باوجود نبی کریم ﷺ کو بوقت وفات یہ حکم نہیں دیا گیا کہ کسی ایک معین شخص کی خلافت کا علی الاعلان ذکر کیا جائے۔ سوائے اس کے کہ نبی اکرم ﷺ سے ایسی ظاہر روایات ملتی ہیں جو اس امر پر دلیل ہیں کہ خلافت بعد از وفات ابوبکر صدیقؓ کیلئے ہے۔ اور اسی طرح آپ نے خبر دی۔

چونکہ خلافت صدیق اکبرؓ کا نبی اکرم ﷺ کو یقین تھا اس لئے نص وارد نہیں فرمائی۔ چونکہ اعلام نبوت کے مطابق لامحالہ طور پر حضرت ابوبکرؓ ہی خلافت کے اہل ٹھہرتے تھے لہٰذا صریحاً نام لے کر آپؓ کو اس اَمر سے آگاہ نہیں کیا گیا۔ نبی کریم ﷺ کو اس بات کا علم ہونا، خلافت ابوبکرؓ پر نص ہے۔ جبکہ دوسرے اعتبار سے آپ ﷺ کا وقت وفات معین نہ فرمانا اس بات کی علامت ہے کہ خلافت صدیق اکبرؓ منصوص نہیں۔

علامہ ابن عبدالبر نے اس پر بڑی نفیس گفتگو فرمائی ہے جو مندرجہ ذیل ہے۔

واستخلفه رسول اللہ ﷺ علی امتہٖ من بعدہٖ بما أظھر من الدلائل البینة علی محبتہٖ فی ذالک و بالتعریض الذی یقوم مقام التصریح بم یصرح بذالک لانہٗ لم یؤھر فیه بشئی و کان لایضع شیئاً فی دین اللہ الابوحی والخلیفة رکن من ارکان الاسلام.

(الاستیعاب علی الاصابة، ج ۲، ص ۲۴۹)

"نبی کریم ﷺ نے ابوبکر صدیقؓ کو بعد از وفات خلیفہ مقرر فرمایا ہے اس پر دو باتیں بطور دلیل ہیں۔

ایک تو نبی کریم ﷺ کی واضح اور شدید محبت جو حضرت ابوبکرؓ سے تھی۔ ظاہر کرتی ہے کہ وفات پیغمبر ﷺ کے بعد آپؓ ہی خلیفہ ہوں گے۔

دوم: تعریض (اشارے کنائے میں کوئی بات کہنا) کہ جو تصریح کے قائم

marfat.com

مقام ہے اور تصریح اس لئے نہ فرمائی کہ آپ ﷺ کو حکم نہ دیا گیا تھا۔ نبی کریم ﷺ دین کا کوئی کام بلاوحی نہ کرتے تھے۔ اور خلافت دین کے ارکان میں سے ایک رکن ہے۔ (یعنی جب تک رب ذوالجلال تصریح کا حکم نہ فرماتا آپ ﷺ خود کیسے کر سکتے تھے جبکہ معاملہ دین کے متعلق تھا)

یہ تعریض تصریح کے قائم مقام ہے اگر آپ کی خلافت منصوص نہ بھی تسلیم کی جائے تو اجماع صحابہؓ ہی اس کیلئے نص ہے۔

علامہ ابن حجر مکیؒ فرماتے ہیں۔

واما ابوبکر رضی اللہ عنه فقد علمت النصوص السابقة المصرحة بخلافته وعلى فرض ان لانص عليه ايضا وفى اجماع الصحابة عليها غنى عن النص اذهوأقوىٰ منه لان مدلوله قطعى و مدلول خبر الواحدظنى. (صواعق محرقه، ص ۲۹)

سابقہ اوراق میں گذرنے والی احادیث خلافت ابوبکر صدیقؓ میں صراحتاً دلالت کرتی ہیں اگر فرض کر لیا جائے کہ آپ کی خلافت پر کوئی نص نہیں تو اجماع صحابہؓ جو آپ کی خلافت پر ہے نص سے مستغنی ہے۔ اس لئے کہ اجماع صحابہؓ نص سے اقوی ہے کیونکہ اجماع صحابہ کا مدلول قطعی ہے جبکہ خبر واحد کا مدلول ظنی ہے۔

کیونکہ علماء نے فرمایا "**اجماع الصحابة حجة قاطعة**" یعنی صحابہ کرام کا اجماع یقینی حجت ہے۔ پس ابن حجر مکی علیہ الرحمۃ کی تصریح سے ثابت ہوا کہ صحابہ کرام کا اجماع، خلافت ابوبکر صدیق کو نص سے مستغنی کر دیتا ہے۔

اگر کوئی اعتراض کرے کہ عقد خلافت کے وقت صحابہ کرام کی ایک جماعت نے اتفاق نہیں کیا جیسا کہ حضرت علی، حضرت عباس اور حضرت زبیر و مقداد رضی اللہ عنھم، تو اجماع صحابہ نہ رہا۔ اس کا جواب دیتے ہوئے ملا علی قاری علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں۔

وليس من شرط ثبوت الخلافة اجماع الامة على ذالك بل متى عقد بعض صالحى الامة لمن هو صالح لذالك انعقدت وليس لغيره بعد

marfat.com

ذالك أن يخالفه ولا وجه الى اشتراط الاجماع لمافيه من تاخير الامة عن وقت الحاجة اليها على ان الصحابة لم يشترطوا فيها الاجماع عند الاختيار والمبايعة .

(شرح فقه اکبر، ص ۷۹)

"ثبوت خلافت کیلئے اجماع امت شرط نہیں یعنی اجماع امت پر ہی خلافت مشروط نہیں بلکہ امت سے بعض صالحین جس کو امامت کیلئے اہل سمجھیں، بیعت کر لیں تو اجماع امت منعقد ہو جاتا ہے اور اس کے بعد دوسرے کو اس کی مخالفت نہیں کرنی چاہیے، اجماع کی شرط لگانے میں کوئی وجہ نظر نہیں آتی کیونکہ یہ شرط امامت میں تاخیر کا باعث بنتی ہے جبکہ امامت کی ضرورت بھی ہے۔ اور علماء کے نزدیک امامت فرض یا سنت موکدہ میں سے ہے۔ اس بات کو ملحوظ خاطر رکھتے ہوئے صحابہ کرام نے کسی کی بیعت کرتے ہوئے اجماع کی شرط نہیں لگائی۔

ثابت ہوا کہ عقد بیعت کے وقت جمیع امت کا اجماع ضروری نہیں بلکہ صالحین امت لوگ کسی کو اہل سمجھتے ہوئے اس کی بیعت کر لیں تو اجماع منعقد ہو جائے گا۔ لیکن یہ یاد رہے کہ حضرت صدیق اکبرؓ کے عقد خلافت کے وقت چند لوگوں نے توقف کیا باقی سب آپ کی خلافت پر متفق تھے۔ جن میں حضرت عمر فاروقؓ پیش پیش تھے۔ لہذا یہ اجماع، نص سے قوی ہے۔

مزید ملا علی قاری علیہ الرحمۃ کی عبارت ملاحظہ فرمائیں۔

واجماع الصحابة حجة قاطعة لقوله عليه السلام لاتجمع امتى على الضلالة وقد بايعه على رضى اللهعنهٗ على رؤوس الاشهاد بعد توقف كان منه لعدم تفرغه قبل ذالك للنظر والاجتهاد لما غشيهٗ من الحزن والكابة ولما تعلق به أمر التجهز والتكفين وامضاء الوصية فلما فرغ وتامل فى القصة دخل فيما دخل فيه الناس .

(شرح فقه اکبر، ص ۷۷)

"اجماع صحابہ حجت قاطعہ ہے کیونکہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: میری امت گمراہی پر مجتمع نہیں ہو گی اور تحقیق حضرت علی رضی اللہ عنہ نے حاضرین کے سامنے

marfat.com

علی الاعلان صدیق اکبرؓ کی بیعت کی اور یہ بیعت کچھ توقف کے بعد کی کیونکہ آپ نظر و اجتہاد میں مصروف رہے اور حزن و مصیبت نے آپ کو آغوش میں لے رکھا تھا جبکہ تجہیز و تکفین اور دیگر امور میں آپ کا وصیت کو نا بھی آپ کے متعلق ہی تھا۔ جب ان تمام امور سے فارغ ہوئے تو معاملے میں غور کیا تو اس جماعت کے ساتھ ہو گئے جس نے بیعت کی تھی۔

جب حضرت علیؓ نے بیعت کر لی تو اجماع صحابہؓ ثابت ہو گیا اور یہ حجت قاطعہ ہے۔

علامہ عبدالشکور سیالمیؒ فرماتے ہیں۔

قال اهل السنة والجماعة الامامة ماكانت منصوصة لأحد والدليل عليها لأن الصحابه رضى الله عنهم اجتمعوا فى اليوم الذى توفى فيه النبى ﷺ فى سقيفة بنى ساعدة المهاجرون والانصار فقالت الانصار منا امير وقالت المهاجرون منا امير فقالت الانصار منا امير ومنكم امير فلوكانت الامامة منصوصة فلانظن بأصحاب رسول الله ﷺ انهم يخالفون امرهٗ ووصية بقريب منه اوقبل الدفن.

(التمهيد فى علم الكلام والتوحيد، ص ١٦٩)

اہل سنت وجماعت کا قول ہے کہ آپ کی امامت کسی کیلئے منصوص نہیں ہے اور اس پر دلیل یہ ہے کہ صحابہ کرامؓ جس دن نبی اکرم ﷺ کی وفات مبارکہ ہوئی اس دن سقیفہ بنی ساعدہ میں مہاجرین وانصار جمع ہوئے اور انصار نے کہا کہ امیر ہم میں سے ہو گا اور مہاجرین نے کہا، امیر ہم میں سے ہو گا۔ اس کے جواب میں انصار نے کہا، انصار اپنا امیر بنا لیتے ہیں اور مہاجرین اپنے سے امیر بنا لیں۔ اگر آپؓ کی امامت منصوصہ ہوتی تو ہم اصحاب رسول ﷺ کے متعلق یہ گمان نہ کر سکتے تھے کہ وہ نبی اکرم ﷺ کی وصیت اور آپ ﷺ کے حکم کی، آپ ﷺ کی وفات کے فوراً بعد یا قبل از وفات مخالفت کرتے۔ جب باہمی مشورہ کے بعد مہاجرین وانصار کی فکر مستحکم ہوئی تو حضرت ابوبکرؓ نے فرمایا میرے گمان میں حضرت علیؓ اس قوم کی امامت کی اہلیت زیادہ رکھتے

marfat.com

ہیں۔ حضرت علیؓ کھڑے ہوئے، تلوار نیام سی نکالی اور کہا (حضرت ابو بکرؓ سے) اے خلیفہ رسول ﷺ! کھڑے ہو جایئے، آپ کو نبی کریم ﷺ نے مقدم فرمایا (نماز میں امامت کیلئے) کون ہے جو آپ کو موخر کرے (یعنی آپ کی خلافت سے انکار کرے) حضرت ابو بکرؓ نے فرمایا، اے علیؓ! آپ امیر ہو اور حضرت علی کہنے لگے :اے خلیفہ رسول ﷺ! آپ امیر ہیں۔ نبی اکرم ﷺ نے امامت کیلئے آپ کو پسند فرمایا، مجھے حکم نہیں دیا۔ اے ابو بکرؓ! آپ نے لوگوں کو نماز پڑھائی ہے۔ لہذا اہم دنیا کے معاملے میں بھی آپ کو پسند کرتے ہیں۔

حضرت ابو بکرؓ نے کتنے دن امامت کروائی؟ اس میں اختلاف ہے بعض روایات میں سات دن اور بعض میں تین دن کا عرصہ آیا ہے۔ لوگوں نے آپ کے دست اقدس پر بیعت کر لی بغیر کسی مخالفت کے۔ اور بیعت منعقد ہونے کے بعد تدفین میں مشغول ہو گئے۔

علامہ سیالمی نے دلیل پیش کی کہ اگر خلافت منصوص ہوتی تو صحابہؓ میں اختلاف نہ ہوتا۔ پس خلافت صدیق اکبرؓ اجماع صحابہؓ سے ثابت ہے اور یہی اجماع حجت قاطعہ ہے۔

علامہ بدر الدین عینی شارح بخاری، بخاری شریف کی ایک حدیث جو کتاب الصلوۃ میں حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے۔

ولو كنت متخذا خليلا من امتى لأتخذت ابابكر ولكن اخوة الاسلام و مودتهٗ لايبقين فى المسجد باب الاسد الاباب ابى بكر رضى الله لهٗ
اس کے ضمن میں ارشاد فرماتے ہیں۔

(ذكر مايستفاد منه من الفوائد) الاولىٰ ماقاله، الخطابى و هوان أمرهٗ ﷺ لسد الأبواب غير الباب الشارع الى المسجد الاباب ابى بكر يدل على اختصاص شديد لابى بكر واكراما لهٗ، لانهما كانا لايفترقان، الثانية فيه دلالة على انه أفردهٗ فى ذالك الأمر لايشارك فيه فاولىٰ مايصرف اليه

marfat.com

التأويل فيه امر الخلافة واكثر الدلالة عليها مامره اياهُ بالاقامة فى الصلوة التى بنى لها المسجد قال الخطابى ولاأعلم ان اثبات القياس أقوىٰ من اجماع الصحابة علىٰ استخلاف ابى بكرؓ مستدلين فى ذالك باستخلافه اياهُ فى أعظم أمور الدين وهو الصلوة فقاسوا عليها سائر الامور .

(عمدة القارى، ج ٤، ص ٢٣٥)

اس حدیث سے مندرجہ ذیل فوائد حاصل کیے جاسکتے ہیں۔

اول : امام خطابی کا قول ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے حکم دیا کہ تمام دروازے بند کروائے جائیں مگر وہ دروازہ جو مسجد کی طرف جاتا ہے اسے نہیں اور وہ دروازہ ہے حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کا۔ یہ اس بات کی دلیل ہے کہ نبی محترم ﷺ نے حضرت ابو بکرؓ کو اپنا خاص بنایا اور اس میں حضرت ابو بکرؓ کی تکریم و عزت بھی ہے۔ اس لئے یہ دونوں آپس سے جدا نہ ہو سکتے تھے۔

دوم : آپ ﷺ نے یہ حکم دے کر حضرت صدیق اکبرؓ کی انفرادیت قائم کر دی جس میں کسی کو شریک نہیں بنایا اور اس حکم میں بہتر تاویل یہی ہے کہ آپؓ کی خلافت کا حکم دیا ہے۔ اور اس سے بھی بڑھ کر جو چیز آپ کی خلافت پر دلالت کرتی ہے وہ نبی کریم ﷺ کا آپؓ کو امام بنانا اور اس منصب پر فائز کرنا...... امام خطابی کے نزدیک اثبات قیاس حضرت ابو بکرؓ کے خلیفہ بنانے میں اجماع صحابہ سے قوی نہیں ہے۔ امام خطابی فرماتے ہیں کہ آپؓ کی خلافت پر، امامت سے دلیل قائم کرنے والوں کو معلوم خالی ہونا چاہیے کہ اجماع صحابہؓ اس سے بڑھ کر قوی ہے کیوں کہ حضرت ابو بکرؓ کی خلافت باَجماع صحابہ ہے۔

علامہ بدر الدین عینی رحمۃ اللہ علیہ کی تصریح سے ثابت ہوا کہ نبی اکرم ﷺ نے اپنی حیات طیبہ میں آخری ایام کے اندر حضرت ابو بکرؓ کو اپنا خلیفہ مقرر فرما کر آپ کی خلافت کی طرف اشارہ کر دیا۔ لیکن یہ ایک قیاس ہے اور صحابہ کرام نے بالاتفاق حضرت ابو بکر صدیقؓ کو خلیفہ منتخب کر کے ثابت کیا کہ یہ کام بالاجماع واقع ہوا ہے۔ اور

marfat.com

صحابہ کرامؓ کا یہ اجماع قیاس سے قوی تر ہے۔

بدر الدین عینیؒ کا یہ قول علامہ ابن حجر مکی رحمۃ اللہ علیہ کے قول کا مؤید ہے۔ جس میں آپ نے فرمایا کہ اگر فرض کر لیا جائے کہ آپ کی خلافت پر کوئی نص نہیں تو اجماع صحابہؓ ہی سب سے بڑی نص ہے اور یہ سب سے مضبوط ہے جو باقی نصوص سے بے پرواہ کر دیتی ہے۔

علامہ بدر الدین عینی علیہ الرحمۃ، امام بخاریؒ کی ایک حدیث جسے انہوں نے "کتاب الاحکام" اور باب الاستخلاف کے ضمن میں درج کیا ہے، حضرت عائشہؓ سے منقول ہے۔

لقد هممت أو أردت ان ارسل الى ابى بكر و ابنهٖ فاعهد أن يقول القائلون أيتمنى المتمنون ثم قلت يأبى الله ويدفع المومنون أيدفع الله ويأبى المؤمنون .

کے ماتحت ارشاد فرماتے ہیں۔

مطابقةً للترجمة من قولهٖ لقد هممت أو أردت الى آخر الحديث. قال المهلب فيه دليل قاطع على خلافة الصديق رضى الله عنهٗ وهذا بما وعدبه لأبى بكر رضى الله عنه فكان كما وعد وذالك من أعلام نبوتهٖ وقوله (فاعهد) اى أوصى بالخلافة قوله (أن يقول)اى كراهتهٗ أن يقول القائلون الخلافة لى أو لفلان قوله (أويتمنى المتمنون) اى أوفحافة أن يتمنى أحد ذالك اى أعينهٗ قطعا للنزاع ولإطماع قوله (يأبى الله) اى يأبى اليه الخلافة لغيرابى بكررضى الله عنهٗ ويدفع المومنون ايضاغيرهٗ

مہلب کہتے ہیں اس حدیث کے الفاظ خلافت صدیق اکبرؓ پر دلیل قاطع ہیں کہ نبی اکرم ﷺ نے صدیق اکبرؓ سے وعدہ فرمایا اور جیسا وعدہ فرمایا ویسے ہی ہوا۔ اس اعتبار سے یہ اعلان نبوت میں سے ہے۔ حدیث کا مفہوم یہ ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا۔

اس بات کو ناپسند کرتے ہوئے کہ کوئی خلافت کا دعویٰ کرے اور کہے کہ یہ

marfat.com

میرے لئے ہے یا فلاں آدمی کیلئے ہے۔ اور اس کی تمنا کرنے والے آپس میں جھگڑ پڑیں۔ ان تمام چیزوں کو ختم کرتے ہوئے کیوں نہ حضرت صدیق اکبرؓ کو خلافت کیلئے معین کردوں۔ کیونکہ اللہ عزوجل بھی صدیق اکبرؓ کو اس اہلیت کیلئے پسند فرماتا ہے اور مومن بھی ان کے علاوہ کا انکار کرتے ہیں۔

امام بخاری نے عبداللہ بن عمرؓ سے روایت کیا۔

قیل لعمر رضی اللہ عنہٗ ألاتستخلف قال ان استخلف فقد ستخلف من ھو خیر منی ابوبکر رضی اللہ عنہ الی آخر الحدیث.

کے ماتحت علامہ عینیؒ فرماتے ہیں:

قال النووی وغیرہ اجمعوا علی انعقاد الخلافۃ بالاستخلاف وعلی انعقادھا بعقد اھل الحل والعقد لانسان حیث لایکون ھناك ستخلف وغیرہٗ وعلی جواز جعل الخلیفۃ الامرشوری بین عدد محصوراً وغیرہٗ واجمعواعلی انہٗ یجب نصب خلیفۃ وعلی ان وجوبہ بالشرع لابالعقل وقا الاصم وبعض الخوارج لایجب نصب الخلیفۃ وقال بعض المعتزلۃ یجب بالعقل لابالشرع. (عمدۃ القاری، ج ۲۴، ص ۲۷۸،۲۷۹)

امام نووی اور دیگر علماء کا کہنا ہے کہ تمام لوگوں کا اس بات پر اتفاق ہے کہ خلیفہ بنانے سے خلافت کا انعقاد ہو جاتا ہے۔ (جس طرح نبی کریم ﷺ نے حضرت ابوبکرؓ کو اپنا خلیفہ بنایا) اور اہل عقل ودانش کسی انسان کو بطور خلیفہ منتخب کرلیں جبکہ کوئی دوسرا اس کا استحقاق نہ رکھتا ہو تو پھر بھی خلافت منعقد ہو جاتی ہے۔ اس کا جواز یہ ہے کہ مجلس شوری جس میں تعداد کم ہو یا زیادہ، اگر کسی کو خلیفہ مان لے تو خلافت کا انعقاد ہو جاتا ہے۔ تمام علماء کا اتفاق ہے کہ خلیفہ مقرر کرنا واجب ہے اور یہ رجوب بالشرع ہے نہ کہ بالعقل۔ امام اصم اور بعض خارجیوں کے نزدیک خلیفہ مقرر کرنا واجب نہیں اور بعض خارجیوں کے مطابق تقرر خلیفہ بالعقل ہے نہ کہ بالشرع۔

علامہ بدرالدین عینی کی تصریح سے معلوم ہوا کہ تقرر خلیفہ واجب ہے۔

marfat.com

کیونکہ خلافت ارکان دین میں سے ایک رکن ہے۔ یہ کیسے ہو سکتا ہے کہ ایک اہم رکن کی طرف نبی کریم ﷺ توجہ نہ فرماتے۔ اس لئے اشارتاً نبی اکرم ﷺ نے اس امر کی طرف توجہ دلادی کہ میری وفات کے بعد ابوبکرؓ خلیفہ ہوں گے۔ یہ فرمان اگرچہ بالتصریح نہیں مگر بالتعریض ضرور ہے۔ اور تعریض تصریح کو مستلزم ہے۔

دوسری بات یہ ہے کہ اللہ عزوجل کی طرف سے نبی اکرم ﷺ کو اس امر کی خبر دی گئی کہ اے نبی! ﷺ اطمینان رکھئے آپ ﷺ کے بعد ابوبکر ہی خلیفہ ہوں گے"۔ اس یقین کی بنا پر آپ ﷺ نے خلیفے کا تعین نہیں فرمایا۔

اس کے متعلق امام بیہقی "دلائل النبوۃ" میں فرماتے ہیں۔

انما اراد ماحکی سفیان بن عیینه عن اهل العلم قبلهٗ أن یکتب استخلاف ابی بکر ثم ترك کتابتهٗ اعتماداً علی ماعلم من تقدیر الله تعالیٰ. ذالك کما هم به فی ابتداء مرضهٖ حین قال (واواساة) ثم بدالهٗ أن لایکتب وقال یابی الله والمومنین الاابابکر رضی الله عنه ثم نبه أمتهٗ علی خلافتهٖ باستخلافه ایاه فی الصلوٰة حین عجز عن حضورها وأن کان المرادبه رفع الخلاف فی الدین فان عمربن الخطاب رضی اللهعنهٗ علم ان الله تعالیٰ قدأکمل دینه بقولهٖ (الیوم اکملت لکم دینکم) وعلم انهٗ لاتحدث واقعة الی یوم القیامة الاوفی کتاب الله وسنة رسوله ﷺ بیانها نصًا أودلالة.

(دلائل النبوة للبیهقی، ج ۷، ص ۱۸٤)

امام بیہقی حدیث قرطاس (هلموا أکتب لکم کتابا لن تضلوا بعدها أبدا) کی توضیح میں فرماتے ہیں۔ سفیان بن عیینہ نے اپنے سے پہلے اہل علم سے بیان کیا ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے حضرت ابوبکرؓ کو اپنا خلیفہ بنانا لکھنا تھا پھر آپ ﷺ کو اللہ کی تقدیر سے معلوم ہوا اور اسی پر اعتماد کرتے ہوئے آپ ﷺ نے لکھنے کا ارادہ ترک فرما دیا۔ جب حالت مرض کی ابتدا میں آپ ﷺ نے "وااساہ" فرمایا تو لکھنے کا ارادہ ظاہر فرمایا پھر آپ ﷺ پر ظاہر ہو گیا کہ نہ لکھا جائے۔ اور فرمایا کہ اللہ عزوجل اور تمام

marfat.com

مومن اس سے انکار کرتے ہیں کہ حضرت ابو بکرؓ کے علاوہ کوئی خلیفہ ہو۔ پھر اپنی امت کو خلافت صدیقی پر اس طرح متنبہ فرمایا کہ جب امامت سے عاجز ہو گئے اس وقت صدیق اکبرؓ کو اپنا خلیفہ بنایا۔ اگر کاملت سے مراد دین میں اختلاف کو رفع کرنا ہوتا تو عمر فاروقؓ کو معلوم تھا کہ دین مکمل کر دیا گیا ہے (الیوم اکملت لکم دینکم" کے مطابق) اور قیامت تک کوئی نیا واقعہ پیش نہ آئے گا مگر اسی کا بیان قرآن و سنت میں نص کے طور پر یا دلالۃً موجود ہے۔

معلوم ہوا اگر نبی اکرم ﷺ کو یقین قطعی حاصل نہ ہوتا تو ضرور آپ کی خلافت پر نص فرماتے۔ آپ ﷺ کا مکمل یقین ہی ہمارے لئے خلافت ابو بکرؓ پر نص ہے اور اجماع صحابہ نے اس کو مزید قوت بخش دی ہے۔ اسی لئے صحابہؓ نے فرمایا جس کو نبی اکرم ﷺ نے ہمارے دین کے لئے پسند فرمالیا ہم آپؓ کو دنیا کیلئے پسند کیوں نہ کریں۔

علامہ ابن حجر عسقلانی نے امام بخاری کی حدیث، جس میں حضرت ابو بکرؓ کے خطبہ کا ذکر ہے، کے ضمن میں ارشاد فرمایا۔

(قال القرطبی فی المفهم) لوکان عند احد من المهاجرین والانصار نص من النبی ﷺ علی تعیین احد بعینه لما اختلفوا فی ذلك ولاتعارضوافیه، قال ، وهذا قال جمهور اهل السنة واستند من قال انه نص علی خلافته ابی بکر رضی الله عنهُ باصول کلیة وقرائن حالیة تقتضی انهُ أحق بالامامة و أولیٰ بالخلافة . (فتح الباری، ج ۷ ، ص ۳۲)

امام قرطبیؒ "مفہم" میں فرماتے ہیں۔ اگر مہاجرین وانصار کے پاس کس شخص کی تعیین کے بارے میں رسول اکرم ﷺ کا ارشاد ہوتا تو وہ قطعاً اختلاف نہ کرتے اور نہ ہی اس معاملہ میں ایک دوسرے سے کلام میں مشغول ہوتے۔ جمہور اہل السنۃ کا یہ قول ہے کہ خلافت صدیقی پر نص نہیں ہے اور جنہوں نے اسے نص قرار دیا انہوں نے مختلف قرائن پر اعتماد کیا ہے جو اس بات کے متقاضی ہیں کہ امامت کا حق سب سے زیادہ حضرت ابو بکرؓ کو حاصل ہے اور خلافت کے لئے بھی آپ کے علاوہ کوئی موزوں نہیں۔

marfat.com

جو سب سے اعلم اور افضل ہو وہی امامت کا حقدار ہوتا ہے اور دلائل کے ساتھ گذر چکا کہ علماء کے نزدیک آپ کی افضلیت قطعی ہے۔ حدیث ابو سعید خدری میں جب نبی اکرم ﷺ نے اپنی وفات کا ذکر اشارۃً فرمایا تو صرف حضرت ابو بکرؓ اس بات کو سمجھ پائے۔ اس حدیث کے تحت علماء نے لکھا ہے کہ صدیق اکبرؓ اعلم (سب سے زیادہ علم رکھنے والے) تھے۔ انہی حالات وواقعات اور قرائن کی روشنی میں بعض علماء نے خلافت صدیق اکبرؓ کو منصوص قرار دیا ہے۔

علامہ عبدالشکور سیالمی فرماتے ہیں۔

ثم ابوبکر رضی اللہ عنہٗ کان معینا للخلافۃ فی ذالک الیوم اذاحتیج الیہ لان الصبی والعبدو المرأۃ لایصلح لخلافۃ فصح ماقلنا انہٗ أولیٰ بالامامۃ

(التمھید، ص ۱۷۲)

جب حضرت ابو بکرؓ ایمان لائے تو اس روز بھی خلافت کیلئے معین تھے کیونکہ سوائے آپؓ کے یہ منصب کسے مل سکتا تھا کیونکہ بچہ، غلام اور عورت تو خلافت کے لائق نہیں۔ پس ہم نے جو یہ بات کہی کہ صدیق اکبرؓ امامت میں سب سے زیادہ حقدار تھے یہ صحیح ہے۔

یعنی اگر شروع اسلام میں خلافت سونپنے کی نوبت آتی تو اس وقت بھی صدیق اکبرؓ کی ذات ہی معین تھی کیونکہ کوئی اور آزاد، عاقل بالغ مرد موجود نہ تھا۔ لہٰذا بوقت وفات نبی ﷺ بھی آپ ہی خلافت کے مستحق تھے۔

اس تمام گفتگو اور بحث و تمحیص کا ماحصل یہ ہے کہ خلافت صدیق اکبرؓ اگرچہ منصوص نہیں مگر اس پر صحابہؓ کا اجماع ہے جو نص سے قوی تر ہے۔ اس لئے صاحب تفسیر قرطبی نے اس بات کا جواب دیتے ہوئے کہ آیا خلافت صدیقی کا انکار کفر ہے؟، ارشاد فرمایا۔

قلت وقد جاء فی السنۃ احادیث صحیحۃ یدل ظاھرھا علی انہ الخلیفۃ بعدہٗ وقدانعقد الاجماع علی ذالک ولم یبق منھم مخالف،

marfat.com

والقادح فی خلافتہٖ مقطوع بخطیۃٖ و تسفیقہٖ وھل یکفر أم لا، یختلف فیہ، والا ظھر تکفیرہ . (تفسیر قرطبی، جز ۸، ص ۹٤)

سنت میں احادیث صحیحہ وارد ہوئی ہیں جس کا ظاہر دلالت کرتا ہے کہ نبی اکرم ﷺ کے بعد حضرت ابو بکر رضی اللہ ہی خلیفہ ہیں۔ اور اس پر اجماع منعقد ہوا اور کوئی مخالف نہ رہا۔ پس آپ کی خلافت میں عیب لگانے والا بسبب اپنی خطا اور فسق کے مقطوع ہے اور کیا اس کے انکاری کو کافر کہا جائے گا یا نہیں؟ اس میں اختلاف ہے اور اظہر قول یہی ہے کہ اس کو کافر کہا جائے۔

اس رائے کے بعد شکوک وشبہات کی گنجائش ختم ہو گئی ہے کہ کوئی آپ کی خلافت پر زبان طعن دراز کرے بلکہ حاشیۂ خیال میں بھی اس کو جگہ دے۔ بہر حال حضرت ابو بکرؓ کی خلافت کے متعلق جب ذکر آئے، امام قرطبیؒ علیہ الرحمۃ کے اس قول کو مد نظر رکھیں۔

علامہ ابن حجر عسقلانی کی حدیث (**ولو کنت متخذا خلیلا غیر ربی لاتخذت ابابکر**) جو ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کے ماتحت ارشاد فرماتے ہیں۔

قال الخطابی وابن بطال وغیرھما فی ھذا الحدیث اختصاص ظاھر لابی بکر رضی اللہ عنہٗ وفیہ اشارۃ قویۃ الی استحقاقہٖ الخلافۃ ولاسیما وقد ثبت ان ذالک کان فی آخرحیاۃ النبی ﷺ فی الوقت الذی أمرھم فیہ ان لایؤمھم الاابوبکر رضی اللہ عنہٗ وقدادعی لبعضھم ان الباب کنایۃ عن الخلافۃ ولأمر بالسدکنایۃ عن طلبھا کانہ قال لایطلبن احد الخلافۃ الاابابکر فانہ لاحرج الیہ فی طلبھا والیہ جنح ابن حبان.

(فتح الباری، ج ۷، ص ۱۳)

امام خطابی، ابن بطال اور دیگر علماء فرماتے ہیں۔ اس میں حضرت ابو بکرؓ کے لئے اختصاص ظاہر ہے اور آپ کا خلافت کیلئے مستحق ہونے کی طرف اشارہ ہے اور

marfat.com

کیوں نہ ہو کہ صحابہ کرامؓ کو حضرت صدیق اکبرؓ کا دروازہ نہ بند کرنے کا حکم دیا۔ جب آپ ﷺ اپنی آخر عمر میں تھے تو صحابہ کرامؓ کو امامت کیلئے صدیق اکبرؓ کا حکم دیا اور یہ خلافت کی طرف قوی اشارہ ہے۔ بعض لوگوں نے یہ دعویٰ بھی کیا ہے کہ حضرت ابوبکرؓ کا دروازہ کھلا رہنے دینا آپؓ کی خلافت سے کنایہ ہے اور یہ بات بھی کہ سوائے آپ کے کوئی خلافت کا طلبگار نہیں ہو سکتا۔ ہاں اگر صدیق اکبرؓ طلب کریں تو کوئی حرج نہیں اسی طرف ابن حبان کا میلان ہے۔

ابن حبان فرماتے ہیں۔

قال ابوحاتم ، قوله ﷺ سدواعنی کل خوخة فی المسجد غیر خوخة ابی بکر رضی اللہ عنه فیه دلیل علی ان الخلیفة بعد رسول اللہ ﷺ کان ابوبکرؓ اذا المصطفی ﷺ حسم عن الناس کلھم اطماعھم فی أن یکونوا خلفاء بعدہٗ غیرابی بکر رضی اللہ عنہٗ بقوله سدوا عنی کل خوخة فی المسجد غیر خوخة ابی بکر رضی اللہ عنه. (ابن حبان، جز۹، ص ۵)

ابوحاتم فرماتے ہیں کہ نبی اکرم ﷺ کا یہ فرمان کہ میری طرف سے مسجد کے تمام دروازے بند کردو مگر دروازۂ ابوبکرؓ کھلا رہے، اس بات کی دلیل ہے کہ آپؓ ہی نبی کریم ﷺ کے بعد خلیفہ ہیں۔ اس لئے نبی اکرم ﷺ نے لوگوں کے اس لالچ کو جڑ سے اکھیڑ دیا کہ وہ خلافت کے طلبگار بنیں۔

ابن حبان کے اس قول نے واضح کردیا کہ خلیفہ ہونا تو درکنار کوئی اس بات کا خیال بھی نہ لائے کہ نبی اکرم ﷺ کے بعد حضرت ابوبکرؓ کے علاوہ کوئی اس منصب پر فائز ہو سکتا ہے۔

اس حدیث شریف کے تحت بدرالدین عینی علیہ الرحمۃ ارشاد فرماتے ہیں۔

قولہٗ الاباب ابی بکرؓ: استثناء مفرغ ومعناہ لاتبقوا بابا غیر مسدودالاباب ابی بکر فاترکوہٗ بغیر سد وفی روایة الطبرانی من حدیث معاویة فی آخر الحدیث فانی رأیت علیه نورا (فان قلت) روی النسائی من

marfat.com

حدیث سعد بن ابی وقاص قال (أمر رسول اللہ ﷺ بسد الابواب الشارعة فی المسجد وترك باب علی رضی اللہ عنه) واسناده قوی وفی روایة الطبرانی فی الاوسط زیادة وھی فقالوا یا رسول اللہ سددت ابوابنا فقال ماأنا سددتھا ولکن اللہ سددھا ونحوہ عن زیدبن ارقم اخرجه احمد عن ابن عباس فھذایخالف حدیث الباب . قلت جمع بینھما بان المراد بالباب فی حدیث علیؓ الباب الحقیقی والذی فی حدیث ابی بکرؓ یراد به الخوخة کما صرح به فی بعض طرقه وقال الطحاوی فی مشکل الآثار بیت ابی بکر کان له باب من خارج المسجد و خوخة الی داخله وبیت علیؓ لم یکن له باب الامن داخل المسجد قلت فلذالك لم یأذن النبی ﷺ لاحد ان یمر من المسجد وھوجنب الالعلی بن ابی طالب رضی اللہ عنه . لان بیته کان فی المسجد . رواہُ اسماعیل القاضی فی احکام القران.

(عمدة القاری، ج ١٦، ص ١٧٦)

اس کا مطلب ہے کہ مسجد میں کوئی دروازہ کھلا نہ رکھا جائے سوائے حضرت ابوبکرؓ کے دروازے کے۔ اس کو اپنی حالت (کھلا) پر چھوڑ دو۔ طبرانی کی ایک روایت میں بسند معاویہؓ یہ بھی الفاظ آخر حدیث میں موجود ہیں کہ میں اس دروازہ پر نور دیکھ رہا ہوں۔ اگر اعتراض ہو کہ سعد بن ابی وقاص سے روایت ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا مسجد کی طرف کے تمام دروازے بند کر دیے جائیں مگر علیؓ کا درواز کھلا رہے۔ اور اس کی سند قوی ہے، طبرانی فی الاوسط کی روایت ہے کہ صحابہ نے عرض کیا آپ ﷺ نے ہمارے تمام دروازے بند کر دیے تو نبی کریم ﷺ نے فرمایا: میں نے انھیں بند نہیں کیا بلکہ اللہ تعالیٰ نے اس بات کا حکم عطا فرمایا ہے۔ اور ایسی ہی حدیث زید بن ارقم سے امام احمد نے ابن عباس سے تخریج کی ہے۔ پس یہ حدیث حضرت ابوبکرؓ کے متعلق حدیث کے مخالف ہے۔ میں (بدرالدین عینی) کہتا ہوں کہ دونوں احادیث میں تطبیق اس طرح ہے کہ حدیث علیؓ میں دروازہ سے مراد حقیقی دروازہ ہے اور حدیث ابوبکرؓ میں

marfat.com

خوخہ مراد ہے جیسا کہ بعض طریقوں سے اس بات کی صراحت آئی ہے۔امام طحاوی مشکل الاثار میں فرماتے ہیں: ابو بکر کے گھر کا دروازہ مسجد کے باہر تھا اور روشندان مسجد کے اندر جبکہ حصرت علیؓ کا دروازہ صرف مسجد کے اندر کھلتا تھا۔ اس لئے نبی کریم ﷺ نے کسی کو جنبی حالت میں مسجد سے گزرنے سے منع فرمایا ہے سوائے حصرت علیؓ کے۔اس لئے کہ آپ کا دروازہ مسجد میں کھلتا تھا۔ اس کو اسماعیل قاضی نے احکام القرآن میں روایت کیا۔

اس کے علاوہ بدرالدین عینی نے حافظ ابن حجر عسقلانی کی طرح ارشاد فرمایا کہ امام خطابی، ابن بطال اور دیگر علماء نے فرمایا کہ اس حدیث خوخہ میں ابو بکرؓ کے لئے اختصاص ہے اور آپ کی خلافت کی طرف قوی اشارہ ہے اور کیوں نہ ہو حالت مرض میں امامت کے لئے آپ کو ہی منتخب کیا گیا اور بعض علماء نے سوائے حضرت ابو بکرؓ کے دروازے کے تمام دروازوں کو بند کر دینے کے حکم سے آپؓ کی خلافت مراد لی ہے کہ وہ ہی خلافت طلب کر سکتے ہیں اور کوئی نہیں۔

علامہ بدالدین عینیؒ "خلیل" کی توضیح میں لکھتے ہیں:

واختلاف فی معنی الخلة واشتقا قها فقال الخلیل المنقطع الی الله تعالیٰ الذی لیس فی انقطاعه الیه ومحبته لهٗ اختلال وقیل الخلیل المختص واختار هذا القول غیر واحد واختلف العلماء ارباب العقول ایهما أرفع درجة الخلة أو درجة المحبة فجعلها بعضهم سواء فلا یکون الحبیب الاخلیلاولایکون الخلیل الاحبیالکنهٗ خص ابراهیم بالخلة ومحمد علیهما السلام بالمحبة وبعضهم قال درجة الخلة أرفع واحتج بقول ﷺ (لوکنت متخذاً خلیلا غیر ربی) فلم یتخذه وأطلق المحبة لفاطمة وابنیها وأسامة وغیرهم واکثرهم جعل المحبة أرفع من الخلة لان درجة الحبیب فینا ارفع من درجة الخلیل علیهما السلام وأهل المحبة

marfat.com

الميل الی مایوافق المحب ولکن هذا فی حق من یصح المیل منه ولانتفاع بالوفق وهی درجة المخلوق واما الخالق عزوجل فمنزه عن الاعراض فمحبتهٗ لعبده من سعادتهٖ وعصمتهٖ وتوفیقهٖ وتهیته اسباب القرب وافاضته رحمته علیه وقصواها کشف الحجاب عن قلبه حتی یراه بقلبهٖ وینظرالیه ببصیرتهٖ فیکون کماقال فی الحدیث (فاذا احببتهٗ کنت سمعهٗ الذی یسمع به وبصره الذی یبصربه) (عمدة القاری، ج ١٦ ص ١٧٥، ١٧٦)

علماء نے خلت کے معنی میں اختلاف کیا ہے اس کے اشتقاق میں بھی۔ بعض علماء کا کہنا ہے کہ خلیل کا معنی ہے اللہ تعالیٰ کی طرف ایسا رجوع کرنے والا کہ ہر چیز سے قطع تعلق کرے اور اس کی اور اللہ تعالیٰ کی محبت میں کوئی اختلال نہ ہو اور بعض کے نزدیک خلیل وہ ہے جس کو اللہ تعالیٰ اپنے لئے خاص فرمالے اور اکثر علماء نے یہی معنی اختیار کیا ہے۔

علماء ارباب عقول نے اختلاف کیا ہے۔ ان دونوں میں سے کس کا درجہ ارفع ہے، خلیل کا یا حبیب کا؟ بعض علماء نے دونوں کو مساوی درجہ دیا ہے یعنی جو خلیل ہے وہ حبیب بھی ہے اور جو حبیب ہے وہ خلیل بھی۔ لیکن خلت ابراہیم علیہ السلام کے لئے خاص ہے اور محبت محمد عربی ﷺ کیلئے اور بعض علماء نے فرمایا کہ درجۂ خلت ارفع ہے اور ان کی دلیل ہے نبی کریم ﷺ کا فرمان (اگر میں کسی کو اپنے رب کے سوا خلیل بناتا تو ابوبکرؓ کو بناتا) لیکن نبی کریم ﷺ نے کسی کو خلیل نہیں بنایا اور نبی اکرم ﷺ نے حضرت فاطمۃ الزہرا، حسن و حسین اور اسامہ بن زید رضی اللہ عنھم کے علاوہ دیگر لوگوں کے لئے محبت کا لفظ استعمال فرمایا ہے۔ اکثر علماء اس طرف گئے ہیں کہ محبت، خلت سے ارفع ہے اس لئے کہ ہمارے نبی کریم ﷺ کا درجہ حبیب، درجہ خلیل علیہ السلام سے اَرفع ہے اور محبت کی اصل، محبّ کے موافق کی طرف میلان ہے۔ لیکن یہ اس کے حق میں ہے جس سے میلان ورجحان صحیح ہو اور پورا پورا نفع اٹھائے اور یہ درجہ

marfat.com

مخلوق کا ہے۔ لیکن خالق عزوجل اعراض سے منزہ ہے اور اللہ تعالیٰ کی اپنے بندے کے ساتھ محبت یہ ہے کہ خدائے بزرگ و برتر اپنی سعادت سے بندہ کو قدرت و طاقت عطا کرے، اس کی عصمت کی حفاظت اور اپنی توفیق سے بہرہ مند فرمائے۔ اسباب قرب مہیا فرمائے۔ اپنی رحمت اس پر بہائے اور یہ محبت کا نہائت درجہ ہے، بندے کے قلب سے حجاب کا دور کر دینا یہانتک کہ بندہ اس کو اپنے قلب کے ساتھ دیکھ سکے اور دل کی بصیرت کے ساتھ اس کی طرف نظر کر سکے پھر بندہ اس طرح ہو گا جیسا کہ نبی محترم ﷺ نے ارشاد فرمایا (میں بندے کو اپنا محبوب بنالیتا ہوں تو پھر اس کے کان بن جاتا ہوں وہ ان سے سنتا ہے۔ آخر حدیث تک)

علامہ بدر الدین عینی نے ابوبکر بن فودک کا بعض متکلمین سے محبت و خلت کے درمیان فرق پر جو کلام نقل فرمایا ہے اسے تحریر فرمادیا۔ فرماتے ہیں خلیل وہ ہے جو اللہ سے بالواسطہ ملاقات کرے جیسا کہ فرمان خدا ہے۔

(وکذالك نری ابراهیم ملکوت السموات والارض)

اور حبیب وہ ہے جو بلاواسطہ شرف ملاقات پائے۔ جیسے

فکان قاب قوسین أو ادنیٰ

پھر خلیل وہ ہے جس کی مغفرت حد طمع ہو جیسے

والذی أطمع ان یغفرلی وخطیتی یوم الدین

اور حبیب وہ ہے جس کی مغفرت حد یقین میں ہو جیسے

لیغفرلك الله ماتقدم من ذنبك وماتأخر

خلیل کا کہنا ہے

ولاتحزنی یوم یبعثون

اور حبیب کو کہا گیا

یوم لایخزی الله النبی

marfat.com

معلوم ہوتا ہے کہ حبیب کیلئے سوال سے پہلے ہی بشارت ہے رضا کی، محبت کی اور ہر غم سے آزادی اور برأت کی۔

خلیل محبت میں کہتا ہے۔

حسبی اللہ

جبکہ حبیب کے بارے میں خود رب فرماتا ہے

یاایھا النبی حسبك اللہ

اور خلیل یوں عرض کرتا ہے

واجعل لی لسان صدق

اور حبیب کو یوں بشارت دی گئی

ورفعنالك ذکرك یعنی بغیر سوال کے عطا کیا گیا

خلیل بارگاہ عزوجل میں عرض کرتا ہے

واجنبنی وبنی أن نعبد الاصنام

جبکہ حبیب کو فرمایا گیا

انما یرید اللہ لیذھب عنکم الرجس أھل البیت

ذرا یہ کلام پڑھ کر بتائیں کہ خلت اور محبت میں، خلیل اور حبیب میں کس قدر فرق ہے۔ خلیل و حبیب میں امتیاز واضح ہو جائے گا۔ ہمارے نبی اکرم ﷺ رب تعالیٰ کے حبیب ہیں اور خلیل بھی۔ بہر حال ہم ایک بار پھر اپنے موضوع کی طرف لوٹتے ہیں۔

امام نووی علیہ الرحمۃ مسلم شریف کی ایک حدیث، جو حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے، کے ماتحت فرماتے ہیں۔

قولهُ سئلت عائشة رضی اللہ عنها من کان رسول اللہ ﷺ مستخلفا لو استخلفهُ قالت ابوبکر رضی اللہ عنهُ فقیل لها ثم من بعد ابی بکر قالت عمر رضی اللہ عنهما...... الی آخر الحدیث.

هذا دلیل لأهل السنة فی تقدیم ابی بکر ثم عمر رضی اللہ عنهما

marfat.com

للخلافة مع اجماع الصحابة وفيه دلالة لأهل السنة ان خلافة ابی بکر رضی الله عنهٗ لیست بنص من النبی ﷺ علی خلافته صریحا بل اجمعت الصحابة رضی الله عنهم عقدالخلافة له وتقدیمه لفضیلته ولو کان هناك نص علیه أوعلیٰ غیره لم تقع المنازعة من الانصار وغیرهم أولا ولذکرحافظ النص مامعهٗ ولرجعوا الیه لکن تنازعوا أولا ولم یکن هناك نص ثم اتفقوا واستقرالأمر وأما ماتدعیه الشیعة من النص علی رضی الله عنهٗ والوصیة الیه فباطل لاأصل لهٗ باتفاق المسلمین والاتفاق علی بطلان داعواهم من زمن علی رضی الله عنهٗ و أول من کذبهم علی رضی الله عنه بقوله ماعندنا الامافی هذه الصحیفة الحدیث ولو کان عندهٗ نص لذکره ولم ینقل أنهٗ ذکره فی یوم من الایام ولاانّ احداً ذکرهٗ. والله أعلم

(نووی شرح مسلم، ج ۲، ص ۲۷۲. مرقاة شرح مشکوة، ج ۱۱، ص ۲۸٤)

حضرت عائشہ صدیقہؓ کی یہ حدیث خلافت ابوبکر اور عمرؓ فاروق کے لئے دلیل ہے اور اس کے ساتھ ساتھ ان دونوں حضرات کے بالترتیب خلیفہ ہونے پر اجماع صحابہؓ بھی ہے اور اہل سنت کے لئے اس میں سے یہ دلیل بھی ہے کہ خلافت ابوبکرؓ پر صریح نص نہیں بلکہ اجماع صحابہ سے ثابت ہے اور آپ کی فضیلت کو مد نظر رکھتے ہوئے، خلافت کے لئے مقدم کیا گیا۔ اس وقت حضرت ابوبکرؓ یا کسی اور کی خلافت پر نص ہوتی تو پہلے پہل انصار و مہاجرین کے درمیان خلافت پر تنازع کھڑا نہ ہوتا لیکن اولاً انہوں نے باہمی تنازعہ کیا کیونکہ خلافت منصوص نہ تھی اور پھر انہوں نے صدیق اکبرؓ پر اتفاق کر لیا اور اس پر ثابت رہے لیکن شیعہ کا دعوی کہ نبی کریم ﷺ نے حضرت علیؓ کو اپنا وصی بنایا اور آپؓ کی خلافت پر نص ہے یہ باطل ہے اور اس کی کوئی دلیل نہیں۔ اس پر تمام مسلمانوں کا اتفاق ہے اور زمانہ علیؓ ہی سے اس کا بطلان اتفاق شدہ ہے اور سب سے پہلے جس نے اس دعوے کو جھٹلایا وہ خود حضرت علیؓ ہیں جیسا کہ حدیث سے ثابت ہے کہ آپ نے فرمایا: ہمارے پاس صحیفہ کے سوا کوئی اور چیز نہیں۔ اگر نص ہوتی تو آپؓ

marfat.com

ضرور ذکر فرماتے جبکہ ایسا کوئی واقعہ نہیں ملتا اور نہ ہی کسی نے نقل کیا۔

معلوم ہو کہ امام نووی کے نزدیک بھی حضرت صدیق اکبرؓ کی خلافت باجماع صحابہؓ ہے بلکہ تمام علماء نے اس پر اتفاق کیا ہے اور یہ اجماع نص سے قوی ہے جمہور اھل سنت کا بھی یہی قول ہے اور احادیث کے قرائن کو علما نے اشارۂ خلافت سے تعبیر کیا ہے کہ اس سے آپ کی خلافت کا اشارہ ملتا ہے جبکہ اصل چیز صحابہؓ کا اجماع ہے جس کا انکار ممکن نہیں۔

کتاب کی تسوید کر رہا تھا تو محترم المقام محبی فی اللہ علامہ ظفر اقبال کلیار صاحب فاضل بھیرہ شریف تشریف لائے اور دوران گفتگو میں انہوں نے فرمایا کہ علیؓ المرتضٰی کا بیعت صدیق اکبرؓ کرنا ثابت ہے یا نہیں؟ میں نے عرض کیا کہ بعد از تحقیق کچھ عرض کر سکتا ہوں۔ پس بعد از مطالعۂ بسیار کتب شیعہ مجھے جو کچھ معلوم ہو سکا، قارئین کی خدمت میں چند سطور کے بعد پیش کرتا ہوں۔ اللہ تعالیٰ صحیح بات کہنے کی توفیق بخشے۔

علامہ ملا علی قاری رحمۃ اللہ علیہ حدیث **(لو کنت متخذا خلیلاً غیر ربی لاتخذت ابابکر خلیلا)** کے ماتحت لکھتے ہیں۔

قال التوربشتی وھذا الکلام کان فی مرضہٖ الذی توفی فیہ فی آخر خطبۃ خطبھا ولاخفاء بأن ذلک تعریض بأن ابابکر رضی اللہ عنہ ھو المستخلف بعدہٗ وھذا الکلمۃ ان ارید بھا الحقیقۃ فذالک لأن اصحاب المنازل اللاصقۃ بالمسجدوقد جعلوا من بیوتھم مخترقا یمرون فیہ الی المسجد أو کوۃ ینظرون الیھامنہ فأمرلسدھا جملۃً سویٰ خوخۃ ابی بکر رضی اللہ عنہٗ تکریمالہٗ بذالک اولاً ثم تنبھا الناس فی صحن ذالک علی أمرالخلافۃ ثم قال بعد ذالک وأری المجاز فیہ أقویٰ اذلم یصح عندنا ان ابابکر کان لہٗ منزل بجنب المسجد وانما کان منزلہٗ بالسخ من عوالی

marfat.com

المدينة ثم انهٗ مهد المعنٰی المشار الیه وقرره بقوله (ولو کنت متخذاً خلیلاً لاتخذت ابابکر خلیلاً) لیعلم انهٗ أحق الناس بالنیابة عنهٗ

تورپشی فرماتے ہیں نبی کریم ﷺ نے یہ بات مرض وفات کی حالت میں آخری خطبہ کے اندر ارشاد فرمائی اور کوئی شک نہیں کہ نبی کریم ﷺ نے خلافت ابو بکرؓ کے متعلق تعریض (اشارۃً) فرمائی اور اگر اس کلمہ (دروازہ) سے حقیقت مراد لی جائے تو مطلب یوں ہو گا کہ وہ اصحاب جن کے گھر مسجد سے ملے ہوئے تھے انہوں نے گھروں میں شگاف بنایا ہوا تھا جس سے گذر کر مسجد کو جاتے تھے، یا روشندان تھے جن سے مسجد کی طرف دیکھتے تھے۔ آپ ﷺ نے انہیں بند کرنے کا حکم ارشاد فرمایا سوائے ابو بکر صدیقؓ کے روشندان کے۔ ایک تو اس میں آپؓ کی تکریم و عزت ظاہر ہے اور دوسرا امر خلافت پر لوگوں کو انتباہ کرنا ہے۔

جن لوگوں نے اس سے کنایہ مراد لیا ہے کہ یہ دوسرے لوگوں کو امر خلافت میں طمع نہ کرنے کی طرف اشارہ ہے کہ وہ دروازے بند کر دیں۔ یہ مجازی معنی ہے اور میرے نزدیک (ملا علی قاری) یہ معنی مجازی حقیقی معنی سے قوی ہے کیونکہ ہمارے نزدیک مسجد کے ساتھ حضرت صدیق اکبرؓ کا کوئی گھر نہیں تھا بلکہ آپ مدینہ شریف کے گردو نواح مقام سخ میں رہتے تھے۔ پس نبی کریم ﷺ نے "ولو متخذا خلیلا غیر ربی" فرما کر اس معنی مجازی کو مزید قوت دی کہ دروازہ کھلا رہنے دینے کا حکم دراصل خلافت سے کنایہ ہے۔

ملا علی قاری رحمۃ اللہ علیہ کے کلام کا خلاصہ یہ ہوا کہ دروازے والی حدیث شریف حضرت ابو بکرؓ کی خلافت کی طرف اشارہ ہے اور یہ اشارۃً تصریح کو مستلزم ہے جب آپؓ حیات نبی ﷺ میں امامت میں مقدم ٹھہرے تو بعد از وفات خلافت میں بھی آپ ہی اول ہیں۔

marfat.com

کیا حضرت علی المرتضیٰؓ نے حضرت ابو بکر صدیقؓ کی بیعت کی تھی؟

باب اوّل میں علامہ عمر نسفی اور علامہ عبدالشکور سیالمی رحمۃ اللہ علیھما کی عبارات نقل کی ہیں جس سے پتہ چلتا ہے کہ باہمی منازعت و مشاورت کے بعد جب صحابہؓ کی فکر استقرار پائی تو سب نے حضرت ابو بکر صدیقؓ کی بیعت کی اور حضرت علیؓ نے بھی علی الاعلان بیعت فرمائی۔ علامہ عبدالشکور سیالمی رحمۃ اللہ علیہ نے التمھید میں حضرت علیؓ کے بیعت کے متعلق ایک حدیث لفظ (روی) کے ساتھ نقل فرمائی مگر اس کے راوی نامعلوم ہیں اور نہ ہی یہ علم ہو سکا کہ اسے کس نے تخریج کیا، اس کے باوجود یہ نہیں کہا جا سکتا کہ یہ حدیث، حدیث نہیں کیونکہ اتنی مستند شخصیت کس طرح غیر حدیث کو حدیث کہہ سکتی ہے۔ اگر کسی صاحب کو اس حدیث کے متعلق علم ہو تو ضرور مطلع فرمائیں۔ کیونکہ "فوق کل ذی علم علیم" کے مصداق انتہائی کوشش کے بعد بھی اگر مطلوب ہاتھ نہ آئے تو دوسرے علماء سے رجوع کرنا اسلاف کا طریقہ رہا ہے۔ رب ذوالجلال علمائے حق کا سایہ قائم رکھے آمین۔

علامہ عبدالشکور سیالمی رحمۃ اللہ علیہ مذکورہ بالا حدیث نقل فرما کر ارشاد فرماتے ہیں۔

وقال بعض الناس ان علیا رضی اللہ عنہ بایع ابابکر رضی اللہ عنہ بعد ثلاثۃ ایام وقال بعضھم بایعہٗ بعد ستۃ أشھر بعدوفاۃ سیدۃ النساء عند الشیعۃ ھداھم اللہ تعالیٰ وھذا لایصح ثم کل سوال من جھۃ الخصم یکون مردوداً الموافقۃ علی رضی اللہ عنہٗ لابی بکر لانہ ان لم یبایعہ فسکت ولم یخالفہ وقد بینا انہٗ بایعہ بدلیل ماذکرنا ولولم یصح خلافۃ ابی بکر رضی اللہ عنہٗ ولایکون اماما حقا فکان لایجوز السکوت بہ اولإغماص منہٗ لان من رضی بامام باطل فانہ یکفر والدلیل علی ان علیا رضی اللہ عنہٗ رضی

marfat.com

بالامامة لابی بکر رضی اللہ عنہٗ وبایعه لانہٗ اطاعہٗ بالغزو وأخذ من الغنیمة سهما وروی ان ابابکر رضی اللہ عنہٗ دفع الی علی رضی اللہ عنہٗ جاریة من السبایا تقبلها ووطیها ولو کانت خلافة لاتکون صحیحة ثابتة حقًا لکان لایجوز له أن یطیعه ولایحل لہٗ أخذ الغنیمة ولکان لایحل لعلی رضی اللہ عنہٗ وطئی الجاریة فصح بهذا المعانی ان خلافة ابی بکرؓ کان حقا۔

(التمهید فی علم الکلام والتوحید، ص ۱۷۰)

بعض لوگوں کا کہنا ہے کہ حضرت علیؓ نے تین دن بعد حضرت ابوبکرؓ کی بیعت کی جبکہ کچھ کے نزدیک چھ ماہ بعد از وفات فاطمۃ الزہراء رضی اللہ عنہا اور یہ شیعہ کے نزدیک ہے جو کہ صحیح نہیں اور دشمن کا ہر سوال اس لئے بیکار ٹھہرا کہ خود حضرت علیؓ نے حضرت ابوبکرؓ کی موافقت کی ہے کیونکہ اگر آپؓ نے بقول روافض حضرت ابوبکرؓ کی بیعت نہیں کی بلکہ آپؓ خاموش رہے کسی قسم کی مخالفت کے بغیر۔ جسے ہم نے دلیل کے ساتھ بیان کیا ہے کہ حضرت علیؓ نے حضرت ابوبکرؓ کی بیعت کی ہے۔ پس اگر آپؓ کی خلافت درست نہ تھی اور آپ امام حق نہیں تھے تو حضرت علیؓ کا سکوت اور چشم پوشی جائز نہیں کیونکہ امام باطل کو پسند کرنے سے آدمی کفر کی طرف قدم بڑھاتا ہے۔ علاوہ ازیں اس بات پر دلیل کہ حضرت علیؓ خلافت ابوبکرؓ پر راضی تھے اور آپؓ نے بیعت ابوبکرؓ بھی کی تھی، یہ ہے کہ حضرت علیؓ نے جنگ میں آپؓ کی اطاعت کی اور مال غنیمت سے حصہ لیا اور ایک روایت کے مطابق حضرت ابوبکرؓ نے قیدیوں میں سے ایک لونڈی آپؓ کی طرف بھیجی جسے آپؓ نے قبول فرماتے ہوئے اس کے ساتھ وطی بھی کی۔ اگر خلافت ابوبکرؓ صحیح ثابت نہ ہو تو یہ اطاعت، مال غنیمت سے حصہ اور لونڈی کا قبول کرنا سب کچھ کیسے حلال ٹھہرا۔ ثابت ہوا کہ حضرت ابوبکرؓ کی خلافت صحیح تھی۔

علامہ عبدالشکور رسیالمی نے نہایت مدلل اور واضح الفاظ میں بیان فرمایا کہ حضرت علیؓ نے حضرت ابوبکر صدیقؓ کی بیعت کی اور آپ کی خلافت کو تسلیم کیا ہے جبکہ شیعہ حضرات کے نزدیک حضرت علیؓ نے سیدہ فاطمۃ الزہراؓ کی وفات کے بعد

marfat.com

حضرت ابوبکر کی بیعت کی ہے۔ علامہ سیالمی نے اسے مردود قرار دیتے ہوئے تحقیق سے ثابت کیا کہ حضرت علیؓ نے اس دن بیعت کی جس دن نبی اکرم ﷺ فوت ہوئے۔

اس طرح علامہ نسفیؒ نے "عقائد نسفی" کی شرح میں لکھا ہے کہ بیعت علیؓ علی الاعلان سب کے روبرو اسی دن ثابت ہے جس دن آنحضرت ﷺ اس دنیا سے تشریف لے گئے۔ اس تحقیق کو مزید پختہ کرنے کے لئے چند دلائل پیش خدمت کررہا ہوں تاکہ ثابت ہو سکے کہ حضرت علیؓ نے اس روز بیعت کی اور بقول شیعہ حضرات کہ حضرت علیؓ خود وصی تھے اس لئے بیعت نہیں کی اس بات کی تردید ہو سکے۔ اور نظریہ اہل سنت وجماعت کی حقانیت ظاہر ہو۔

حدثنا عبيدالله بن سعيد الزهرى قال أخبرنا عمى يعقوب بن ابراهيم قال أخبرنى سيف ابن عمر عن الوليد بن عبدالله بن ابى ظبيته البجلى قال حدثنا الوليد بن جميع الزهرى قال قال عمروبن حريث لسعيد بن زيد اشهدت وفاة رسول الله صلى الله عليه وسلم قال نعم قال فمتى بويع ابوبكر قال يوم مات رسول الله صلى الله عليه وسلم كرهوا أن يبقوا بعض يوم وليسوا فى جماعة قال فخالف عليه أحد قال لا الامرتد أومن قدكاد أن يرتد لولا ان الله عزوجل ينقذهم من الانصار قال فهل قعد أحدمن المها جرين قال لاتتابع المها جرون على بيعته من غيرأن يدعوهم .

(تاريخ طبرى، ج ۲ ص ۴۴۷)

عمر بن حریث نے سعید بن زید کو کہا کہ کیا آپ رسول اکرم ﷺ کی وفات کے وقت موجود تھے؟ کہاہاں میں وہاں حاضر تھا۔ حضرت ابوبکر کی بیعت کب کی گئی؟ سعید نے جواب دیا جس دن نبی کریم ﷺ نے وفات پائی۔ اس لئے کہ انہوں نے ناپسند کیا کہ کچھ دن بغیر جماعت کے گذاریں۔ عمرو نے پوچھا کیا کسی نے اس بیعت کی مخالفت کی؟ جواب دیا نہیں کسی نے مخالفت نہیں کی سوائے ان لوگوں کے جو مرتد ہو گئے یا مرتد ہونے کے قریب تھے۔ عمرو بن حریث نے کہا کیا مھاجرین میں سے کوئی ایسا بھی

marfat.com

تھا جو گھر بیٹھا رہا اور حضرت ابو بکرؓ کی بیعت نہ کی ؟ کہا نہیں، بلکہ مہاجرین بغیر بلائے بیعت صدیق اکبرؓ کی خاطر چلے آئے۔

اس حدیث سے ثابت ہوا کہ بیعت اسی دن ہوئی جب نبی کریم ﷺ نے وفات پائی اور دوسرا یہ کہ کسی نے بھی حضرت ابو بکرؓ کی بیعت کی مخالفت نہیں کی۔ مزید تصریح اور وضاحت اس بات سے ہوئی کہ جب سوال ہوا کیا مہاجرین میں سے کوئی گھر بیٹھا رہا کہ بیعت سے انکار کرنے والا ہو ؟ تو جواب ملا کہ کوئی شخص ایسا نہیں جس نے مہاجرین سے انکار کیا ہو یا گھر بیٹھ کر مخالفت کی ہو بلکہ مہاجرین تو خود چل کر بیعت کے لئے آئے اور حضرت علیؓ مہاجرین سے ہی تو ہیں۔ ثابت ہوا کہ حضرت علیؓ نے بیعت سے نہ انکار کیا اور نہ مخالفت یا دیر بلکہ اس روز بیعت ہو گئے۔

حدثنا عبيد الله بن سعيد قال أخبرني عمي قال أخبرني سيف عن عبدالعزيزبن سباه عن حبيب ابن ابی ثابت قال كان علیؓ فی بيته اذا اتی فضيل له قد جلس ابوبكرؓ للبيعته فخرج فی قميص ماعليه ازارولارداء عجلا كراهيته أن يبطئ عنها حتى بايعه ثم جلس اليه وبعث الی ثوبه فاتاه فتخلله ولزم مجلسه. (تاريخ طبری، ج۲، ص۴۴۷)

حبیب ابن ابی ثابت سے روایت ہے کہ حضرت علیؓ اپنے گھر میں تھے جب آپ کے پاس کوئی آدمی گیا اور آپ سے کہا گیا کہ حضرت ابو بکرؓ بیعت کے لئے تشریف فرما ہیں۔ حضرت علیؓ جلدی کرتے ہوئے بغیر تہبند اور چادر کے (لمبی) قمیص پہنے ہوئے چل نکلے کہ بیعت میں دیر نہ ہو جائے یہاں تک کہ آپ نے بیعت کر لی اور حضرت ابو بکرؓ کے پہلو میں بیٹھ گئے جبکہ ایک شخص کو کپڑے لینے کے لئے بھیج دیا جب وہ لے آیا تو چادر مبارک زیب تن فرمائی اور مجلس صدیق اکبر میں بیٹھ گئے۔

علامہ حافظ محب طبری رحمتہ اللہ علیہ جو کہ عظیم مفسر بھی ہیں اپنی معرکہ الآراء کتاب میں اس حدیث کی تخریج فرماتے ہیں۔ پس اس کے بعد کیا ابہام رہ جاتا ہے کہ حضرت علیؓ نے کب بیعت کی اور کیسے کی وغیرہ ؟ شکوک وشبہات سے پاک الفاظ میں

marfat.com

اس بات کی وضاحت مل رہی ہے کہ حضرت علیؓ نے بیعت کرنے کیلئے اس قدر جلدی فرمائی کہ پورا لباس بھی نہ اوڑھا اور مجلس صدیق اکبرؓ کی طرف بغرض بیعت چل دئے اور بیعت کرلی۔

ابن اثیر فرماتے ہیں۔

وقیل لماسمع علی رضی اللہ عنہ بیعۃ ابی بکرؓ خرج فی قمیص ماعلیہ آزارو لارداء عجلا حتی بایعہٗ ثم استدعی ازارہٗ وردائہٗ فتجللہ

(الکامل فی التاریخ ، ج ۲ ص ۳۲۵)

علامہ ابن اثیر نے اس بات کو "قیل" کے ساتھ بیان فرمایا جبکہ اس سے قبل صاحب تاریخ طبری نے اس کی پوری سند بیان فرمائی ہے۔

یعنی حضرت علیؓ نے جب سنا کہ صدیق اکبرؓ بیعت کررہے ہیں تو جلدی میں فقط قمیص پہنے ہی مجلس کی طرف چل نکلے اور بیعت کرلی پھر آپ نے باقی لباس منگوایا اور پہنا۔

یہ تصریحات مخالفین حضرت ابوبکرؓ کے لئے لمحہ فکریہ ہیں۔ غور فرمائیں کہ کس قدر مضبوط شہادتیں اس امر پر دلالت کررہی ہیں کہ حضرت علیؓ نے بلا تاخیر بیعت کی تعصب ایک الگ چیز ہے ورنہ حقیقت تو روز روشن کی طرح عیاں اور ظاہر ہے۔

امام بیہقی فرماتے ہیں۔

أخبرنا ابوعلی الروذ باری، أخبرنا ابومحمد بن شوزب الواسطی بھا ، قال حدثنا شعیب بن ایوب قال حدثنا ابوداؤد الحضری عن سفیان عن الاسود بن قسیس عن عمرو بن سفیان قال لما ظھر علی رضی اللہ عنہٗ علی الناس یوم الجمل قال یا ایھا الناس ان رسول اللہ ﷺ لم یعھد الینافی ھذہ الامارۃ شیئا حتی رأینا من الرأی أن نستخلف ابابکر فأقام واستقام حتی مضی لسبیلہ. الی آخرہٖ

(ذلائل النبوۃ للبیھقی، ج ۷، ص ۲۲۳ ،مسند احمد، ج ۱ ، ص ۱۱۷)

عمرو بن سفیان فرماتے ہیں جب جنگ جمل میں حضرت علی رضی اللہ عنہٗ

marfat.com

لوگوں پر غالب آگئے۔ آپ نے فرمایا:

"اے لوگو! رسول اللہ ﷺ نے اس امارت (یعنی خلافت) میں ہماری طرف کوئی عہد نہیں فرمایا یعنی خلافت کیلئے کسی کو معین نہیں فرمایا یہاں تک کہ ہم نے اپنی فکر و تدبر سے دیکھا اور حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کو اپنا خلیفہ منتخب کیا پس معاملہ درست ہو گیا اور حضرت ابو بکرؓ خلیفہ بن گئے۔

اس حدیث سے کئی امور مستفاد ہیں۔

اول: یہ کہ نبی کریم ﷺ نے کسی کو خلیفہ نہیں بنایا جیسا کہ اہل شیعہ کا حضرت علیؓ کے بارے میں گمان ہے یہاں خود حضرت علیؓ فرما رہے ہیں کہ آپ ﷺ نے کسی کو معین نہ فرمایا۔ اس لئے جو حضرات حضرت علیؓ کو خلیفہ اور وصی منجانب رسول اللہ ﷺ قرار دیتے ہیں۔ ان کا دعویٰ صداقت پر مبنی نہیں۔

دوم: حضرت ابو بکرؓ کی خلافت نص سے ثابت نہیں بلکہ اجماع صحابہؓ سے ہے۔

سوم: یہ کہ حضرت علیؓ اور دیگر صحابہؓ نے اپنی رائے سے کام لیا اور حضرت ابو بکرؓ کو اس کا اہل قرار دیا۔ معلوم ہوا کہ حضرت علیؓ خود خلیفہ بنانے میں اور غور و فکر کے بعد حضرت ابو بکر کو یہ منصب دینے میں شامل تھے۔

تعصب کی عینک اتار کر، حقیقت سے وابستہ ہو کر ذرا سوچئے کہ اس بات کے بعد کیا گنجائش بچتی ہے کہ بحث و کلام کے ذریعے اس واضح معاملہ کو گرد و غبار میں شکوک و شبہات سے الجھا دیا جائے۔ واللہ اعلم بالصواب۔

أخبرنا ابوعبدالله الحافظ قال أخبرني ابوبكر محمد بن احمد المزكي قال حدثنا عبدالله بن روح المدائني قال حدثنا شبابة بن سواد قال حدثنا شعيب بن ميمون عن حصين بن عبدالرحمٰن عن الشعبي عن ابي وائل قال قيل لعلي ابن ابي طالب رضي الله عنهٗ الا تستخلف علينا قال مااستخلف رسول الله ﷺ فاستخلف ولكن يرد الله بالناس خيراً فسيجمعهم بعدي على خير هم كما جمعهم بعد نبيهم على خيرهم.

(دلائل النبوة للبيهقي، ج ٧، ص ٢٢٣)

marfat.com

امام شعبی، ابو وائل سے روایت فرماتے ہیں۔ حضرت علیؓ سے کہا گیا کیا آپ ہم پر خلیفہ مقرر نہیں کر دیتے؟ فرمایا: جب نبی کریم ﷺ نے خلیفہ مقرر نہیں فرمایا تو میں کیسے بنا دوں۔ اگر اللہ تعالیٰ بھلائی چاہتا ہے تو قریب ہے کہ میرے بعد ان کو خیر پر جمع فرما دے جیسا کہ نبی کریم ﷺ کی وفات کے بعد ان لوگوں کو ان میں سے افضل پر جمع فرما دیا۔

اس حدیث سے بھی صراحت کے ساتھ پتہ چل گیا کہ حضرت ابو بکرؓ کی خلافت نصی نہیں اور یہ بھی کہ حضرت علیؓ کو نبی کریم ﷺ نے اپنا وصی یا خلیفہ نہیں بنایا۔

ضمناً یہ بات بھی ثابت ہو گئی کہ جب رب ذوالجلال نے انسانوں کی بھلائی کیلئے ان میں سے بہترین شخص کو ان کا خلیفہ بنایا۔ پس یہ رب کی رضا تھی۔ اگر حضرت علیؓ نے بیعت صدیق اکبرؓ سے انحراف کیا ہوتا تو گویا یہ رضائے الٰہی سے انکار ہوتا مگر ایسا نہیں ہوا کیونکہ صحابہؓ کی شان کے خلاف ہے۔

حافظ ابن حجر عسقلانی نے بخاری شریف کی ایک حدیث جو انہوں نے حضرت عمر بن الخطابؓ سے روایت کی جس کے الفاظ یہ ہیں۔

عن الزهری، أخبرنی أنس بن مالك رضی الله عنهٗ انهٗ سمع خطبة عمر الآخرة حین جلس علی المنبر وذالك الغدمن یوم .... الی أخر الحدیث) کتاب الاحکام ، باب الاستخلاف

کے ماتحت لکھتے ہیں:

انه بایعهٗ المهاجرون ثم الانصار فکانهم لما انهوا ألامر هناك وحصلت المبایعة لأبی بکر رضی الله عنهٗ جاؤا الی المسجد النبوی فتشاغلوا بأ مر النبی ﷺ ثم ذکر عمر لمن لم یحضر عقد البیعة فی سقیفة بن ساعدة ماوقع هناك ثم دعاهم الی مبایعة ابی بکرؓ عنهٗ فبایعه حنیئذ من لم یکن حاضراً وکل ذالك فی یوم واحد. (فتح الباری، ج ۱۳، ص ۲۰۳)

حضرت ابو بکرؓ کی بیعت پہلے مہاجرین اور پھر انصار نے کی جب یہ مرحلہ طے

marfat.com

ہو گیا اور بیعت ہو چکی تو یہ سب مسجد نبوی میں آئے اور نبی کریم ﷺ کے امر کی بجاآوری میں مشغول ہو گئے پھر حضرت عمرؓ نے ان لوگوں کو یاد کیا جو سقیفہ بنی ساعدہ میں عقد بیعت کے وقت حاضر نہ تھے۔ انہیں حضرت صدیقؓ کی بیعت کیلئے بلایا اور ان لوگوں نے بیعت کی اور یہ تمام کام ایک دن میں مکمل ہوا۔ ثابت ہوا کہ ایک روز میں بیعت مکمل ہو گئی۔ اگر حضرت علیؓ حاضر نہ ہوتے یا بیعت نہ کرتے تو ان کی غیر حاضری کا ذکر ضرور کیا جاتا۔ جبکہ ایسا نہیں ہے۔ جیسا کہ حضرت عمرؓ نے سقیفہ بنی ساعدہ میں حاضر نہ ہونے والے لوگوں کو بلوا کر ان سے صدیق اکبرؓ کی بیعت لی۔ معلوم ہوا کہ تمام لوگ شامل ہوئے کوئی باقی نہ رہا۔

اس سے قبل سطور میں حدیث گذر چکی جس میں حضرت علیؓ نے فرمایا کہ ہم نے اپنی رائے سے خلیفہ مقرر کیا۔ یعنی حضرت علیؓ خود خلیفہ بنانے میں شامل تھے۔

حافظ عبد البر لکھتے ہیں:

وروی الحسن البصری عن قیس بن عبادة قال قال لی علی ابن ابی طالب رضی اللہ عنہ أن رسول اللہ ﷺ مرض لیالی وایا ماینادی بالصلوٰة فیقول مروا ابابکر یصلی بالناس فلما قبض رسول اللہ ﷺ نظرت فاذا الصلوة علم الاسلام وقوام الدین فرضینا لدنیانا من رضی رسول اللہ ﷺ لدیننا فبایعنا ابابکر رضی اللہ عنہ (الاستیعاب، ج ۲، ص ۲۵۱)

حسن بصری، قیس بن عبادہ سے روایت کرتے ہیں کہ حضرت علیؓ نے مجھے بتایا کہ رسول اللہ ﷺ چند دن رات بیمار ہوئے۔ نماز کی نداء ہوئی تو آپ ﷺ نے فرمایا کہ ابو بکرؓ کو کہو وہ لوگوں کو نماز پڑھائیں۔ پس جب آپ ﷺ وفات پا گئے تو میں نے سوچا کہ جس شخص کو نماز کی امامت اور دین کے ستون کیلئے پسند فرمایا گیا ہم نے اسے اپنی دنیا کیلئے پسند کر لیا اور ان کی بیعت کر لی۔

یہ قوی دلیل ہے کہ حضرت علیؓ نے حضرت ابو بکرؓ کی بیعت کی کیونکہ "بایعنا" کا لفظ جمع کو شامل ہے جس میں خود حضرت علیؓ بھی شامل ہیں۔ اور پسند کرنے سے یہ

marfat.com

بات بھی ثابت ہوئی کہ آپؓ نے بخوشی بیعت کی نہ کہ تقیہ (حقیقت کو چھپانا بچنے کیلئے) کیا۔ جیسا کہ روافض کا خیال ہے۔

حافظ ابن حجر عسقلانی لکھتے ہیں :

فی مسند احمد بسند جید عن علی رضی الله عنهٗ قال قیل یا رسول الله من تومر بعدك قال أن تومروا ابوبکر رضی الله عنهٗ تجدوهٗ امینا، زاهدًا فی الدنیا راغبًا فی الآخرة وأن تؤمروا عمر رضی الله عنهٗ تجدوهٗ قویا امینا لایخاف فی الله لومة لائم وأن تؤمروا علی وما أراکم فاعلین تجدوهٗ ها دیا مهدیا یأخذکم الطریق المستقیم.

(الاصابة فی تمییز الصحابة، ج ۲، ص ۵۰۹، ۵۱۰)

مسند احمد میں جید سند کے ساتھ حضرت علی رضی اللہ عنہٗ سے مروی ہے فرماتے ہیں عرض کیا گیا یارسول اللہ ﷺ آپ نے اپنے بعد کس کو ہمارا امیر بنایا ہے ؟ نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا : حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہٗ کو امیر بنایا، تم اس کو دنیا میں امین وزاہد پاؤ گے اور آخرت میں رغبت رکھنے والا۔ اور پھر حضرت عمر رضی اللہ عنہٗ کو امیر بناؤ تم اس کو قوی اور امین پاؤ گے۔ اللہ کیلئے کسی ملامت کرنے والے کی ملامت سے خوفزدہ نہیں ہوتے۔ اور پھر حضرت علیؓ کو امیر بنانا لیکن میں دیکھ رہا ہوں کہ تم ایسا نہیں کرو گے۔ تم اس کو ہدایت دینے والا اور ہدایت یافتہ پاؤ گے۔ وہ تمہیں سیدھا راستہ دکھائے گا۔

حافظ ابن حجر عسقلانی نے جس جید سند کا ذکر کیا ہے اس کو اب آپ کی خدمت میں پیش کرتا ہوں۔

حدثنا عبدالله حدثنی ابی حدثنا اسود بن عامر حدثنی عبدالحمید بن ابی جعفر یعنی الفراء عن اسرائیل عن ابی اسحاق عن زید بن یثیع عن علی رضی الله عنهٗ قال قیل یا رسول الله ﷺ...... الی آخر الحدیث.

(مسند احمد، ج ۱، ص ۱۱۱، ۱۱۲)

marfat.com

اسد الغابه فی معرفة الصحابه میں ابن اثیر نے اس سند کے ساتھ اس حدیث کو روایت کیا ہے۔ فرماتے ہیں :

أنبانا عبدالوهاب بن هبة الله باسناده الى عبدالله بن احمد مثلهٗ

(اسد الغابة فی معرفة الصحابة، ج ٤، ص ٣٠)

اتنی قوی اسناد کے ساتھ نقل کردہ حدیث کہ جسے ابن حجر نے "جید" قرار دیا اور صاحب اسد الغابہ نے بھی اسے تخریج کیا۔ یہ بات ثابت ہوئی کہ نبی کریم ﷺ سے جب امیر کا سوال کیا گیا تو آپ ﷺ نے حضرت علیؓ کے بارے میں نہیں فرمایا بلکہ فرمایا کہ ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہٗ کو امیر بناؤ۔ معلوم ہوا کہ خلافت صدیق اکبرؓ اخبار غیبیہ سے آپ ﷺ کے علم میں تھی۔ پھر حضرت عمرؓ کو امیر قرار دیا اور ان کے بعد حضرت علیؓ کو۔ یہ خبر بھی دی کہ مجھے معلوم ہے حضرت عمرؓ کے بعد تم حضرت علیؓ کو امیر نہ بناؤ گے اور ایسا ہی ہوا۔

ابن حجر عسقلانی جیسے عظیم محدث نے اس کی سند کو جید قرار دیا اور یہ صحیح ہے جس میں کسی کو شبہ نہیں ہونا چاہیے۔ اور اس حدیث نے حضرت ابو بکرؓ کی خلافت پر مہر ثبت کر دی کہ آپؓ بلا فصل خلیفہ ہیں اور امیر المومنین۔

گویا حضرت علی رضی اللہ عنہٗ نے نبی اکرم ﷺ کا یہ فرمان عالی شان بیان کر کے حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہٗ کی خلافت بلا فصل پر مہر ثبت کر دی کہ نبی اکرم ﷺ کے بعد خلیفہ حضرت ابو بکر ہی ہوں گے جن کا تم خود انتخاب کرو گے۔ اب یا تو یہ ماننا پڑے گا کہ حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہٗ نے اپنے نبی ﷺ کے حکم کی تعمیل نہیں کی اور یہ بات آپؓ کی تنقیص شان کے مترادف ہے۔ یہ کیسے ہو سکتا ہے کہ حضرت علیؓ نبی کریم ﷺ کی بات تسلیم نہ کریں۔ کوئی یہ بھی کہہ سکتا ہے کہ اس بات کے مخاطب حضرت علیؓ نہیں۔ مگر یہ بھی مفروضہ درست نہیں کیونکہ نبی اکرم ﷺ نے تمام صحابہ کرامؓ کو مخاطب کر کے یہ ارشاد فرمایا۔ اس لئے حضرت علیؓ کی استثناء ناممکن ہے اور تیسری بات یہ ہو سکتی ہے کہ حضرت علیؓ، حضرت ابو بکرؓ کی بیعت کریں

marfat.com

اور یہ ہی درست ہے کہ حضرت علیؓ نے بیعت کی اور فرمان عالیشان پر عمل کر کے دکھایا۔ جیسا کہ دیگر روایات اس کی مؤید ہیں اس کی تائید میں ابن اثیر نے ایک حدیث حضرت علی رضی اللہ عنہٗ سے روایت فرمائی۔

أنبانا يحىٰ بن محمد أنبانا الحسن بن أحمد قرأة عليه وأنا حاضر أنبأنا ابو نعيم أنبانا ابو علی بن احمد بن الحسن حدثنا عبدالله ابن محمد حدثنا ابراهيم ابن يوسف الصيرفی حدثنا ابی الصير فی عن يحىٰ بن عروة المرادی قال سمعت عليا رضی الله عنهٗ يقول قبض النبیﷺ وأنا أرىٰ أنی أحق بهذا الأمر فاجتمع المسلمون علی ابی بكررضی الله عنهٗ فسمعت وأطعت ثم ان ابابكر أصيب فظننت انهٗ لايعد لها عنی فجعلها فی عمررضی الله عنهٗ فسمعت وأطعت ثم ان عمر رضی الله عنهٗ أصيب فظننت انه لايعد لها عنی فجعلها فی ستة أنا أحدهم فولوها عثمان وسمعت وأطعت ثم ان عثمان قتل فجاء وافبايعونی طائعين غير مكرهين ثم خلعوا بيعتی فوالله ماوجدت الاالسيف أوالكفر بماأنزل الله عزوجل علی محمدﷺ (اسد الغابة فی معرفة الصحابة ، ج ٤ ، ص ٣١)

ابن اثیر اپنی سند کے ساتھ حضرت علیؓ سے روایت کرتے ہیں۔ یحیٰ بن عروہ مرادی کہتے ہیں۔ میں نے حضرت علی رضی اللہ عنہٗ سے سنا۔ وہ فرماتے تھے نبی اکرم ﷺ نے وفات پائی تو میں اپنی نظر میں اس اَمر (خلافت) کا زیادہ حقدار تھا مگر مسلمانوں کا اجماع حضرت ابو بکرؓ پر ہو گیا (صحابہؓ نے حضرت ابو بکرؓ کو خلیفہ بنالیا) میں نے سنا اور حضرت ابو بکرؓ کی اطاعت کی۔ حضرت ابو بکرؓ کی وفات ہوئی تو میرا خیال تھا کہ وہ خلافت مجھے سونپیں گے مگر انہوں نے حضرت عمر فاروقؓ کو خلیفہ بنادیا، میں نے مان لیا اور اطاعت کی۔ پھر جب حضرت عمر فاروقؓ کی موت کا وقت آیا تو میرا خیال تھا کہ وہ خلافت مجھے ہی دیں گے۔ جب حضرت عمرؓ نے خلافت کے استحقاق کے لئے چھ آدمی منتخب کئے تو ان میں سے ایک میں بھی تھا۔ لیکن انہوں نے حضرت عثمانؓ کو خلیفہ بنالیا،

marfat.com

میں نے تسلیم و اطاعت سے کام لیا۔ جب انہیں شہید کر دیا گیا تو لوگوں نے اپنی رضا مندی سے مجھے منتخب کیا، میری بیعت کی اور پھر میری بیعت توڑ ڈالی۔ خدا کی قسم! میرے لئے دو ہی راستے تھے یا تو جنگ کرتا یا اس چیز کا انکار کرتا جو اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی ﷺ پر نازل فرمائی۔

اس حدیث مبارک سے واضح ہوتا ہے کہ حضرت علیؓ نے حضرت ابو بکرؓ کی بیعت کی ہے، اگر بیعت نہ کی ہوتی تو "اَطعت" نہ فرماتے اور اطاعت، بیعت کا ہی تو دوسرا نام ہے جو کسی کی بیعت نہیں کرتا اسے مطیع کیسے کہا جا سکتا ہے اطیعوا اللہ و اطیعوا الرسول میں اطاعت کا یہی مطب ہے کہ انہیں تسلیم کیا جائے جیسا ان کا حق ہے۔ لہذا اس حدیث شریف میں بھی اطاعت کا مطلب یہی ہے کہ حضرت علیؓ نے حضرت ابو بکرؓ کی بیعت کی۔ معلوم ہوا کہ حضرت علیؓ نے بطیب خاطر اس خلافت کو تسلیم کیا اور بیعت کی۔

دوسری بات جو روافض کہتے ہیں کہ حضرت طلحہ اور زبیر رضی اللہ عنہما نے خوشی بیعت نہیں کی بلکہ جبراً بیعت کی، حضرت علیؓ کے فرمان سے واضح ہو رہا ہے کہ حضرت عثمانؓ کی شہادت کے بعد بلا اکراہ و جبر سب لوگوں نے خوشی سے میری بیعت کی۔ کیا حضرت علیؓ کی بات کو تسلیم نہ کیا جائے گا؟ کیا آپؓ جھوٹ بول سکتے ہیں اور بالخصوص ایسے معاملے کے متعلق جو نہائت اہم ہے؟ ہر گز نہیں۔ ایسا کبھی نہیں ہو سکتا۔ اور جو کچھ جنگ جمل میں ہوا تمام علماء اعلام متفق ہیں کہ اس کے پیچھے سبائیوں کا ہاتھ تھا۔

اس حدیث سے یہ بھی ثابت ہوا کہ حضرت علیؓ نے حضرت عمر فاروق اور حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہما کی خلافت کو بھی تسلیم کیا ہے۔

اگر اس کے بعد بھی حضرت علیؓ کو اپنا امام کہنے والے انکار کریں تو گویا وہ اپنے امام کی تکذیب کر رہے ہیں۔ ورنہ بیعت صدیق اکبر رضی اللہ اور ان کی خلافت کو تسلیم کرنا روز روشن کی طرح ظاہر ہے۔

حدثنا عبداللہ حدثنا ابوبکر ابن ابی شیبہ حدثنا ابن نمیر عن عبدالمالك بن سلع عن عبدخیر الھمدانی قال سمعت علیا رضی اللہ عنہُ

marfat.com

يقول قبض الله نبيه ﷺ على خير ماقبض عليه نبى من الانبياء عليهم السلام ثم استخلف ابوبكر رضى الله عنهٗ فعمل بعمل رسول الله ﷺ و سنة نبيه و عمر رضى الله عنهٗ كذالك. (مسند احمد، ج ۱، ص ۱۳۱)

عبد خیر ہمدانی فرماتے ہیں: میں نے حضرت علیؓ کو فرماتے سنا کہ اللہ عزوجل نے اپنے نبی اکرم ﷺ کو خیر پر موت عطا فرمائی سو کسی نبی کی ایسی موت نہیں ہوئی۔ پھر حضرت ابوبکرؓ خلیفہ بنے اور آپ نے نبی کریم ﷺ جیسا عمل کیا اور آپ ﷺ کی سنت پر عمل کیا۔ اس کے بعد حضرت عمرؓ خلیفہ منتخب ہوئے اور انہوں نے بھی ایسا ہی کیا۔ جب حضرت علیؓ خود تسلیم کر رہے ہیں کہ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ رسول اللہ ﷺ کے بعد برحق خلیفہ تھے اور آپ نے آنحضرت ﷺ کی سنت پر مکمل عمل بھی کیا تو ایسی صورت میں حضرت علیؓ کا بیعت سے انکار کرنا خلاف عقل و نقل معلوم ہوتا ہے۔ انحراف تو تب ہوتا اگر صدیق اکبرؓ نبی کریم ﷺ کے عمل کے خلاف کوئی کام کرتے۔ متبع شریعت کی بیعت سے کیونکر انکار ہو سکتا ہے۔

وعن الحسن قال قال على عليه السلام لماقبض رسول ﷺ نظرنا فى أمرنا فوجدنا النبى صلى الله عليه وسلم قد قدم أبا بكر رضى الله عنه فى الصلوة فرضينا لدنيا نامن رضى رسول الله صلى الله عليه وسلم لديننا فقد منا ابابكر رضى الله عنه (صفة الصفوة ،ج ۱ ص ۲۵۷)

حضرت حسن بصری رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: حضرت علیؓ نے فرمایا جب رسول اللہ ﷺ وفات پا گئے تو ہم نے اپنے امر (یعنی خلافت) میں غور و فکر کی (کہ کون خلافت کا زیادہ حقدار ہے) پس ہم اس نتیجے پر پہنچے کہ نبی کریم ﷺ نے نماز کے لئے حضرت صدیق اکبرؓ کو مقدم فرمایا ہے لہذا ہم نے اپنی دنیاوی زندگی میں بھی بطور امیر ان کو پسند کر لیا اور انہیں اس منصب میں سب سے مقدم رکھا۔

اس سے بھی صاف ظاہر ہے کہ حضرت علیؓ نے ابوبکر صدیق کی بیعت کر لی تھی کیونکہ "فقد منا" سے خود حضرت علیؓ بھی بیعت کرنے والوں میں شامل ہیں۔ اگر

marfat.com

حضرت علیؓ اس بات سے راضی نہ ہوتے تو "ھم" کا صیغہ استعمال نہ کرتے بلکہ فرماتے کہ لوگوں نے آپؓ کو منتخب کر لیا۔ مگر یہاں حدیث کے اندر جمع متکلم کے الفاظ سے پتہ چل رہا ہے کہ سب نے حضرت علیؓ سمیت حضرت ابو بکرؓ کو خلیفہ بنایا اور بیعت کی۔

امام حلبی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

وسياق غير واحد يدل على اجتماع على والز بيررضى الله عنهما ومبايعتهما أبابكر رضى الله عنهُ خرج يوم الجمعة فقال أجمعوا الى المهاجرين والانصار فاجتمعوا. ثم أرسل الى على ابن ابى طالب رضى الله عنهُ والنفر الذين كانوا تخلفوا معهُ فقال لهُ ماخلفك ياعلى عن أمر الناس، فقالم خلفنى عظيم المعتبة ورأيتكم استقليتم برأيكم فاعتذر اليه ابوبكر رضى الله عنهُ بخوف الفتنة لوأخر أثم أشرف على الناس وقال ايها الناس هذا على ابن ابى طالب لابيعة فى عنقهٖ وهوبالخيار من أمرهٖ الاوأنتم بالخيار جميعا فى بيعتكم فان رأيتم لها غيرى فأنا أول من يبايعهُ ، فلما سمع ذالك على كرم الله وجههُ زال ماكان قدداخلهُ فقال اجل لانرىٰ لها غيرك أمدديدك فبايعهُ هوو النفر الذين كانوا معه فان هذا دليل على ان عليا رضى الله عنهُ بايع ابابكر بعد وفاة رسول الله ﷺ بثلاثة ايام. (سيرت حلبيه، ج ۳، ص ۴۸۵)

اکثر کا اسلوب کلام اس بات پر دلالت کرتا ہے کہ حضرت علیؓ، حضرت زبیرؓ اکٹھے ہوئے اور دونوں نے حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کی وفات سے پہلے حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ کی بیعت کی ہے۔ ابن حبان اور آپ کے علاوہ دیگر محدثین نے کہا کہ یہ قول صحیح ہے اور اس کی تائید بعض علماء سے ہوئی۔ حضرت صدیق اکبرؓ جمعہ کے روز باہر تشریف لائے اور فرمایا: مہاجرین وانصار کو جمع کرو۔ جب جمع ہو گئے تو آپ نے حضرت علیؓ اور ان کے ساتھ پیچھے رہ جانے والے لوگوں کو آدمی بھیج کر بلوایا۔ حضرت علی تشریف لائے تو پوچھا، اے علی! تم لوگوں سے پیچھے کیوں رہ گئے تھے؟ کہا، عظیم غضب وعتاب کی وجہ سے پیچھے رہ گیا تھا۔ میں نے آپ کو دیکھا کہ آپ مجھے حقیر سمجھتے ہو۔ اس

marfat.com

پر حضرت ابو بکرؓ نے آپ سے اس بات کی معذرت کر لی۔ یہ خوف کھاتے ہوئے کہ اگر حضرت علیؓ نے بیعت میں تاخیر کی تو لوگوں میں فتنہ برپا ہو گا۔ پھر آپؓ لوگوں کی طرف متوجہ ہوئے اور فرمایا، اے لوگو! علی ابن ابی طالب کی گردن میں میری بیعت نہیں (یعنی ان پر میری بیعت کرنا لازم نہیں) وہ اس امر میں با اختیار ہیں۔ اور سنو! تم بھی اس معاملے میں آزاد ہو۔ اگر میرے سوا کسی کو اس بات کا اہل سمجھتے ہو تو میں پہلا شخص ہوں گا جو اس کی بیعت کروں گا۔ جب حضرت علیؓ نے حضرت ابو بکرؓ کا یہ صاف کلام سماعت کیا تو دل کا غبار دور ہو گیا اور عرض کی اے ابو بکر! ہاتھ بڑھایئے تاکہ میں بیعت کروں۔ پھر حضرت علیؓ اور آپ کے ہمراہ لوگوں نے بیعت کر لی۔ یہ اس بات پر دلیل ہے کہ حضرت علیؓ نے نبی اکرم ﷺ کی وفات کے تین دن بعد بیعت کر لی تھی۔

مزید ارشاد فرماتے ہیں:

ویدل لهذا الجمع أن فی روایة ابابکر رضی الله عنهٗ لمأ صعد المنبر ونظرفی وجوه القوم فلم برالزبیر رضی الله عنهٗ فدعابهٖ فجاء فقال، قلت ابن عمة رسول الله وحواریه أردت أن تشق عصا المسلمین فقال لاتثریب یا خلیفة رسول اللهﷺ فقام فبایعهٗ، ثم نظرفی وجوه القوم فلم یرعلیا کرم الله وجههٗ فدعا بهٖ فجاء فقال قلت ابن عم رسول اللهﷺ علی انبتهٖ أردت أن تشق عصا المسلمین فقال لاتثریب یا خلیفة رسول اللهﷺ فقام فبایعهٗ. (سیرت حلبیه، ج ۳، ص ۴۸۵)

ویبعد هذا الجمع مافی البخاری عن عائشة رضی الله عنها فلما توفیت فاطمة رضی الله عنها التمس ای علی کرم الله وجههٗ مصالحة ابی بکر رضی الله عنهٗ ولم یکن بایع تلك الاشهر فأرسل الی ابی بکر الحدیث.

حضرت فاطمہؓ کی وفات سے قبل اور وفات کے بعد بیعت کرنے کی روایات میں تطبیق کا بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ اولاً حضرت علیؓ نے حضرت ابو بکرؓ کی بیعت کی۔ اس کے بعد جب حضرت ابو بکرؓ اور حضرت فاطمہؓ میں باغ فدک کی وراثت کا

marfat.com

مسئلہ کھڑا ہوا تو حضرت علیؓ نے حضرت ابو بکرؓ سے انقطاع تعلقات کر لیا۔

''اس جمع اور تطبیق پر دلیل یہ حدیث ہے کہ حضرت ابو بکرؓ جب منبر پر جلوہ افروز ہوئے تو آپ نے لوگوں کے چہروں کو دیکھا، جب حضرت زبیرؓ نظر نہ آئے تو ان کو بلوایا اور فرمایا: ''اے رسول اللہ ﷺ کی پھوپھی کے بیٹے! کیا تو مسلمانوں کی جماعت کو پارہ پارہ کرنا چاہتا ہے''؟ حضرت زبیر رضی اللہ عنہ نے عرض کی، ملامت نہ فرمائیں میں فسادی نہیں ہوں۔ یہ کہہ کر حضرت زبیرؓ کھڑے ہوئے اور آپ کی بیعت کر لی۔ پھر لوگوں کے چہرے دیکھے تو حضرت علیؓ نظر نہ آئے۔ فرمایا: ان کو بلاؤ، حاضر ہوئے تو فرمایا اے رسول کریم ﷺ کے چچا کے بیٹے اور آپ ﷺ کے داماد! کیا تو مسلمانوں کی جماعت کو پارہ پارہ کرنا چاہتا ہے؟ حضرت علیؓ نے عرض کی۔ اے رسول اکرم ﷺ کے خلیفہ! مجھے ملامت نہ فرمایئے میں فساد کرنے والوں میں سے نہیں ہوں۔ اس کے بعد حضرت علیؓ نے بیعت کی۔

اور بخاری شریف کی یہ حدیث جو بروایت عائشہؓ ہے کہ حضرت علیؓ نے وفات فاطمہؓ کے بعد بیعت کی، درست نہیں۔

بیعت علیؓ کے معاملہ میں علامہ حلبی تین دن بعد از وفات نبی اکرم ﷺ اور بمطابق دوسری روایت چھ ماہ بعد از وفات رسول اکرم ﷺ میں تطبیق کرتے ہوئے تحریر فرماتے ہیں۔

وقد علمت الجمع بين من بايع بعد ثلاثة ايام من موته ﷺ ومن قال لم يبايع الابعد موت فاطمة رضى الله عنها بعد ستة أشهر قال وهوانهٔ بايع اولا ثم انقطع عن ابى بكر رضى الله عنهٔ لما وقع بينهٔ وبين فاطمة رضى الله عنها ماوقع ثم بايعهٔ مبايعة أخرىٰ فتوهم من ذالك من لايعرف باطن الأمر أن تخلفه انما هولعدم رضاهٔ ببيعتهٖ مبايعة أخرىٰ فتوهم من ذالك من لايعرف باطن الأمر أن تخلفه انما هولعدم رضاهٔ ببيعتهٖ فاطلق ذالك من أطلقهٔ ومن ثم أظهر على كرم الله وجههٔ مبايعتهٔ لأبى بكر رضى الله عنهٔ ثانيا بعد ثبوتها على

marfat.com

المنبر لإزالة هذه الشبهة. (سيرت حلبیہ، ج ۳، ص ۴۸۹)

دونوں قولوں کے درمیان مطابقت اس طرح ہے کہ اولاً حضرت علیؓ نے بیعت کی پھر جب حضرت ابو بکرؓ اور حضرت فاطمہؓ کے درمیان فدک میں تنازعہ پیدا ہوا تو حضرت علیؓ نے انقعاع کر لیا اور حضرت فاطمہؓ کی وفات کے بعد دوسری مرتبہ بیعت کی جو حقیقت کو نہ سمجھ سکے انہوں نے خیال کیا کہ شاید یہ انقطاع اور قطع تعلق اس لئے ہے کہ حضرت علیؓ، حضرت ابو بکرؓ پر راضی نہیں۔ جس نے ایسا سمجھا سو سمجھ لیا، مگر حضرت علیؓ نے اس خیال کی گردش کے بعد، اس شبہ کے ازالے کیلئے، برسر منبر دوبارہ حضرت ابو بکرؓ کی بیعت کی۔

غور فرمائے! کیسی ایمان افروز تصریح حضرت حلبی رحمۃ اللہ عنہ نے پیش فرمائی۔

خلاصہ کلام یہ ہوا کہ حضرت علیؓ نے وفات کے تین دن بعد حضرت ابو بکرؓ کی بیعت کر لی تھی۔ فدک کی میراث پر تنازعہ اٹھ کھڑا ہوا تو حضرت علیؓ نے حضرت فاطمہؓ کی دلجوئی کیلئے فقط قطع تعلق کر لیا تاکہ نبی کریم ﷺ کی محبوب بیٹی جو آپؐ کی چہیتی بیوی بھی ہیں، ان کی دلآزاری نہ ہو۔ کچھ لوگوں نے اس بات کو غلط رنگ میں پھیلا دیا مثلاً حضرت علیؓ نے حضرت ابو بکرؓ کی بیعت نہیں کی، وہ ابو بکرؓ کی خلافت پر راضی نہیں وغیرہ وغیرہ۔ بعد از وفات حضرت فاطمہؓ، لوگوں کی اس خلش اور شبہ کو دور کرنے کیلئے علی الاعلان برسر منبر حضرت علیؓ نے حضرت ابو بکرؓ کے ہاتھ میں ہاتھ دے کر بیعت کر لی تاکہ افواہوں کو مٹایا جا سکے۔

میں (راقم) کہتا ہوں جب بیعت علیؓ میں روایات صحیحہ ملتی ہیں تو ان تنازعات میں الجھنے کی ضرورت ہی کیا ہے۔ اس سے قبل علامہ ابن حجر عسقلانی، ابن اثیر، حافظ عبد البر، امام احمد اور محدث شہیر ابن جوزی علیھم الرحمۃ کی روایات آپ کی نظر سے گذری ہیں کہ حضرت علیؓ نے صدیق اکبرؓ سے بیعت کا اقرار فرمایا۔ حافظ محبّ طبری، تاریخ طبری اور ابن اثیر، الکامل میں واضح فرما رہے ہیں کہ حضرت علیؓ نے بیعت میں تاخیر نہیں فرمائی۔ پس ان مستند شہادتوں کی موجودگی میں حضرت علیؓ کی بیعت کو متنازعہ

marfat.com

فیہ قرار دینا اور زیر بحث لانا کیا معنی رکھتا ہے۔

آخر میں حافظ ابن کثیرؒ کی روح پرور تصریح آپ کی نذر کرتا ہوں۔

حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہٗ سے مروی ہے کہ رسول اکرم ﷺ نے وفات پائی تو لوگ سعد بن عبادہؓ کے گھر میں اکٹھے ہوئے، ان میں حضرت ابو بکر و عمر رضی اللہ عنھما بھی تھے۔ انصار کا ایک خطیب کھڑا ہوا اور کہا: تم جانتے ہو رسول اکرم ﷺ مہاجرین میں سے تھے، آپ کا خلیفہ بھی مہاجرین میں سے ہونا چاہیے۔ ہم رسول اکرم ﷺ کے انصار تھے لہٰذا ہمیں ان کے خلیفہ کی بھی یونہی مدد کرنی چاہیے۔

حضرت عمر فاروقؓ کھڑے ہوئے اور فرمایا: اے انصار! تمہارے اس قائل نے سچی بات کہی اور اگر تم نے اس کے خلاف کیا تو ہم تمہاری بیعت نہیں کریں گے۔ حضرت عمر فاروق نے حضرت ابو بکرؓ کا ہاتھ پکڑا اور کہا یہ تمہارے صاحب ہیں ان کی بیعت کرو۔ حضرت عمرؓ نے بیعت کی اور اس کے بعد انصار و مہاجرین نے آپؓ کی بیعت کی۔

حضرت ابو بکرؓ منبر پر جلوہ افروز ہوئے اور قوم کے چہروں کو غور سے دیکھا اور فرمایا میں حضرت زبیر کو نہیں دیکھ رہا، وہ کہاں ہیں؟ حضرت زبیر کو بلوایا گیا تو فرمایا: اے رسول محترم ﷺ کو پھوپھی کے بیٹے! کیا مسلمانوں کی جماعت میں انتشار پیدا کرنا چاہتے ہو؟ حضرت زبیرؓ نے عرض کی اے خلیفہ رسول! (ﷺ) ملامت نہ فرمایئے: میں فسادی نہیں ہوں۔ یہ کہہ کر آگے بڑھے اور حضرت ابو بکرؓ کی بیعت کر لی۔ حضرت صدیق اکبرؓ نے قوم پر نظر دوڑائی تو حضرت علیؓ کو غائب پایا اور فرمایا آپؓ کو بلاؤ، آپ تشریف لائے تو ان سے کہا اے علیؓ! تم کہتے ہو کہ نبی اکرم ﷺ کے چچا کے بیٹے ہو اور ان کے داماد! کیا تم مسلمانوں کا پارۂ اتحاد منتشر کرنا چاہتے ہو؟ حضرت علیؓ نے عرض کی: اے خلیفہ رسول (ﷺ) ملامت نہ فرمایئے میں ایسا نہیں ہوں۔ آپؓ نے بھی آگے بڑھ کر بیعت کر لی۔

ابو علی حافظ فرماتے ہیں میں نے محمد بن اسحاق بن خزیمہ سے سنا وہ فرماتے ہیں میرے پاس مسلم بن حجاج کا ایک آدمی آیا اور اس نے مجھ سے اس حدیث کے متعلق سوال کیا۔ پس میں نے اس کو یہ حدیث لکھ دی اور اس پر یہ تحریر کیا۔

marfat.com

یہ "حدیث ایک اونٹ کے برابر ہے بلکہ دس ہزار درہم کی تھیلی کے برابر"
یعنی یہ حدیث نہایت قیمتی ہے۔

اس حدیث کو امام بیہقی نے حاکم اور ابو محمد بن حامد مقری سے ان دونوں نے ابو العباس محمد بن یعقوب الاصم سے، اس نے جعفر بن محمد بن شاکر سے، اس نے عفان بن مسلم سے اور اس نے وہیب سے، وہیب نے داؤد بن ھند سے، اس نے ابو نضرہ سے جبکہ ابو نضرہ نے حضرت ابو سعید خدریؓ سے روایت کیا۔ مندرجہ بالا الفاظ اس روایت کے بھی ہیں صرف اتنا فرق ہے کہ اس روایت میں خطیب انصار کو مخاطب کرنے والے خود حضرت ابو بکر صدیقؓ تھے۔ اور یہ الفاظ بھی زائد ہیں کہ زید بن ثابت رضی اللہ عنہ نے حضرت ابو بکرؓ کا ہاتھ پکڑ کر کہا (باقی پہلی کی مثل ہے)

حافظ ابن کثیر فرماتے ہیں اس حدیث کی اسناد صحیح اور محفوظ ہے اور اس میں ایک فائدہ جلیلہ یہ ہے کہ حضرت علیؓ نے وفات نبی اکرم ﷺ کے دن یا دوسرے دن بیعت کرلی اور یہی حق بات ہے پھر اس کے بعد حضرت علیؓ، حضرت ابو بکرؓ سے کسی وقت میں بھی جدا نہ ہوئے۔ (البدایہ والنہایہ، ج ۵، ص ۲۴۹)

رسول اکرم ﷺ کی تدفین سے قبل حضرت علی اور حضرت زبیر رضی اللہ عنہما کے بیعت کرنے کے متعلق مندرجہ ذیل عبارت ملاحظہ ہو۔

ویزید ذالك صحة قول موسی بن عقبة فی مغازیه عن سعد بن ابراهیم حدثنی ابی أن اباهٔ عبدالرحمن بن عوف كان مع عمر رضی الله عنهٔ وان محمد بن مسلمة كسرسیف الزبیر رضی الله عنهٔ ثم خطب ابوبكر رضی الله عنهٔ واعتذر الی الناس وقال ماكنت حریصا علی الامارة یوما ولالیلة ولاسألتها فی سرولا علانیة، فقبل المهاجرون مقالتهٔ وقال علی والزبیر رضی الله عنهما ماغضبنا الا لانا أخرنا عن المشورة وانانریٰ ان ابابكر رضی الله عنهٔ أحق الناس بها، انهٔ لصاحب الغار وانا لنعرف شرفه وخیرهٔ ولقد أمرهٔ رسول الله ﷺ أن یصلی بالناس وهوحیی، اسناد جید. (البدایة والنهایة ج ۵، ص ۲۵۰)

"نبی اکرم ﷺ کے دفن سے پہلے یہ قول زیادہ صراحت پیش کرتا ہے اور موسیٰ بن عقبہ نے "مغازی" میں جو قول نقل فرمایا، صحیح ہے۔

موسیٰ بن عقبہ، سعید بن ابراہیم سے روایت فرماتے ہیں کہ حضرت عبدالرحمٰن بن عوف، حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے ساتھ تھے اور محمد بن مسلمہ نے حضرت زبیر رضی اللہ عنہ کی تلوار توڑ دی تو حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے خطبہ ارشاد فرمایا اور لوگوں سے معذرت کرتے ہوئے کہنے لگے، "لوگو! تمہیں معلوم ہے کہ میں نے کبھی بھی خلافت کی خواہش نہیں کی نہ ظاہری طور پر نہ پوشیدہ"۔ مہاجرین نے آپ کی بات کو پسند کیا اور قبول کر لیا۔ پس حضرت علی اور زبیر رضی اللہ عنہ نے کہا ہم اس لئے ناراض ہوئے کہ ہمیں مشورے سے موخر کیا گیا اور ہمیں معلوم ہے کہ تمام لوگوں میں سے ابوبکر، خلافت کے زیادہ حقدار ہیں کیونکہ وہ صاحب غار ہیں اور ہم ان کی شان و شوکت کو پہچانتے ہیں۔ تحقیق رسول اکرم ﷺ نے اپنی زندگی میں انہیں امامت کا فریضہ سونپا۔ معلوم ہوا کہ دونوں نے قبل از دفن رسول اکرم ﷺ بیعت کی تھی۔ حافظ ابن کثیر فرماتے ہیں اس کی سند جید ہے"

حافظ ابن کثیر کی عبارت سے شکوک و شبہات کے غبار چھٹ گئے اور نزاع و اختلاف کے بادل صاف ہو گئے۔ کیونکہ آپ نے صاف لکھ دیا کہ حضرت علیؓ نے نبی اکرم ﷺ کی وفات کے بعد قبل از دفن بیعت کر لی تھی۔ اور یہ بیعت وفات کے پہلے دن یا دوسرے دن ہوئی، اور یہی حق بات ہے۔ معلوم ہوا اختلاف صرف عدم مشورہ کی وجہ سے تھا ورنہ ان حضرات نے خود تسلیم کیا کہ امامت و خلافت کے اصل حقدار حضرت ابوبکرؓ ہی ہیں۔ اس بات کی تائید بسند جید روایت کردہ قول سے ہوتی ہے جو موسیٰ بن عقبہ نے بیان کیا۔

جملہ تصریحات جو کتب معتبرہ سے لی گئی ہیں، آپ کی خدمت میں پیش کر دی گئیں۔ ان کو مد نظر رکھتے ہوئے کوئی باعقل و شعور مسلمان یہ کیسے کہہ سکتا ہے کہ حضرت علیؓ نے حضرت ابوبکرؓ کی بیعت نہیں کی ہے۔ ایک جم غفیر نے اس بات کی تائید

marfat.com

کی اور صراحتاً اسے بیان کیا۔ کسی ایک کے حافظہ کے کمزور ہونے کی بات تو کی جا سکتی ہے مگر مشاہیر علماء کرام کے پورے طبقہ پر اس بات کو کیسے درست تسلیم کیا جا سکتا ہے۔ حضرت ابو بکرؓ کی افضلیت اور شرف و کمال کا اعتراف خود حضرت علیؓ نے کیا اور آپ کی بیعت کرنا بھی خود زبان علیؓ سے واضح ہے تو اس کے بعد شک کی کیا گنجائش باقی رہ جاتی ہے۔ واللہ اعلم بالصواب۔

ایک شبہ اور اس کا ازالہ

ہمارے شیعہ حضرات امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ کی حدیث جو حضرت عائشہؓ سے مروی ہے، اپنے عقیدہ کی صحت پر بطور دلیل پیش کرتے ہیں۔ امام بخاری نے یہ حدیث کتاب المغازی" میں تخریج فرمائی اور اس کے یہ الفاظ

"فالتمس مصالحة ابی بکر ومبایعتهٗ ولم یکن یبایع تلك الاشهر"

کہ حضرت ابو بکرؓ کی چھ مہینے تک حضرت علیؓ نے بیعت نہیں کی اور اس بارے میں ان کی لغو گفتگو مشہور ہے۔ اس کے جواب میں حافظ ابن حجر علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں۔

قال الماذری، العذر لعلی فی تخلفه مع مااعتذر هوبه انهٗ یکفی فی بیعة الامام أن یقع من أهل الحل والعقد ولایجب الاستیعاب ولایلزم کل احد أن یحضر عندهٗ ویضع یدهٗ فی یده بل یکفی التزام اطاعته ولانقیاد لهٗ بأن لایخالفه ولایشق العصاعلیه وهذا کان حال علی رضی الله عنهٗ لم یقع عنهٗ الاالتأخر عن الحضور عند ابی بکر رضی الله عنهٗ

(فتح الباری، ج ۷، ص ٤٩٤. عمدة القاری، ج ۱۷، ص ۲۵۹)

امام ماذری اس حدیث شریف کے ماتحت ارشاد فرماتے ہیں کہ حضرت علیؓ نے پیچھے رہ جانے کا جو عذر حضرت ابو بکرؓ کے سامنے پیش کیا وہ عذر ہی بیعت میں کفائت کرتا ہے (یعنی یہ عذر کرنا دراصل بیعت کرنا ہی ہے اور ہر ایک کیلئے ضروری نہیں کہ وہ حاضر ہو کر امام کے ہاتھ میں ہاتھ دے تو یہی بیعت ہے۔ بلکہ امام کی

marfat.com

اطاعت اور فرمانبرداری کا التزام ہی کافی ہے۔ اور یہ بات کہ وہ امام کی مخالفت نہ کرے اور اتحاد کو نقصان نہ پہنچائے اور یہی حال حضرت علیؓ کا تھا کہ سوائے تاخیر کے اور کوئی کام ایسا سرزد نہ ہوا جو امام کی مخالفت میں ہو۔

حافظ ابن حجرؒ کا یہ قول بہت قوی اور مضبوط ہے کیونکہ ماسوائے تاخیر کے اور کوئی نص ایسی نہیں جس سے ظاہر ہو کہ حضرت ابوبکرؓ کی مخالفت کی ہے۔ اور آپ کا سکوت ہی بیعت کی دلیل ہے۔ اس لئے حافظ ابن حجرؒ فرماتے ہیں۔

وکانهم کانوایعذرونهم فی التخلف عن ابی بکرؓ فی مدة حیاة فاطمة رضی الله عنها لشغله بهاوتمریضها وتسلیتها عماهی فیه من الحزن علی ابیها ولانها لما غضبت من رد ابی بکرؓ علیها فیما سألته من المیراث رای أن یوافقها فی الانقطاع عنهٗ

(فتح الباری، ج ۷، ص ٤٩٤)

گویا حضرت علیؓ کا بیعت صدیق اکبرؓ میں پیچھے رہ جانے کو صحابہ کرامؓ معذور تصور کرتے تھے کیونکہ حضرت علیؓ، حضرت فاطمہؓ کی خدمت میں مشغول تھے اور تیمارداری نیز وہ غم جو نبی اکرم ﷺ کی وفات کی وجہ سے ایک بیٹی کی حیثیت سے آپؓ کو پہنچا تھا اس میں تسلی کا باعث بنے ہوئے مصروف تھے اور شاید اس لئے بھی کہ جب حضرت ابوبکرؓ نے حضرت فاطمہؓ کے سوال کو رد کیا تو وہ خفا ہو گئیں کہ ابوبکرؓ نے میرے باپ کی میراث سے مجھے حصہ نہیں دیا۔ تو حضرت علیؓ نے خیال کیا کہ اس انقطاع اور پریشانی میں حضرت فاطمہؓ کی موافقت کی جائے تاکہ بنت رسول اکرم ﷺ کو تکلیف نہ ہو۔

اس سے معلوم ہوا کہ صحابہؓ حضرت علیؓ کو معذور تصور فرماتے تھے۔ ایک طرف آنحضرت ﷺ کے غار یار تھے تو دوسری طرف جگر کا ٹکڑا اور جنتی عورتوں کی سردار فاطمہؓ کی تسلی پیش نظر تھی۔ لہٰذا حضرت علیؓ بیعت سے مؤخر ہوئے مگر مخالفت کبھی نہ کی اور حضرت علیؓ کا یہ عذر دراصل بیعت ہی ہے۔ جیسا کہ تمام تر واقعات اور حقائق آپ کے سامنے پیش کر دیئے گئے ہیں۔

قال القرطبی من تأمل مادار بین ابی بکر رضی الله عنهٗ وعلی

marfat.com

رضی اللہ عنہٗ من المعاتبة ومن الاعتذار وما تضمن ذالك من الانصاف عرف بعضهم كان يعترف بفضل الآخر وان قلوبهم كانت متفقة على الاحترام والمحبة وان كان الطبع البشری قديغلب احيانا لكن الديانة ترد ذالك، والله الموفق، وقد تمسك الرافضة بتأخر علی رضی اللہ عنہٗ عن بيعة ابی بكر رضی اللہ عنہٗ الی أن ماتت فاطمة رضی اللہ عنها وهذيا نهم فی ذالك مشهور وفی هذا الحديث مايدفع فی حجتهم وقد صحيح ابن حبان وغيره من حديث ابی سعيد الخدری وغيره ان عليا رضی اللہ عنہٗ بايع ابابكرؓ فی اولی الامر. واما ماوقع فی مسلم، عن الزهری ان رجلاً قال لهٗ لم يبايع علی ابابكر رضی اللہ عنهما حتی ماتت فاطمة رضی اللہ عنها، قال، لاولا أحد من بنی هاشم، فقد ضعفهٗ البيهقی بان الزهری لم يسندهٗ وان الرواية الموصولة عن ابی سعيدأصح. (فتح الباری، ج ۷ ص ۴۹۵)

امام قرطبی فرماتے ہیں حضرت علیؓ اور حضرت ابوبکرؓ کے درمیان باہمی ناراضگی اور اعتذار کے ضمن میں جو کچھ ہوا، جو شخص انصاف سے غوروفکر کرے گا پہچان جائے گا کہ حضرات صحابہ کرامؓ باہم ایک دوسرے کے شرف وبزرگی کے معترف تھے۔ اگرچہ بعض اوقات طبع بشری غالب آجاتی مگر دیانت وصداقت کے تقاضے چھوٹنے نہ پاتے اور وہ تمام متحد ومتفق اور ایک دوسرے کیلئے محبت کے پیکر بنے رہتے۔

(ازراقم) معلوم ہوتا ہے کہ شیعہ حضرات کے نزدیک دیانت نام کی کوئی چیز نہیں بلکہ انہوں نے خود اپنے ہاتھوں اس خوبی کا گلہ گھونٹ دیا ہے ورنہ بشری تقاضے کبھی کبھی آڑے آبھی جاتے ہیں مگر دیانت ان محبت واخوت کے پیکر انسانوں کو کوئی غلط قدم اٹھانے سے روک دیتی ہے۔ تمام صحابہؓ باہمی محبت واحترام کا پیکر تھے۔ خودرب کائنات نے ارشاد فرمایا "رحماء بينهم" کہ وہ آپس میں رحیم تھے۔ اس کے باوجود اگر کوئی ان کے محاسن کے درپے ہو تو کیا دیانت کا خوں کرتے ہوئے اس نے اپنے ہاتھ نہیں رنگے ؟ یقیناًوہ کسی جھگڑالو اور فسادی شخص کا ہی کام ہو سکتا ہے۔

marfat.com

امام قرطبی کے قول کے بعد حافظ ابن حجر فرماتے ہیں۔

شیعہ حضرات نے اس سے یہ دلیل پکڑی کہ حضرت علیؓ نے وفات فاطمہؓ تک بیعت نہیں کی۔ اس ضمن میں ان لوگوں کی فضول گوئی مشہور ہے بلکہ یہ حدیث تو ان کی دلیل بننے کی بجائے خود ان کے خلاف حجت ہے۔ حدیث ابو سعید خدریؓ وغیرہ کو ابن حبان اور دیگر علماء نے صحیح قرار دیا ہے۔ جس میں ثابت ہے کہ حضرت علیؓ نے شروع میں ہی حضرت ابو بکرؓ کی بیعت کر لی تھی اور جو مسلم شریف میں امام زہری کے حوالے سے آیا کہ حضرت علیؓ نے وفات فاطمہؓ تک بیعت میں تاخیر کی اور بیعت نہ کی۔ نہ تو حضرت علیؓ نے ایسا کیا اور نہ ہی کسی بھی بنی ہاشم کے فرد نے، امام بیہقی نے اس حدیث کو ضعیف قرار دیا کیونکہ امام زہری نے اس کی سند نہیں بیان کی اور جو حدیث ابو سعید خدریؓ سے موصول ہے وہی صحیح ہے"۔

پتہ چلا کہ اول الأمر میں حضرت علیؓ کا بیعت کرنا روایات صحیحہ و معتبرہ سے ثابت ہے۔ اور وہ احادیث جن میں بیان کیا گیا کہ وفات فاطمہؓ تک بیعت نہیں کی، سب ضعیف ہیں جیسا کہ امام بیہقی وابن حبان اور صاحب سیرت حلبیہ وغیرہ ہم نے فرمایا ہے۔

لہذا تمام دلائل اور حقائق یہی بات ثابت کرتے ہیں کہ قبل از دفن نبی اکرم ﷺ حضرت علیؓ کا حضرت ابو بکرؓ کی بیعت کر لینا ہی معتبر و مستند ہے (واللہ أعلم بالصواب)

- علامہ عبد الوہاب عبد اللطیفؒ، استاذ جامعہ ازہر جنہوں نے "صواعق محرقہؒ" لابن حجر مکی کی احادیث کی تخریج اور اس پر تعلیق فرمائی اپنی تعلیق میں یوں تحریر فرماتے ہیں۔

وقال الباقلانی فی التمهید علی انه لانعرف أحدا روی تأخیر علی والزبیر رضی الله عنهما عن البیعة ایاما وروی عنهٗ فی هذه القصة رجوعهما الی بیعته ودخولهما فی صالح مادخل فیه المسلمون وانهما قالا لاتثریب یا خلیفة رسول الله ﷺ ماتأخرنا عن البیعة الاانا کرهنا الاتدخل فی المشورة وقال سعد الدین التفتازانی فی شرح المقاصد اماتوقف علی

marfat.com

رضی اللہ عنہٗ فی بیعة ابی بکرؓ فیحمل علی انہٗ أصابہٗ الحزن والکابة بفقد رسول اللہ ﷺ لم یتفرغ للنظر والاجتهاد فلما نظر و ظهرلہٗ الحق دخل فیما دخل فیہ المسلمون، وفی مطالع الأنظار للأ صفهانی، ان علیا کان شجاعاو کان معہٗ اکثر صنادید لقریش وساداتهم ولم ینازع فی الخلافة وان ابابکر رضی اللہ عنہٗ قد مانازع علیها الزبیر مع شجاعتہٖ واباسفیان رئیس مکة ورأس بنی امیة وابوبکر رضی اللہ عنہٗ شیخ ضعیف خاشع عدیم المال، قلیل الأعوان وماذالک الالانہٗ کان مقدما علی الصحابہ رضی اللہ عنهم

(صواعق محرقه، ص ١٦)

باقلانی نے ''تمہید'' میں کہا کہ ہم کسی ایسے شخص کو نہیں جانتے جس نے روایت کی ہو کہ زبیر و علی رضی اللہ عنھما نے بیعت میں تاخیر کی ہے بلکہ خود حضرت علیؓ سے اس معاملہ میں روایت ہے کہ ان دونوں نے حضرت ابوبکرؓ کی بیعت کی طرف رجوع کر لیا تھااور اس نیک امر میں داخل ہو گئے جس میں تمام مسلمان آپس میں متفق تھے۔ان دونوں حضرات نے کہا''لاتشریب یا خلیفة رسول ﷺ''ہم نے بیعت میں تاخیر اس لئے کہ کہ ہمیں مشورہ میں شامل نہیں کیا گیا۔اور علامہ تفتازانی ''شرح المقاصد''میں لکھتے ہیں حضرت علیؓ کے بیعت کرنے میں توقف کواس بات پر محمول کیا جائے کہ رسول اکرم ﷺ کی وفات کی وجہ سے آپ حزن و ملال میں گھرے پڑے تھے سوآپؓ کواجتہاد اور غور و خوض کاوقت نہ مل سکا۔بعد میں جب غور و فکر کر لیااور حق ظاہر ہو گیاتو آپ بھی اس جماعت میں شامل ہو گئے جنھوں نے بیعت صدیق اکبرؓ کی تھی۔

''مطالع الانظار''میں امام اصفہانی تحریر فرماتے ہیں۔

بے شک حضرت علیؓ شجاع اور دلیر تھے اس کے باوجود انہوں نے خلافت میں ابوبکر صدیقؓ کے ساتھ جھگڑا نہیں کیااور حضرت زبیرؓ نے بھی دلیر اور نڈر ہونے کے باوجود ایسا نہیں کیا۔ابوسفیان رئیس مکہ اور بنی امیہ کا سردار تھاجبکہ حضرت صدیق اکبرؓ بوڑھے، کمزور، خوف خدا میں لرزیدہ، قلیل مال و متاع کے مالک اور دوستوں کی

marfat.com

بہت کم تعداد والے تھے۔ اس کے باوجود کسی نے بھی اس معاملہ میں جھگڑا نہیں کیا کیونکہ سبھی جانتے تھے کہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ تمام صحابہ رضوان اللہ اجمعین پر مقدم ہیں۔

علامہ موصوف کی تمام تصریحات اس بات پر دلالت کرتی ہیں کہ ابوبکر صدیقؓ کی بیعت اول الأمر ہوئی جو چند دن یا وفات حضرت فاطمہؓ تک اس کی تاخیر بیان کرتے ہیں، صحیح نہیں۔ ان دونوں (حضرت علی اور زبیر رضی اللہ عنھما) کو مشورہ میں شامل نہ کرنے کا افسوس تھا، دل کی خلش دور ہوئی تو دونوں نے بلاچون وچرا حضرت ابوبکرؓ کی بیعت کرلی۔

معلوم ہوا اکثرین کے نزدیک یہ بیعت رسول اللہ ﷺ کی تدفین سے پہلے ہوئی۔ وفات کے پہلے یا دوسرے دن۔ لہٰذا علمائے اعلام کی وضاحت کے بعد شیعہ حضرات کا شبہ بے سود و بے محل ہے کہ حضرت علیؓ نے وفات حضرت فاطمہؓ تک بیعت نہیں کی بلکہ ابن حجر عسقلانیؒ کی تصریح سے صاف پتہ چل گیا کہ حضرت علیؓ کا خلافت میں جھگڑا نہ کرنا اور اطاعت و فرمانبرداری سے کام لینا ہی دراصل آپؓ کی بیعت کی دلیل ہے اور صحابہ کرامؓ کا بوجوہ حضرت علیؓ کو معذور سمجھنا بھی اس بات کی دلیل ہے کہ انہوں نے بیعت صدیق اکبر سے انکار نہیں کیا بلکہ ان کا عذر درست تھا۔ لہٰذا کسی کو بھی حضرت علیؓ کی بیعت میں شک نہیں کہ وہ اول الأمر میں واقع ہوئی۔

شیعہ حضرات کے اعتراض کی ثقہ روایات کے مقابل کوئی حیثیت باقی نہیں رہتی اور پھر حضرت علیؓ، جنہیں شیعہ امام تسلیم کرتے ہیں، خود ان کی زبان مبارک سے بیعت کرنا ثابت ہے جیسا کہ مذکور ہوا۔ حضرت علیؓ نے فرمایا کہ جسے رسول اکرم ﷺ نے ہمارے دین کیلئے پسند فرمالیا ہم اسے اپنی دنیا کیلئے منتخب کرتے ہیں "فبایعناہ" (پس ہم نے بیعت کرلی) کے الفاظ پر غور کیجئے، کیا ایسے اعتراضات خود حضرت علیؓ کے دامن صداقت پر کیچڑ اچھالنے کے مترادف نہیں۔ خدائے عزوجل ہمیں صداقت کا ساتھ دینے کی توفیق عطا فرمائے۔

marfat.com

روافض کے ایک اعتراض کا جواب

شیعہ حضرات اپنے موقف کی تائید میں امام بخاری کی دو روایتیں پیش کرتے ہیں۔ ایک روایت آپ نے تعلیقاً درج فرمائی اور دوسری سعد بن ابراھیم بن سعد کے حوالے سے۔

ان دونوں روایتوں سے وہ ثابت کرتے ہیں کہ نبی اکرم ﷺ کی وفات کے بعد حضرت علیؓ خلیفہ تھے۔ شیعہ کا یہ بڑا مضبوط اعتراض تصور کیا جاتا ہے لیکن حقیقت ان کے زعم کے برعکس ہے۔ حدیث کے ظاہر پر نظر رکھتے ہوئے وہ خلافت علیؓ کا واویلا مچا رہے ہیں مگر سیاق و سباق کو نظر انداز کر دیتے ہیں۔ اگر انصاف کے تقاضوں کو پورا کرتے ہوئے اس حدیث کا مطالعہ کرتے تو کبھی بھی خلافت علیؓ پر مصر نہ ہوتے۔

بخاری شریف کی ایک روایت جسے امام بخاری نے تعلیقاً ذکر فرمایا براء بن عازب کی حدیث کی ایک طرف ہے جسے امام بخاری نے "باب عمرۃ القضاء" میں مطولاً تخریج کیا اور وہ طرف یہ ہے۔

قال النبی ﷺ لعلی أنت منی و أنا منك

بخاری شریف کی دوسری حدیث جو سعد بن ابراھیم کے حوالے سے ہے یوں آئی ہے۔

عن سعد قال سمعت ابراهيم بن سعد عن ابيه قال قال النبی ﷺ لعلی أما ترضیٰ ان تکون منی بمنزلة هارون من موسیٰ.

(بخاری شریف، مناقب علیؓ بن ابی طالب)

علامہ بدر الدین عینی علیہ الرحمۃ اس حدیث شریف کی تشریح کرتے ہوئے لکھتے ہیں۔

قولهٗ (انت) مبتدا ومنی خبرهٗ ومتعلق الخبر خاص و کلمه منی هذه تسمی بمن الاتصالية و معناهٗ انت متصل بی ولیس المراد به اتصاله

marfat.com

من جهة النبوة بل من جهة العلم والقرب والنسب وكان أب النبی ﷺ شقیق ابی علیؓ و کذالك الكلام فی قوله وأنامنك.

"أنت" مبتدا ہے اور منی "اس کی خبر ہے اور خبر کا متعلق خاص ہے اور کلمہ منی میں "من" اتصالیہ ہے اس کا معنی یہ بنا کہ اے علیؓ! تو میرے ساتھ متصل ہے اور یہ اتصال، جهت نبوت سے نہیں بلکہ علم، قرب اور نسب کے لحاظ سے ہے کیونکہ نبی اکرم ﷺ اور حضرت علیؓ کے باپ آپس میں سگے بھائی تھے اور یہی بات "أنا منک" میں ہے۔ پس معلوم ہوا کہ "میں تجھ سے اور تو مجھ سے" میں اتصال نسب مراد ہے نہ کہ وہ جو روافض کا خیال ہے۔

دوسری حدیث کی توضیح میں فرماتے ہیں (أنت منی بمنزلة هارون من موسی)

معناهٗ أنت متصل بی ونازل منی منزلة هارون من موسیٰ وفیه تشبیه ووجه التشبیه مبهم و بینة بقوله الاانهٗ لانبی بعدی یعنی اتصاله لیس من جهة النبوة فبقی الاتصال من جهة الخلافة لانها تلی النبوة فی المرتبة ثم انها تکون فی حیاته ،وبعد مماته فخرج بعد مماته لان هارون مات قبل موسیٰ علیه السلام فتبین أن یکون فی حیاته عندمسیره الی غزوة تبوك لأن هذا القول من النبی ﷺ کان مخرجهٗ الی غزوة تبوك وقد خلف علیا رضی الله عنه علی اهله وأمرهٗ بالاقامة فیهم.

(عمدة القاری، ج ١٦، ص ٢١٤)

"انت منی بمنزله هارون من موسیٰ" کا مطلب ہے کہ اے علیؓ! تو مجھ سے متصل ہے اور تیرا مقام وہی ہے جو حضرت ہارون کا حضرت موسیٰ علیہما السلام کے بعد تھا۔ جب حضرت موسیٰ علیہ السلام دوسری جگہ کہیں تشریف لے گئے۔ پس تم غزوۂ تبوک میں میرے جانے کے بعد میرے خلیفہ ہو۔ اس میں حضرت علیؓ کو تشبیہ دی گئی حضرت ہارون علیہ السلام سے اور وجہ تشبیہ مبہم (غیر واضح) ہے۔ اس کی وضاحت نبی اکرم ﷺ نے اپنے اس قول سے کی "الاانهٗ لانبی بعدی" یعنی خبردار

marfat.com

میرے بعد کوئی نبی نہ ہوگا۔ پتہ چلا کہ حضرت علیؓ کا اتصال نبی اکرم ﷺ کے ساتھ نبوت کی جہت سے نہیں کیونکہ کوئی نبی تو آپ ﷺ کے بعد آ نہیں سکتا۔ پس یہ اتصال خلافت کے اعتبار سے باقی رہ گیا پھر یہ خلافت آپ کی حیات میں ہو گی یا فوت ہونے کے بعد۔ آپ کی وفات کے بعد خلافت ماننا تو اس لئے خارج ہو گیا کہ ہارون علیہ السلام حضرت موسیٰ علیہ السلام سے قبل وفات پا گئے تھے۔ (لہٰذا) ظاہر ہوا کہ نبی کریم ﷺ کی حیات میں خلیفہ بنے اور وہ اس وقت جب غزوۂ تبوک کا موقع آیا تو اس وقت نبی اکرم ﷺ نے حضرت علیؓ کو اہل و عیال اور مال پر اپنا خلیفہ بنا کر پیچھے چھوڑا اور قیام کا حکم ارشاد فرمایا۔

معلوم ہوا یہ حکم غزوۂ تبوک کے ساتھ متصل ہے۔ جب اس غزوے سے نبی محترم ﷺ واپس تشریف لائے تو حضرت علیؓ کی خلافت بھی ختم ہو گئی۔

دوسری جگہ اس کی وضاحت کرتے ہوئے لکھتے ہیں۔

قال الخطابی هذا انما قاله لعلی رضی الله عنهٗ حین خرج الی تبوك ولم یستصحبه فقال أتخلفنی مع الزریة فقال أماترضی الی آخره فضرب لهٗ المثل باستخلاف موسیٰ هارون علی بنی اسرائیل حین خرج الی الطور ولم یرد به الخلافة بعد الموت فان المشبه به وهو هارون کانت وفاتهٗ قبل وفاة موسیٰ علیه السلام وانما کان خلیفة، فی حیاته فی وقت خاص فیکن کذالك الأمر فیه من ضرب المثل به (عمدة القاری، ج ۷، ص ۲۱۸)

امام خطابی فرماتے ہیں نبی اکرم ﷺ نے یہ بات اس وقت فرمائی جب آپ ﷺ غزوۂ تبوک کی طرف تشریف لے جا رہے تھے۔ حضرت علیؓ کو ساتھ نہیں لے کر گئے تو حضرت علیؓ نے عرض کیا، کیا آپ مجھے بچوں میں چھوڑ کر جا رہے ہیں؟ اس کے جواب میں حضرت رسول اکرم ﷺ نے فرمایا (اَمَاترضی ...... الی آخر الحدیث) پس نبی اکرم ﷺ نے ایک مثل ارشاد فرمائی کہ تجھے خلیفہ بنانا ایسے ہی ہے جیسے

marfat.com

حضرت موسیٰ علیہ السلام کا اپنے بھائی ہارون علیہ السلام کو بنی اسرائیل پر خلیفہ بنانا تھا جب حضرت موسیٰ علیہ السلام کوہ طور کو گئے۔ اس مثال میں مشبہ بہ ہارون علیہ السلام ہیں اور وہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کی وفات سے پہلے دنیا سے تشریف لے گئے اور فقط ایک خاص وقت تک حضرت موسیٰ کی زندگی میں ان کے خلیفہ رہے۔ پس چاہئے کہ اس حدیث میں بھی معاملہ اسی طرح ہو جس طرح مثال میں بیان کردہ شخص کا ہے۔ یعنی حضرت علیؓ، نبی کریم ﷺ کی غیر موجودگی میں خلیفہ رہے جیسے ہارون علیہ السلام، حضرت موسیٰ علیہ السلام کی غیر موجودگی میں نہ کہ اس سے مراد بعد از وفات نبی اکرم ﷺ خلافت مراد ہے ورنہ تشبیہ ختم ہو جائے گی۔

حافظ ابن حجر عسقلانی اس حدیث کے ماتحت رقم فرماتے ہیں۔

واستدل بحديث الباب على استحقاق على رضى الله عنهٗ للخلافة دون غيره من الصحابة. فان هارون كان خليفة موسىٰ وأجيب بأن هارون لم يكن خليفة موسىٰ الافى حياته لابعد موته لانه مات قبل موسىٰ باتفاق. أشارالى ذالك الخطابى وقال الطينى معنى الحديث انهٗ متصل بى نازل منى منزلة هارون من موسىٰ عليهما السلام وفيه تشبيه مبهم بينة بقوله (الاانه لانبى بعدى) فعرف أن الاتصال المذكور بينهما ليس من جهة النبوة بل من جهة مادونها وهو الخلافة ولما كان هارون المشبه به انما كان خليفة فى حياته دل ذالك على تخصيص خلافة على للنبى ﷺ بحياته (والله أعلم)

حضرت علیؓ کیلئے خلافت ثابت کرنے کیلئے دلیل یہ دی جاتی ہے کہ سوائے حضرت علیؓ کے کوئی دوسرا خلیفہ نہیں ہو سکتا کیونکہ نبی اکرم ﷺ نے آپ کو بمنزلہ ہارون قرار دیا اور ہارون حضرت موسیٰ علیہ السلام کے خلیفہ تھے۔ اس کا جواب یہ ہے کہ ہارون علیہ السلام حضرت موسیٰ علیہ السلام کی زندگی میں خلیفہ تھے نہ کہ آپ کی وفات کے بعد، کیونکہ بالاتفاق حضرت ہارون، حضرت موسیٰ علیہما السلام کی وفات سے

marfat.com

پہلے فوت ہو گئے۔ اس بات کی طرف خطابی نے اشارہ کیا جیسا کہ عمدۃ القاری کے حوالے سے مذکور ہو چکا۔ امام طیبی نے اس کا معنی یہ بیان فرمایا کہ حضور اکرم ﷺ نے حضرت علیؓ کو اپنے ساتھ اس طرح متصل فرمایا جس طرح ہارون، حضرت موسیٰ علیہ السلام کے قائم مقام تھے، اسی طرح حضرت علیؓ آنحضرت ﷺ کے قائم مقام ہیں۔ اور تشبیہ چونکہ مبھم ہے، اس ابھام کو نبی اکرم ﷺ نے اپنے قول "الا انہٗ لانبی بعدی" کے ساتھ دور فرمایا: پس معلوم ہوا کہ دونوں کے درمیان اتصال نبوت کی جھت سے نہیں بلکہ قرب کی وجہ سے ہے۔ اور نبوت سے کم درجہ خلافت کا ہے۔ لہٰذا حضرت علیؓ خلیفہ ٹھہرے۔ جب حضرت علیؓ کو جن کے ساتھ تشبیہ دی گئی (یعنی ہارون علیہ السلام) وہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کی زندگی میں خلیفہ رہے، اسی طرح حضرت علیؓ بھی آنحضرت ﷺ کی زندگی میں ہی خلیفہ ہیں نہ کہ بعد میں۔

معلوم ہوا کہ حضرت علیؓ کی خلافت ایک خاص وقت کیلئے تھی۔ جب نبی اکرم ﷺ غزوہ سے واپس تشریف لے آئے تو خلافت بھی ختم ہو گئی۔ جس طرح حضرت ہارون کی خلافت، حضرت موسیٰ علیہ السلام کے کوہ طور سے واپس آنے کے بعد ختم ہو گئی۔ چونکہ اس مثال میں حضرت علیؓ کو حضرت ہارون سے تشبیہ دی گئی ہے اور ہارون علیہ السلام حضرت موسیٰ سے چالیس سال پہلے وفات پا گئے تھے۔ لہٰذا حضرت ہارونؑ کی خلافت صرف حضرت موسیٰ کی زندگی میں ہی ثابت ہے۔ لہٰذا جب ہارونؑ کی خلافت صرف حیات موسیٰ میں ثابت ہے تو حضرت علیؓ جن کو حضرت ہارون سے تشبیہ دی گئی ان کی خلافت بھی صرف حیات نبی اکرم ﷺ میں ہی ثابت ہے نہ کہ بعد میں۔ پس اس سے بعد از وفات نبی اکرم ﷺ حضرت علیؓ کی خلافت ثابت کرنا خلاف نقل و عقل ہے۔ رب ذوالجلال فہم و ذکاء عطاء فرمائے۔ آمین۔

حافظ ابو زکریا یحییٰ بن شرف نووی شارح مسلم شریف اس حدیث کے ضمن میں ارشاد فرماتے ہیں۔

marfat.com

قال القاضی هذا الحدیث مماتعلقت به الروافض والا مامیة وسائر فرق الشیعة فی أن الخلافة کانت حقا لعلی رضی الله عنهٗ وانهٗ وصی بها، قال، ثم اختلف هولآء فکفرت الروافض سائر الصحابة فی تقدیمهم غیرهٗ وزاد بعضهم فکفر علیا رضی الله عنهٗ لانهٗ لم یقم فی طلب حقهٖ بزعمهم وهولآء أسخف مذهبا وأفسد عقلاً من أن یردقولهم أویناظروا، قال القاضیَ ولاشك فی کفر من قال هذا لأن من کفر الامة کلها والصدد الاول فقد أبطل نقل الشریعة وهدم الاسلام امامن عداهولآء الغلاة فانهم لایسلکون هذا المسلك فاما الامامیة وبعض العتزلة فیقولون هم مخطئون فی تقدیم غیرهٗ لاکفار وبعض المعتزلة لایقول بالتخطئة لجواز تقدیم المفضول عندهم وهذا الحدیث لاحجة فیه لأحد منهم بل فیه اثبات فضیلة لعلی رضی الله عنهٗ ولاتعرض فیه لکونهٖ أفضل من غیره أومثلهٗ ولیس فیه دلالة لاستخلافه بعدهٗ لان النبی ﷺ انما قال هذا لعلی رضی الله عنهٗ حین استخلفهٗ فی المدینة فی غزوة تبوك ویؤید هذاأن هارون المشبه بهٖ لم یکن خلیفة بعد موسیٰ بل توفی فی حیوة موسیٰ وقبل وفات موسیٰ بنحوار بعین سنة علی ماهوالمشهور عندأهل الأخبار والقصص قالوا انما استخلفهٗ حین ذهب لمیقات ربه للمناجات. والله أعلم

(نووی شرح مسلم، ج ۲، ص ۲۷۸)

قاضی عیاض رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔ یہ حدیث ان میں سے ایک ہے جس سے روافض وامامیہ اور شیعہ فرقوں نے اس بات کی دلیل پکڑی ہے کہ خلافت حضرت علیؓ کا حق تھااور وہ اس کے وصی تھے۔ پھران تمام فرقوں نے آپس میں اختلاف کیا۔ روافض نے تمام صحابہؓ کو اس لئے کافر (نعوذ باللہ) کہاکہ انہوں نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کے علاوہ کو مقدم کیااور بعض روافض نے اس پر بھی زیادتی کرتے ہوئے

marfat.com

حضرت علیؓ کو کافر کہہ دیا (العیاذ باللہ) کیونکہ ان کے زعم باطل میں حضرت علیؓ اپنے حق کیلئے اٹھ کھڑے نہیں ہوئے اور یہ شیعہ گروہ نہایت کمزور مذہب کے اعتبار سے اور عقلاً نہایت فاسد ہیں کہ ان کی تردید کی جائے۔ (قاضی عیاض فرماتے ہیں) جو شخص ایسے خیالات کا مالک ہو اس کے کفر میں کوئی شک نہیں کیونکہ انہوں نے صدر اول اور تمام امت کو کافر کہا۔ پس اس نے نقل شریعت کو باطل کر دیا اور اسلام کو منہدم۔ امامیہ اور بعض معتزلہ کہتے ہیں صحابہ کرامؓ، حضرت علیؓ کے علاوہ دوسرے کو مقدم کرنے میں خطاکار ہیں کافر نہیں، اور بعض معتزلہ ان کو خطاکار بھی نہیں کہتے کیونکہ مفضول کی تقدیم بھی ان کے نزدیک جائز ہے۔ اور اس حدیث میں کسی کیلئے بھی دلیل نہیں بلکہ حضرت علیؓ کی فضیلت کا اثبات ہے اور اس میں اس سے تعرض نہیں کہ حضرت علیؓ غیر سے افضل ہیں یا اس کی مثل ہیں۔ اس حدیث میں حضرت علیؓ کے خلیفہ ہونے کی بھی کوئی دلیل نہیں کیونکہ نبی اکرم ﷺ نے یہ بات حضرت علیؓ کو اس وقت فرمائی جب آپ کو مدینہ شریف میں اپنا خلیفہ بنا کر تبوک کی طرف تشریف لے گئے اور اس بات کی مؤید یہ دلیل ہے کہ ہارون علیہ السلام مشبہ بہ ہیں وہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کے بعد خلیفہ نہیں بنے بلکہ حضرت موسیٰ کی حیات میں ہی وفات پا گئے چالیس سال قبل۔ جیسا کہ اہل اخبار و قصص کے نزدیک مشہور ہے۔ یہ اس وقت کی بات ہے جب موسیٰ علیہ السلام مناجات کیلئے میقات کو چلے گئے۔ اس جملہ عبارت کا مفہوم یہی ہے کہ اس حدیث سے حضرت علیؓ کی خلافت بعد از وفات نبی اکرم ﷺ کسی طرح ثابت نہیں بلکہ صرف فضیلت پر دلیل ہے۔

علامہ ملا علی قاری رحمۃ اللہ علیہ اس حدیث کے ماتحت فرماتے ہیں۔

یعنی فی الآخرة وقرب المرتبة والمظاهرة بهٖ فی أمرالدین کذا قالهٗ شارح علمائنا ولیس فیه دلالة علی استخلافهٖ بعدهٗ وخلاصة، ان الخلافة الجزئیة فی حیاتهٖ لاتدل علی الخلافة الکلیة بعد مماتهٖ لاسیما وقد

marfat.com

عزل عن تلك الخلافة برجوعه ﷺ الی المدینة.

(مرقاة شرح مشکوة ج ۱۱، ص ۳۳۶)

اس حدیث سے مراد آخرت میں عظیم مرتبہ اور قرب مراد ہے اور امور دین میں اس بات کا مظاہرہ مراد ہے۔ ہمارے شارحین علماء نے اس حدیث کی اسی طرح تشریح فرمائی۔ اس حدیث میں نبی اکرم ﷺ کے حضرت علیؓ کو خلیفہ بنانے میں کوئی دلالت نہیں۔ اس کا خلاصہ یہ ہے کہ نبی اکرم ﷺ کی حیات مبارکہ خلافت جزئیہ بعد از وفات، حضرت علیؓ کی خلافت کلیہ پر دلیل نہیں ہے۔ اور ایسا کیوں نہ ہو کہ خود نبی کریم ﷺ نے مدینہ شریف واپس آکر حضرت علیؓ کو اس منصب سے معزول فرمادیا تھا۔

لہٰذا اس حدیث سے روافض کیلئے کوئی دلیل نہیں ہے۔ کیونکہ جس طرح موسیٰ علیہ السلام کے واپس آنے کے بعد ہارون علیہ السلام خلافت سے معزول ہو گئے اسی طرح حضرت علیؓ، نبی اکرم ﷺ کی واپسی کے بعد خلیفہ نہ رہے۔ پس یہ خلافت جزئیہ تھی جو کچھ وقت کیلئے تھی اس سے خلافت کلیہ پر دلیل نہیں بنائی جاسکتی۔

ترمذی شریف میں عمران بن حصین سے ایک حدیث مروی ہے جس کی اصل بخاری میں ہے جسے امام بخاری نے تعلیقاً روایت فرمایا ہے اور یہ حدیث براء بن عازب کا ایک حصہ ہے جس کو امام بخاری نے "عمرۃ القضا" میں روایت فرمایا۔ ترمذی شریف کے الفاظ یہ ہیں۔

"عن عمران بن حصین ان رسول اللہ ﷺ قال ان علیا منی وأنا منہٗ وھوولی کل مومن"

اس حدیث کے تحت علامہ ملا علی قاری نے نہایت نفیس تحقیق ارقام فرمائی اصل عبارت کو بخوف طوالت میں نے ترک کردیا ہے ورنہ کتاب زیر مطالعہ ہے۔ یہاں فقط اس کا خلاصہ عرض کرنا چاہتا ہوں اگرچہ علماء سے یہ مخفی نہیں، عوام تک پہنچانا مقصود ہے تاکہ شیعہ حضرات کے اوہام باطلہ کی تردید ہو سکے۔

marfat.com

علامہ ملا علی فرماتے ہیں۔

حضرت رسول اکرم ﷺ کا یہ فرمان کہ ”علی مجھ سے ہے اور میں علی سے ہوں“ اس سے مراد باعتبار نسب و مصاھرت اور مسابقت و محبت اور دیگر فضائل ہیں نہ کہ محض قرابت میں، ورنہ ان کے علاوہ بھی آپ ﷺ کی قرابت میں شریک ہیں۔ اور آقا ﷺ کا فرمان (**وھو ولی کل مومن**) یعنی حضرت علیؓ ہر مومن کے حبیب ہیں۔ اس سے مراد...... جیسا کہ ابن مالک نے فرمایا...... کہ حضرت علیؓ ہر مومن کے ناصر و مددگار اور امور کے متولی ہیں۔ امام طیبی علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں کہ رب عزوجل کے اس قول ”**انما ولیکم اللہ ورسولہ والذین آمنوا الذین یقیمون الصلوٰۃ ویؤتون الزکوۃ وھم راکعون**“ کی طرف اشارہ ہے۔ صاحب کشاف لفظ ”قیل“ سے فرماتے ہیں یہ آیہ کریمہ حضرت علیؓ کے حق میں نازل ہوئی۔ فرماتے ہیں اگر کوئی یہ کہے کہ اس آیۂ کریمہ کا حضرت علیؓ کے حق میں نازل ہونا کس طرح صحیح ہو سکتا ہے کیونکہ لفظ جمع ہے۔ امام زمخشری فرماتے ہیں میں کہتا ہوں لفظ جمع لوگوں کو ترغیب دینے کیلئے لایا گیا ہے یعنی جن لوگوں نے علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کی مثل عمل کیا وہ بھی مثل حضرت علیؓ ثواب کے مستحق ٹھہریں گے۔ اور اس بات پر تنبیہ ہے کہ مومن کی جبلب، عادت اور طبیعت کا لازمی حصہ ہے کہ وہ بر و احسان کی نہایت پر ہو۔ امام بیضاوی فرماتے ہیں اللہ عزوجل کا قول (**وھم راکعون**) یعنی اپنی نمازوں اور زکوٰۃ میں خشوع اختیار کرنے والے اور بعض نے کہا ”راکعون“ حال مخصوص ہے ”یؤتون“ سے، یعنی وہ لوگ زکوۃ ایسے حال میں دیتے ہیں کہ رکوع کرنے والے یعنی نماز ادا کرنے والے ہوتے ہیں۔ کیونکہ یہ آئتہ کریمہ حضرت علیؓ کے حق میں نازل ہوئی جس وقت سوال کرنے والے نے حضرت علی رضی اللہ عنہٗ سے پوچھا تو وہ حالت نماز میں رکوع میں تھے تو آپ نے سائل کی طرف اپنی انگوٹھی پھینک دی۔ (انتھی)

اس حدیث کو ابن جریر و ابن حاتم اور ابن مردویہ نے بروایات مختلفہ روایت کیا

marfat.com

اور شیعہ حضرات نے اس حدیث سے اپنے زعم باطل وفاسد میں امامت حضرت علیؓ پر دلیل اخذ کرتے ہوئے کہا کہ "ولی" سے مراد وہ شخص ہے جو امور کا متولی ہو اور لوگوں میں تصرف کا استحقاق رکھتا ہو۔ اس لئے اس حدیث سے ثابت ہوا کہ نبی اکرم ﷺ کے بعد امامت کا استحقاق حضرت علیؓ کیلئے ہے۔

اس کے جواب میں فرماتے ہیں۔

اللہ تعالیٰ نے جب کافروں سے موالات کی نہی فرمائی اور اس کے بعد ان لوگوں کا ذکر فرمایا جو موالات کے حقدار ہیں اور اسی لئے یہ نہیں کہا (اَولیاء کم) بلکہ (ولیکم) فرمایا تاکہ تنبیہ ہو جائے کہ اصل ولایت اللہ عزوجل اور اس کے رسول کی ہے اور مومنین کی ان کی اتباع میں یعنی بالتبع، اس بات کا خیال رکھتے ہوئے کہ واحد پر جمع کا محمول خلاف ظاہر ہے۔ سید معین الدین صفوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں ما قبل آیۂ کریمہ بآواز بلند نداء کر رہی ہے کہ ولایت سے مراد متولی للأمور اور مستحق للتصرف مراد نہیں جیسا کہ شیعہ کا وہم باطل ہے بلکہ لفظ جمع کے ساتھ عزوجل کا ذکر کرنا، صدقات پر لوگوں کو جلدی کرنے پر برانگیختہ کرنا اور ترغیب دینا ہے۔ اور اس میں ہر وہ شخص داخل ہے جو صدقہ دینے میں جلدی کرتا ہے۔ پس اس آیۂ کریمہ سے حضرت علی رضی اللہ عنہٗ کی امامت کی دلیل اخذ کرنا جائز نہیں۔

علامہ ملا علی قاری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: حاصل یہ ہے کہ اعتبار لفظ کے عموم کا ہے نہ کہ خصوص سبب کے ساتھ اور کیوں ہو کہ اللہ عزوجل کے فرمان میں لفظ بصیغہ جمع ہے۔ اور حضرت علیؓ کا اس میں داخل ہونا اولیت کی بنا پر تو ہو سکتا ہے لیکن حقیقتاً یہ امر ذات علیؓ میں محصور ہو، ممکن نہیں۔

معلوم ہوا کہ اس آیۂ کریمہ سے حضرت علیؓ کی خلافت کا استدلال غلط ہے جیسا کہ مخالفین نے اس آیہ کو امامت علیؓ پر نص قرار دیا ہے۔ (واللہ اعلم)

marfat.com

روافض کا ایک اور اعتراض...... اور جواب

امام احمد اور ترمذی نے حضرت زید بن ارقم سے ایک حدیث روایت کی وہ مندرجہ ذیل ہے۔

عن زید بن أرقم رضی اللہ عنہٗ ان النبی ﷺ قال من کنت مولاہٗ فعلی مولاہٗ

قاضی عیاض کی کتاب "شرح المصابیح" میں ہے۔ شیعہ کہتے ہیں کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ، وہ ہی متصرف ہیں۔ کہتے ہیں حدیث کا معنی یہ ہے کہ ہر وہ امر جس میں نبی اکرم ﷺ کا استحقاق تصرف ہے ان امور میں حضرت علیؓ بھی تصرف کے مستحق ہیں اور اسی طرح مومنین کے امور ہیں، لہٰذا حضرت علیؓ مومنین کے امام ہیں۔ شیعہ کے نزدیک حضرت علیؓ کی امامت پر یہ حدیث قوی دلیل ہے۔

میں مختلف کتب کے مطالعہ کے بعد اس نتیجہ پر پہنچا ہوں کہ جو جواب ملا علی قاری نے دیا ہے اس سے بہتر جواب اور کوئی نہیں ہو سکتا۔ آپ فرماتے ہیں :

تمسک الشیعة انهٗ من النص المصرح بخلافة علی رضی اللہ عنهٗ حیث قالوا معنی المولیٰ الاولیٰ بالامامة والالما احتاج الی جمعهم کذالك وهذه من أقویٰ شبههم ودفعها علماء اهل السنة بأن المولیٰ بمعنی المحبوب وهو کرم اللہ وجههٗ سیدنا وحبیبنا ولهٗ معان آخر ومنه الناصر وأمثالهٗ فخرج عن کونهٖ نصا فضلاً عن ان یکون صریحاً ولوسلم انهٗ بعمنی الاولیٰ بالامامة فالمرادبهٖ المآل والا أن یکون هوالامام مع وجوده علیه السلام فتعین أن یکون المقصود منه حین یوجد عقد البیعة لهٗ فلاینافیه تقدیم الآئمة الثلاثة علیه لانعقاد الإجماع من یعتدبهٖ حتی من علی رضی اللہ عنهٗ ثم سکوته عن الاحتجاج به الی ایام خلافته قاضٍ من لهٗ أدنی مسکة بأنهٗ علم منهٗ انهٗ لانص فیه علی خلافتهٖ عقب وفاتهٖ صلی اللہ علیه وسلم مع ان علیا رضی

marfat.com

الله عنهٗ صرح نفسهٗ بانهٗ صلی الله علیه وسلم لم ینص علیه ولاعلی غیرہٖ ثم هذا الحدیث مع کونہٖ آحاد أختلف فی صحتہٖ فکیف ساغ للشیعة أن یخالفوا ما اتفقوا علیه من اشتراط التواتر فی احادیث الامامة ماهذا الاتناقض صریح وتعارض قبیح.
(مرقاۃ شرح مشکوۃ، ج ۱۱، ص ۳۴۹)

شیعہ حضرات کا کہنا ہے کہ یہ حدیث ان نصوص میں سے ایک نص ہے جو حضرت علیؓ کی خلافت کی تصریح کرنے والی ہیں۔ شیعوں نے کہا کہ "مولیٰ" کا معنی اولیٰ للامامت (یعنی علیؓ امامت کیلئے بہتر ہیں) ہے۔ اگر یہ معنی نہ ہوتا تو ان کو جمع کرنے کی طرف اس طرح احتیاج نہ ہوتی یعنی (من کنت مولاہٗ فعلی مولاہ)

شیعہ حضرات کا یہ نہایت قوی اعتراض اور شبہ ہے اور علمائے اہل سنت نے اس کا جواب یہ دیا ہے کہ مولیٰ بمعنی 'محبوب ہے اور حضرت علیؓ ہمارے سردار اور حبیب ہیں۔ لفظ مولیٰ کے اس کے علاوہ بھی معانی ہیں۔ ان میں سے ایک معنی ناصر بھی ہے اور اسی طرح دیگر معانی بھی۔ پس جب اس کے دیگر معانی بھی ہیں تو یہ لفظ حضرت علیؓ کی امامت کے لئے نص نہ بنا چہ جائیکہ تصریح ٹھہرے۔ اگر یہ تسلیم بھی کرلیا جائے کہ مولیٰ بمعنی اولیٰ ہے تو اس سے مراد مآل ہے یعنی جب خلافت ملے گی ورنہ لازم آئے گا نبی اکرم ﷺ کی موجودگی میں حضرت علیؓ امام ہیں۔ پس اس قول سے مقصود یہ ہوگا جب حضرت علیؓ کی بیعت کا عقد ہوگا تو وہ اولیٰ بالامامت ہوں گے۔ یہ بات اس کے منافی نہیں کہ آئمہ ثلاثہ حضرت علیؓ سے مقدم ہیں اس لئے کہ ان کی امامت وخلافت پر اجماع منعقد ہوا یہاں تک حضرت علیؓ سے بھی یہ اجماع ثابت ہے۔ پھر ایام خلافت تک حضرت علیؓ کا سکوت اختیار کرنا اور احتجاج نہ کرنا بھی اس کی دلیل ہے۔ جو اصول حدیث سے تھوڑا سا بھی تعلق رکھتا ہے جانتا ہے کہ اس حدیث میں نبی اکرم ﷺ کی وفات کے بعد خلافت حضرت علیؓ پر نص نہیں۔ خود حضرت علیؓ نے صراحت فرمائی کہ جب نبی اکرم ﷺ فوت ہوئے تو کسی کی خلافت کا تعین نہیں فرمایا۔ اس کے علاوہ

marfat.com

یہ حدیث آحاد ہونے کے ساتھ ساتھ، اس کی صحت میں بھی اختلاف ہے۔ پھر شیعہ حضرات کیلئے کیسے جائز ہے کہ جس حدیث سے امامت کیلئے حجت پکڑنا ہو اس کیلئے متواتر ہونا شرط قرار دیتے ہیں اور اس کی تو صحت بھی مختلف فیہ ہے، یہ حدیث کیسے ان کیلئے حجت بن سکتی ہے۔ کیا یہ صریح تضاد اور تعارض نہیں؟

یہ تعارض اور تضاد اس لئے کہ ایک طرف آحاد حدیث ہے اور دوسری طرف صحیح و متواتر۔ شیعہ حضرات حدیث آحاد پر عمل کرتے ہیں اور وہ احادیث جو ان کے نزدیک بھی متواتر کا درجہ رکھتی ہیں ان سے انکاری ہیں اور یہی ان کی غلطی ہے۔ اس ضمن میں میں نے تقریبا 15 احادیث اور متعدد اقوال علمائے عظام پیش کئے۔ تفصیل کیلئے ملاحظہ ہو۔ "کیا حضرت علیؓ نے حضرت ابو بکرؓ کی بیعت کی تھی" جب خود حضرت علیؓ بار بار فرمارہے ہیں کہ خلافت باجماع صحابہؓ منعقد ہوئی تو شیعہ حضرات کو اپنے امام کا ہی قول تسلیم کر لینا چاہیے نہ کہ صرف ایک حدیث کو مد نظر رکھ کر اپنے امام کی باقی تمام روایات کا مذاق اڑائیں۔ یہ دیانتداری نہیں بلکہ اپنے امام کے ساتھ اور ان کے کلام سے غداری کا ارتکاب ہے۔ حضرت صدیق اکبرؓ کی خلافت بلا فصل، اجماع صحابہ سے منعقد ہوئی، اس پر روایت کردہ احادیث و اقوال مستند اور تحقیق شدہ ہیں اور علمائے امت کے نزدیک مسلم ہیں۔

وقال الطيبي لايستقيم أن تحمل الولاية على الامامة التي هي التصرف في أمور المؤمنين لأن المتصرف المستقل في حياته ﷺ هو هو لا غيره فيجب أن يحمل على المحبة وولاء الاسلام ونحوهما.

امام طیبیؒ فرماتے ہیں یہ بات درست نہیں کہ ولایت کو اس امامت پر محمول کیا جائے جس سے مومنین میں تصرف جائز ہو۔ اس لئے کہ متصرف مستقل نبی اکرم ﷺ کی حیات طیبہ میں آپ ﷺ خود ہی ہیں نہ کہ کوئی اور۔ پھر ضروری ہے کہ ولایت کو محبت اور اسلام کی ولایت پر محمول کیا جائے وغیرہ۔

marfat.com

علامہ ملا علی قاری علیہ رحمۃ الباری اس حدیث کا ترجمہ کرتے ہوئے لکھتے ہیں۔

"من کنت مولاہٗ فعلی مولاہ" بعض کے نزدیک اس کا معنی ہے جس کو میں دوست رکھتا ہوں علیؓ بھی اس کو دوست رکھتا ہے۔ یہ ولی سے مشتق ہے اور دشمن کی ضد۔ یعنی جو میرا دوست ہے وہی علیؓ کا دوست ہے۔ نہایہ میں ہے لفظ مولیٰ کثیر جماعت پر بولا گیا ہے یعنی اس کے معانی بے شمار ہیں۔ مثلاً مالک، سردار، غلام آزاد کرنے والا، آزاد شدہ، انعام دینے والا، ساتھی، حلیف، پڑوسی، مہمان، شریک، بیٹا، چچا کا بیٹا، بھانجا، چچا، داماد، رشتہ دار، ولی، تابع۔ اور مولیٰ کی جمع موالی ہے۔ یہ معنی ایسے ہیں کہ ان میں سے اکثر احادیث میں استعمال ہوئے ہیں۔ ان میں سے ہر معنی کو اس کے مقتضاء پر محمول کیا جائے گا۔ اور "من کنت مولاہ" میں مولیٰ سے مراد بھی انہی معانی میں سے اکثر ہیں۔ امام شافعی کے نزدیک اس سے مراد ولائے اسلام ہے جیسا کہ اللہ عزوجل نے فرمایا "ذالك بان اللہ مولیٰ الذین آمنوا وأن الکافرین لامولیٰ لھم" اور حضرت عمرؓ کا حضرت علیؓ کو کہنا کہ اے علیؓ! تم ہر مومن کے مولیٰ بن گئے ہو یعنی والی بن گئے ہو"۔

ان تمام تصریحات کا مفہوم یہی ہے کہ اسی حدیث اور اس سے ماقبل احادیث سے حضرت علیؓ کی امامت ثابت نہیں ہوتی اور نہ وصی آپ کا وحی ہونا معلوم ہوتا ہے۔ اگر شیعہ کے زعم باطل کے مطابق مولیٰ کا معنی متصرف تسلیم کر لیا جائے تو یہ بھی ماننا پڑے گا کہ نبی اکرم ﷺ کی موجودگی میں وہ امام تھے اور ایسا ہو نہیں سکتا کیونکہ سرکار دوعالم ﷺ اپنی حیات طیبہ میں مستقل متصرف فی الامور تھے اور ان کے بعد اجماع صحابہ سے صدیق اکبرؓ خلیفہ مقرر ہوئے۔ اور اس اجماع میں خود حضرت علیؓ شامل تھے نہ مانیں تو تکذیب علیؓ لازم آئے گی۔

کیا حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کی خلافت کا انکار کفر ہے؟

جیسا کہ تفسیر قرطبی کے حوالے سے مذکور ہوا کہ حضرت ابو بکر صدیقؓ کی خلافت کا انکار امام قرطبی کے نزدیک (ولأظھر تکفیرہ) یعنی اس کے انکاری کو کافر

marfat.com

کہنا زیادہ اظہر ہے۔ علامہ ابن حجر مکی رحمۃ اللہ علیہ نے اس پر نہایت مفصل گفتگو فرمائی، جو پیش خدمت ہے۔

المنقول عن العلماء فمذهب ابی حنیفة رضی الله عنهٗ أن من أنكر خلافة الصديق و عمر رضی الله عنهما فهو كافر على خلاف حكاه بعضهم وقال الصحيح انهٗ كافر والمسئلة مذكورة فی كتبهم.

علما سے جو کچھ منقول ہے اس کے مطابق امام ابو حنیفہؒ کے نزدیک جس نے شیخین ابو بکر و عمر رضی اللہ عنہما کی خلافت کا انکار کیا وہ کافر ہے۔ اگرچہ بعض نے امام صاحب کا مذہب اس کے خلاف بھی بیان فرمایا مگر صحیح یہی ہے کہ وہ کافر ہے۔ اسی طرح "الغایۃ" للسروجی اور فتاوی ظہیریہ میں آیا ہے۔

وفی الفتاوی البديعية فانهٗ قسم الرافضة الى كفار وغيرهم وفی المحيط ان محمدا لايجوز الصلوة خلف الرافضة ثم قال لانهم أنكروا خلافة ابی بكر رضی الله عنهٗ فهوكافر وفی تتمة الفتاوی والرافضی المتغالی الذی ينكر خلافة ابی بكر رضی الله عنهٗ يعنی لايجوز الصلوة خلفهٗ وفی المرعنينانی وتكره الصلوة خلف صاحب هویٰ أوبدعة ولاتجوز الصلوة خلف الرافضی ثم قال وحاصلهٗ ان كان هوی يكفربه لايجوز والايجوز ويكره . وفی شرح المختار وسب احد من الصحابة وبغضه لايكون كفرا لكن يضلل فان عليا رضی الله عنهٗ لم يكفر شاتمه، وفی الفتاوی البديعية من أنكر امامة ابی بكر رضی الله عنهٗ فهو كافر وقال بعضهم هومبتدع والصحيح انه كافر وكذالك من أنكر خلافة عمر رضی الله عنهٗ فی أصح الأقوال ولم يتعرض أكثرهم للكلام على ذالك.

فتاوی بدیعیہ میں ہے امام اعظم ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ نے رافضہ کی تقسیم فرمائی۔ ایک وہ جو کفر کے مرتکب ہیں اور دوسرے غیر کافر۔ اور "محیط" میں ہے کہ

marfat.com

امام محمد بن حسن شیبانیؒ رافضیوں کے پیچھے نماز پڑھنے کو جائز نہیں سمجھتے تھے۔ کیونکہ انہوں نے خلافت ابو بکرؓ کا انکار کیا لہذا کافر ہیں "تتمہ الفتاوی" میں ہے کہ رافضی متغالی (شدت پسند) جو خلافت صدیق اکبرؓ کا انکار کرتے ہیں ان کے پیچھے نماز پڑھنا جائز نہیں۔ اور مرغینانی میں ہے کہ اہل ھویٰ (خواہش نفس کی پیروی کرنے والا) اور بدعتی کے پیچھے نماز مکروہ ہے اور رافضی کے پیچھے نماز پڑھنا جائز نہیں۔ پھر فرمایا اس کا حاصل یہ ہے کہ اگر نفسانی خواہشات کی پیروی کرنے والا، کفر تک جا پہنچتا ہے تو نماز جائز نہیں ورنہ مکروہ ہے۔ "شرح المختار" میں ہے صحابہؓ میں سے کسی ایک کو گالی دینا اور ان سے بعض کا انکار کرنے والا کافر نہیں لیکن گمراہ ضرور ہے کیونکہ حضرت علیؓ نے اپنے شاتم کو کافر نہیں کہا۔ اور فتاویٰ بدیعیہ میں ہے جس نے امامت ابو بکر صدیقؓ کا انکار کیا، وہ کافر ہے اور بعض نے کہا کہ مُبتدع ہے اور صحیح یہی ہے کہ وہ کافر ہے اور اسی طرح جس نے خلافت حضرت عمرؓ کا انکار کیا اَصح قول میں وہ کافر ہے اور احناف کے اکثر اس پر کلام کرنے سے گریز کرتے ہیں۔

واصحابنا الشافعیون فقدقال القاضی حُسین فی تعلیقه من سب النبی ﷺ یکفر بذالك ومن سب صحابیا فسق وأمامن سب الشیخین والختنین ففیه وجهان أحدهما یکفر لان الامة أجمعت علی امامتهم والثانی یفسق ولایکفر ولاخلاف أن من لایحکم بکفرہٖ من اهل الاهواء لایقطع بتخلیدہٖ فی النار.

اصحاب شوافع کے نزدیک اس کا کیا حکم ہے؟

قاضی حسین اپنی تعلیق میں فرماتے ہیں۔ جس نے نبی اکرم ﷺ کو گالی دی اس سبب سے وہ کافر ہو گیا اور اگر صحابہ کرامؓ کو گالی دے تو فاسق ہو جائے گا۔ اور جو شخص چاریاروں کو گالی دے اس میں دو قول ہیں۔ ایک وجہ کے مطابق وہ کافر ہو جاتا ہے، اس لئے کہ ان کی امامت پر امت کا اجماع ہے اور دوسرے قول کے مطابق وہ

marfat.com

فاسق ٹھہر تا ہے، کافر نہیں۔ اہل اھواء (اپنی خواہشات پر عمل کرنے والے) جن پر کفر کا حکم نہیں لگایا گیا وہ جہنم میں ہمیشہ نہیں رہیں گے۔

ومشهور مذهب مالك فيه الاجتهاد والادب الموجع، قال مالك رحمة الله من شتم النبي ﷺ قتل وان شتم الصحابة أدب وقال ايضا من شتم من الصحاب، ابابكر أوعمرأو عثمان أومعاوية أو عمرو بن العاص فان كانوا على ضلال أو كفر قتل وان شتم هم بغير هذا من مشاتمة الناس نكل نكالا شديداً وحكى ابن زيد عن سحنون من قال في ابى بكر و عمر و عثمان وعلى رضى الله عنهم انهم كانوا على ضلال و كفر قتل ومن شتم غير هم من الصحابة بمثل هذا نكل النكال الشديد وقتل من كفر الاربعة ظاهر لانه خلاف اجماع الامة الاالغلاة من الروافض. فلوكفر ثلاثة ولم يكفر عليا رضى الله عنه لم يصرح سحنون فيه بشئى و كلام مالك المتقدم أصرح فيه . وروىٰ عن مالك رحمة الله عليه من سب ابابكر رضى الله عنه جلد ومن سب عائشة رضى الله عنها قتل

اس میں مشہور مذہب امام مالکؒ کا ہے کہ کوشش کی جائے اور دردناک ادب سکھایا جائے۔ امام مالک فرماتے ہیں جس نے نبی اکرم ﷺ کو گالی دی (نعوذباللہ) اس کو قتل کیا جائے اور جس نے صحابہ کو گالی دی اسے ادب سکھایا جائے۔ اور امام مالک نے اس طرح بھی فرمایا ہے جو شخص اصحاب نبی ﷺ کو گالی دے ان میں سے کسی کو بھی، ابو بکر ہوں، عمر ہوں یا عثمان و معاویہ وغیرہ رضی اللہ عنھم اگر اس نے کہا کہ وہ گمراہی پر تھے تو اس شخص کو قتل کیا جائے گا۔ اگر اس نے ایسا نہیں کیا بلکہ عام لوگ جس طرح ایک دوسرے کو گالی دیتے ہیں اس طرح گالی دی تو اسے سخت ترین سزا دی جائے گی۔

ابن زید نے سحنون سے بیان کیا کہ جو شخص ابو بکر و عمر و عثمان و علی رضی اللہ عنھم کے متعلق یہ کہے کہ وہ گمراہ تھے یا کفر پر تھے۔ اسے قتل کیا جائے اور جو شخص ان

marfat.com

کے علاوہ دیگر صحابہؓ کے متعلق اس طرح کہے اسے شدید ترین سزا دی جائے۔ (امام سحنون کا کلام ختم ہوا) جس نے اصحاب اربعہ کو کافر کہا اس کا قتل تو ظاہر ہے کیونکہ اس نے اجماع امت کے خلاف کیا سوائے غالی رافضیوں کے ، اگر اس شخص نے تین اَصحاب کو کافر کہا اور حضرت علیؓ کو ایسا نہیں کہا تو امام سحنون نے اس میں کچھ وضاحت نہیں فرمائی۔ اور کلام امام مالک جو اس سے پہلے گذر چکا، واضح ہے یعنی جو ان حضرات کو ضلال و کفر پر سمجھے اسے قتل کیا جائے اور جو ابو بکر و عمر رضی اللہ عنہما کو شتم کرے اسے قتل کیا جائے، اور یہی صحیح ہے۔ ہشام ابن عمار فرماتے ہیں میں نے امام مالک رحمۃ اللہ علیہ سے سنا ہے وہ فرماتے ہیں جس نے ابو بکر و عمر رضی اللہ عنہما کو سب و شتم کیا اسے قتل کیا جائے اور ایسے ہی حضرت عائشہ کو سب و شتم کرنے والا بھی قابل قتل ٹھہرے گا۔

اس لئے کہ حضرت عائشہؓ کے حق میں عزوجل نے ارشاد فرمایا (یعظکم اللہ ان تعودوالمثلہٖ أبدا ان کنتم مومنین) پس جو شخص حضرت عائشہؓ پر تہمت دھرے اس نے قرآن پاک کی مخالفت کی اور جو قرآن پاک کی مخالفت کرے، واجب القتل ہے۔ امام ابن خضر فرماتے ہیں یہ قول صحیح ہے۔

وقال احمد بن حنبل رحمة الله عليه فيمن سب الصحابة أما القتل فأجبن عنه لكن أضربهٗ ضرباً نكالاً وقال ابويليٰ الحنبلى الذى عليه الفقهاء فى سب الصحابة ان كان مستحلا لذلك كفر وان لم يكن مستحلا فسق ولم يكفر قال وقد قطع طائفة من الفقهاء من اهل الكوفة وغيرهم بقتل من سب الصحابة وكفر الرافضة وقال محمد بن يوسف الفريابى وسئل عمن شتم أبابكر رضى الله عنه قال كافر قيل يصلى عليه ، قال، لا، وممن كفر الرافضة أحمد بن يونس وابوبكر بن هانى وقالا لاتوكل ذبائحهم لانهم مرتدون وقال عبدالله بن ادريس أحدآئمة الكوفة ليس للرافضى شفعة لانهٗ لاشفعة الالمسلم وقال أحمد فى رواية ابى طالب شتم عثمان زندقة وأجمع القائلون

marfat.com

بعدم تكفير من سب الصحابة على انهم فساق وممن قال بوجوب القتل على من سب ابابكر و عمر رضى الله عنهما عبدالرحمن بن انبرى الصحابى رضى الله عنهٗ وعن عمربن الخطاب رضى الله عنه انهٗ قطع لسان عبيد الله بن عمر اذشتم مقداد بن الاسود رضى الله عنهٗ فكلم فى ذالك فقال دعونى اقطع لسانه حتى لايشتم أحدا من اصحاب النبى صلى الله عليه وسلم.

"جس شخص نے صحابہ کرامؓ پر سب و شتم کیا اس کے متعلق امام احمد بن حنبل فرماتے ہیں۔ قتل تو نہیں البتہ اسے سخت مار ماروں گا۔ ابو لیلی حنبلی کہتے ہیں صحابہؓ پر سب و شتم کے بارے میں ہمارے فقہاء اس بات پر ہیں، اگر وہ اسے حلال سمجھتا ہے تو کافر ہے اور اگر حلال نہیں سمجھتا تو فاسق ہے اور اس نے کفر نہیں کیا۔ اہل کوفہ اور ان کے علاوہ فقہاء کے ایک گروہ نے بالقطع فرمایا کہ جو شخص صحابہ کرامؓ پر سب و شتم کرے اسے قتل کیا جائے اور رافضی کافر ہیں۔

محمد بن یوسف فریابی فرماتے ہیں ایسے شخص کا جواب دیتے ہوئے، جس نے حضرت ابو بکر پر سب و شتم کے متعلق پوچھا، آپ نے فرمایا، وہ کافر ہے۔ پھر آپ سے اس کی نماز جنازہ پڑھنے کے متعلق سوال کیا گیا تو فرمایا، اس کی نماز جنازہ نہیں پڑھنی چاہیے۔

اور جنہوں نے رافضیوں کو کافر کہا وہ احمد بن یونس اور ابو بکر بن ہانی ہیں۔ دونوں فرماتے ہیں: رافضیوں کا ذبح کیا ہوا نہ کھایا جائے کیونکہ وہ مرتد ہیں۔ آئمہ کوفہ میں سے ایک امام، عبداللہ ادریس فرماتے ہیں رافضی کیلئے شفعہ نہیں کیونکہ شفعہ صرف مسلمان کیلئے ہے۔ ابو طالب کی ایک روایت میں امام احمد رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں حضرت عثمانؓ کو سب و شتم کرنے والا زندیق ہے اور صحابہ کرام کو سب و شتم کرنے والے پر کفر کا فتویٰ نہ لگانا ہی متفقہ فیصلہ ہے اور اس کا فاسق ہونا اس گروہ کے نزدیک مسلمہ ہے۔ جس شخص نے حضرت ابو بکر و عمر رضی اللہ عنہما کو گالی دی، وہ واجب القتل

marfat.com

ہے حضرت عبد الرحمٰن بن ابزی رضی اللہ عنہ کے متعلق حضرت عمر بن خطابؓ کی روایت ہے کہ انہوں نے عبید اللہ بن عمر کی زبان کاٹ دی تھی جب اس نے حضرت مقداد بن اسود رضی اللہ عنہ کو گالی دی۔ آپ سے اس کے متعلق پوچھا گیا تو فرمایا مجھے اس کی زبان کاٹ دینے دو یہاں تک کہ کسی صحابی رسول ﷺ کو گالی نہ دے۔

واحتج المكفرون للشيعة والخوارج بتكفير هم أعلام الصحابة رضى الله عنهم وتكذيب النبى ﷺ فى قطعهٖ لهم بالجنة وهواحتجاج صحيح فيمن ثبت عليه تكفير هولآء ومران آئمة الحنفية كفروا من أنكر خلافة ابى بكر و عمر رضى الله عنهما والمسئلة فى الغاية وغير هما من كتبهم كما مرو فى الاصل محمد بن الحسن رحمة الله عليه والظاهر أنهم أخذوا ذلك عن امامهم أبى حنيفة رحمة الله عليه وهوأعلم بالروافض لانهٗ كوفى والكوفة منبع الرفضة والروافض طوائف منهم من يجب تكفيرهٗ ومنهم من لايجب تكفيرهٗ فاذاقال ابوحنيفة بتكفير من ينكرأمامة ابى بكرؓ فتكفيرهٗ لاعنهٗ عندهٗ أولىٰ أى ألا أن يفرق اذا الظاهر أسبب تكفير منكر امامةٖ مخالفتهٗ للإجماع بناء على أن حاجدالحكم المجمع عليه كافر وهوالمشهور عن الاصوليين وامامته، رضى الله عنهم مجمع عليها من حين بايعه عمر رضى الله عنهٗ ولايمنع من ذالك تأخير بيعة بعض الصحابة فان الذين تأخرت بيعتهم لم يكونوامخالفين فى صحة امامتهٖ ولهذا كانوا يأخذون عطاء هٗ ويتحاكمون اليه فالبيعة شئى والاجماع شئى ولايلزم من أحدهما الآخرولامن عدم أحدهما عدم الآخر فافهم ذالك فانه قديغلط فيه (فان قلت) شرط الكفر بانكار المجمع عليه أن يعلم من الدين بالضرورة.

(قلت) وخلافة الصديق كذالك لان بيعة الصحابة لهٗ ثبتت بالتواتر المنتهى الى حد الضرورة فصارت كالمجمع عليه بالضرورة وهذالاشك فيه

(صواعق محرقه، ص ٢٥٧)

marfat.com

شیعہ اور خوارج کو کافر کہنے والوں کی دلیل یہ ہے کہ انہوں نے اعلام صحابہؓ کی تکفیر کی اور نبی اکرم ﷺ کی تکذیب کی کیونکہ آپ ﷺ نے بالیقین ان کو جنت کی بشارت دی اور یہ حجت پکڑنا، اس شخص کے حق میں جس کی تکفیر ثابت ہو جائے صحیح ہے اور اس سے قبل گذر چکا کہ آئمہ حنفیہ کے نزدیک ابو بکر و عمر رضی اللہ عنہما کی خلافت کا انکار کفر ہے۔ اور یہ مسئلہ بالتفصیل ان (حنیفہ) کی کتابوں میں موجود ہے جیسے الغایہ للسروجی اور دیگر۔ اصل میں یہ مسئلہ امام محمد بن حسن شیبانی رحمتہ اللہ علیہ کا ہے اور ظاہر ہے انہوں نے امام ابو حنیفہ سے اخذ کیا ہے۔ اور امام صاحب روافض کو اچھی طرح جانتے تھے کیونکہ کوفہ روافض کا منبع ہے۔ روافض میں سے کچھ گروہ ایسے ہیں جن کی تکفیر واجب ہے اور کچھ ایسے کہ ان کی تکفیر وجوب تک نہ پہنچی۔ جب امام صاحب خلافت ابو بکرؓ کے انکار کرنے والوں کی تکفیر فرماتے ہیں تو یہ تکفیر ان کے حق میں ہے جنہوں نے امامت ابو بکرؓ کا انکار کیا نہ کہ سارے روافض۔ بہتر یہی ہے کہ تفریق کی جائے۔ یعنی جو خلافت و امامت صدیق اکبرؓ کے منکر ہیں ان پر کفر کا فتویٰ لگایا جائے نہ کہ سب پر۔ اور ظاہر ہے امامت صدیق اکبرؓ کا انکار، اجماع کی مخالفت ہے کیونکہ مجمع علیہ حکم کا انکار کرنے والا کافر ہوتا ہے۔ اسی بناء پر منکر امامت صدیق اکبرؓ پر کفر کا فتویٰ عائد کیا گیا ہے اور علمائے اصولیین کے نزدیک یہی مشہور ہے۔ اور حضرت ابو بکرؓ کی امامت اس وقت سے ہے جب حضرت عمرؓ نے بیعت کی۔ اور بعض صحابہ کرام کا بیعت میں تاخیر کرنا مجمع علیہ حکم کے منافی نہیں اس لئے کہ جن لوگوں سے بیعت میں تاخیر ہوئی وہ حضرت صدیق اکبرؓ کی امامت کے صحیح ہونے کے مخالف نہیں۔ کیونکہ وہ لوگ حضرت ابو بکرؓ سے مال لیتے تھے اور اپنے فیصلے بھی دربار صدیقی میں لے کر جاتے تھے۔ لہٰذا بیعت اور چیز ہے اور اجماع الگ چیز ہے۔ یہ لازم نہیں کہ بیعت کے ساتھ ہی اجماع ہو اور نہ ہی یہ ضروری ہے کہ اجماع نہ ہو تو بیعت بھی نہ ہو۔ یہ ایک ایسا مسئلہ ہے جس کو ضرور سمجھنا چاہیے کیونکہ اکثر نے اس میں غلطی کی

marfat.com

ہے۔ علامہ ابن حجر مکی فرماتے ہیں اگر کوئی کہے کہ مجمع علیہ کے انکار کے کفر کی شرط یہ ہے کہ وہ چیز ضروریات دین سے معلوم ہو تو میرا جواب ہے کہ خلافت ابو بکرؓ اسی طرح ضروریات دین سے ہے کیونکہ صحابہ کرامؓ کا حضرت ابو بکرؓ کی بیعت کرنا اس تواتر سے ثابت ہے جو ضرورت تک پہنچی ہے۔ پس یہ خلافت مجمع علیہ ہو گئی جو بالضرورۃ معلوم ہے اور اس میں کسی کو شک و شبہ نہیں۔

یہ ہے وہ تصریح جسے علامہ ابن حجر مکیؒ نے اپنی کتاب (صواعق محرقہ) میں نقل فرمایا۔ آپ نے تمام آئمہ مذاہب کی اس مسئلہ میں رائے نقل فرمائی اور یہ واضح ہو گیا کہ شیخین کی امامت کا انکار کفر ہے۔ اور خلفائے راشدین کو سب و شتم کرنے والے قتل کے مستحق ہیں یا پھر عبرتناک سزا کے۔ یہ مسئلہ کتب فقہ میں بالتوضیح منقول ہے۔ اور علمائے کرام اس کو اچھی طرح جانتے ہیں۔ ابن حجرؒ کی عبارت کو نقل کرنے کا اصل مقصد آئمہ مذاہب کی وضاحت پیش کرنا ہے کہ وہ اس مسئلہ میں کیا رائے رکھتے ہیں۔ ظاہر ہوا کہ روفض و خوارج کے متعلق آئمہ مذاہب کے کس قدر سخت خیالات ہیں۔ عوام اس مسئلہ سے بے خبر اور لاعلمی کا شکار ہو کر کہتی ہے کہ ہم اور ان میں کچھ فرق نہیں وہ بھی کلمہ پڑھتے ہیں ہم بھی۔ نہ امام کی چھانٹ ٹھیک نہ اقتداء کیلئے کوئی تحقیق، جسے چاہا امام بنا لیا جو دیکھا اس کے پیچھے نیت باندھ لی۔ غور کرنا چاہے کہ عبادت اگر کر رہے ہیں تو کیا ایسے شخص کی اقتداء جائز بھی ہے یا نہیں۔ اسی طرح نماز جنازہ، ایصال ثواب اور فاتحہ وغیرہ کیلئے معلوم ہونا چاہئے کہ موصوف اسلام کے معیار پر پورا اترتا ہے کہ نہیں یہ مسائل ضروریات دین سے ہیں انہیں سمجھنا لازم ہے۔

خدائے عزوجل اسلام میں پوری طرح داخل ہونے کی اور شر پسندوں کے شر سے بچنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین

marfat.com

آیات قرآنی واحادیث نبویہ

جو حضرت سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی خلافت پر دلالت کرتی ہیں

قول اللہ عزوجل اھدنا الصراط المستقیم صراط الذین أنعمت علیھم

اس آیہ مبارکہ کے ماتحت امام فخر الدین رازی علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں۔

الفائدة الثانية قولهٗ اهدنا الصراط المستقيم...... الى آخرها، يدل على امامة ابى بكر رضى الله عنهٗ لانا ذكرنا ان تقدير الآية اهدنا صراط الذين انعمت عليهم والله تعالىٰ قدبين فى آية اخرىٰ ان الذين أنعم الله عليهم من هم فقال (فاولئك مع الذين أنعم الله عليهم من النبيين والصديقين ، الآية) ولاشك ان رأس الصديقين ورئيسهم أبوبكر الصديق رضى الله عنهٗ فكان معنىٰ الآية ان الله أمرنا أن نطلب الهداية التى عليها ابوبكر وسائر الصديقين ولو كان ابوبكر رضى الله عنهٗ ظالماً لما جاز الاقتداء به فثبت بما ذكرناهٗ دلالة هذه الآية على امامة ابى بكر رضى الله عنه. (تفسیر کبیر، جز ۱، ص ۲۶۰)

"اللہ عزوجل کا قول (**اھدنا الصراط المستقیم**) امامت حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ پر دلالت کرتا ہے تقدیر آیت یوں ہے (**اھدنا صراط الذین أنعمت علیھم**) اور اللہ تعالیٰ نے دوسری جگہ آیۂ مبارکہ میں بیان کیا کہ انعام یافتہ کون لوگ ہیں؟ ارشاد ہوا (**فاولئک مع الذین أنعم اللہ علیھم من النبیین والصدیقین**) یعنی وہ لوگ اللہ کے انعام یافتہ ہیں جو انبیاء ہیں۔ صدیقین ہیں...... (آخر تک) اور اس بات میں شک نہیں کہ صدیقین کے سردار اور امام ابوبکرؓ ہیں۔ پس آیت کا مفہوم یہ ہوا کہ اللہ تعالیٰ نے ہمیں اس راستے کی طلب کا حکم دیا جس پر حضرت ابوبکرؓ اور تمام صدیقین ہیں۔ اگر حضرت صدیق اکبرؓ ظالم ہوتے تو ان کی اقتداء کبھی جائز نہ ہوتی۔ اس سے یہ بھی ثابت ہو گیا کہ یہ آیۂ مقدسہ، امامت حضرت ابوبکرؓ پر دلالت کرتی ہے"۔

امام فخر الدین رازی رحمۃ اللہ علیہ کی توضیح سے ثابت ہوا کہ یہ آیۂ کریمہ

marfat.com

خلافت ابوبکرؓ پر دلالت کرتی ہے اور یہ دلالت قطعی نہیں بلکہ خلافت ابوبکر صدیقؓ اجماع صحابہؓ سے ثابت ہے جو خلافت پر حجت قاطعہ ہے اور قرآن حکیم کی اس آیۂ مقدسہ نے اس حجت کو اور زیادہ قوی بنادیا۔

سورۂ توبہ کی آیت کریمہ" والسابقون الاولون من المهاجرين والانصار والذين اتبعوهم باحسان رضى الله عنهم ورضوا عنهُ (آلآية)

اس آیت کے ضمن میں امام فخرالدین رازیؒ کی ایک حسین اور ایمان افروز عبارت ملاحظہ کیجئے۔

ان أسبق الناس الى الهجرة هوابوبكرؓ لانه كان فى خدمة الرسول ﷺ وكان مصاحباً لهُ فى كل مسكن وموضع وكان نصيبهُ من هذا المنصب أعلى من نصيب غيره وعلى بن ابى طالب رضى الله عنهُ وان من المهاجرين الاولين الاانهُ انما هاجر بعد هجرة الرسول ﷺ ولاشك انه انما بقى بمكة لمهمات الرسول ﷺ الاان السبق الى الهجرة انما حصل لابى بكر رضى الله عنهُ فكان نصيب ابى بكر رضى الله من هذهِ الفضيلة أوفر فاذا ثبت هذا صارابوبكر رضى الله عنهُ محكوماً عليه رضى الله عنهُ ورضى هوعن الله وذالك فى أعلىٰ الدرجات من الفضل واذا ثبت هذا وجب أن يكونَ اماما حقاً بعد رسول الله ﷺ اذلو كانت امامته باطلة لاستحق اللعن والمقت و ذالك ينافى حصول مثل هذا التعظيم فصارت هذه الآية من ادل الدلائل علىٰ فضل ابى بكر و عمر رضى الله عنهما وعلى صحة امامتها .

(تفسير كبير، جز ١٦، ص ١٦٩)

ہجرت میں سب لوگوں سے سبقت لے جانے والے حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہٗ ہیں کیونکہ آپ خدمت رسول ﷺ میں تھے اور ہر موقع و مسکن میں حضرت ابوبکرؓ، نبی اکرم ﷺ کے مصاحب تھے اور اس منصب سے آپ کا حصہ دوسرے منصب سے زیادہ ہے۔ حضرت علیؓ بن ابی طالب اگرچہ مہاجرین اولین میں سے تھے مگر

marfat.com

انہوں نے نبی محترم ﷺ کی ہجرت کے بعد ہجرت فرمائی۔ اور اس میں شک نہیں کہ آپؓ ضروری کام کی خاطر بحکم نبی اکرم ﷺ مکہ مکرمہ میں ٹھہر گئے تھے اور ہجرت میں سبقت صرف حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ، کو حاصل ہوئی اور اس فضیلت سے آپؓ کو بہت زیادہ حصہ ملا ہے۔ پس جب یہ ثابت ہو گیا تو حضرت ابوبکرؓ وہ ہیں جن پر یہ حکم لگایا گیا ہے کہ اللہ تعالیٰ ان سے راضی ہے اور وہ اللہ تعالیٰ سے راضی ہیں اور یہ فضل وکمال اللہ تعالیٰ کی رضا، اعلیٰ درجات میں سے ہے۔ پس یہ ثابت ہو جانے کے بعد واجب ہے کہ رسول اکرم ﷺ کے بعد ابوبکر صدیقؓ امامت کے حقدار ٹھہریں۔ اگر ان کی امامت باطل ہوتی تو وہ لعنت وغضب کے مستحق ہوتے اور یہ اس طرح کی تعظیم کے حصول کے منافی ہے یعنی "رضی اللہ عنھم ورضوا عنہ" کے۔ پس یہ آیۂ مبارکہ ابوبکر وعمر رضی اللہ عنہما کے فضل وکمال پر قوی دلیل ہے اور اسی طرح ان دونوں حضرات کی امامت کے صحیح ہونے پر بھی۔

اللہ عزوجل کا فرمان عالیشان "ثانی اثنین اذھمافی الغار" کے تحت ابو عبداللہ محمد بن احمد انصاری قرطبی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔

ولهذا قال بعض العلماء في قوله تعالىٰ (ثانى اثنين اذهما فى الغار) مايدل على ان الخليفة بعد النبي ﷺ ابوبكر الصديق رضى الله عنهُ لان الخليفة لايكون أبداً الاثانيا. وسمعت شيخنا الامام اباالعباس أحمد بن عمريقول انما استحق الصديق أن يقال لهُ ثاني اثنين لقيامهٖ بعد النبي ﷺ بالأمر كقيام النبي ﷺ به اولا وذالك ان النبي ﷺ لمامات ارتدت العرب كلها ولم يبق الاسلام الابالمدينة ومكة وجواثا. فقام ابوبكر رضى الله عنهُ يدعو الناس الى الاسلام ويقاتلهم على الدخول فى الدين كما فعلى النبي ﷺ فاستحق من هذه الجهة أن يقال فى حقهٖ ثاني اثنين. (تفسير قرطبى، جز ٨، ص ٩٦)

امام قرطبی فرماتے ہیں:

اسی لئے بعض علماء، اللہ تعالیٰ کے اس فرمان (ثانی اثنین اذھما فی الغار)

marfat.com

کے متعلق کہتے ہیں کہ یہ ابو بکر صدیقؓ کے نبی اکرم ﷺ کی وفات کے بعد خلیفہ ہونے پر دلالت کرتا ہے اس لئے کہ خلیفہ ہمیشہ ثانی ہوتا ہے۔ میں نے اپنے شیخ امام ابو العباس احمد بن عمر رحمۃ اللہ علیہ سے سنا ہے فرماتے ہیں "صرف حضرت ابو بکرؓ ہی اس کے مستحق ہیں کہ انہیں ثانی اثنین کہا جائے اس کی وجہ یہ ہے کہ جس کو نبی کریم ﷺ نے اولاً قائم فرمایا اس کام کو حضرت ابو بکرؓ نے بعد از نبی کریم ﷺ قائم رکھا۔ اس طرح کہ جب حضور کریم ﷺ کی وفات ہوئی تمام عرب مرتد ہو گئے اور سوائے مکہ، مدینہ اور مقام جواثا کے کہیں اسلام باقی نہ رہا تو حضرت ابو بکرؓ اٹھ کھڑے ہوئے، لوگوں کو اسلام کی طرف بلاتے اور ان کو دین میں داخل کرنے کیلئے جنگ کرتے جیسا کہ نبی اکرم ﷺ نے کیا۔ اس لحاظ سے آپؓ مستحق ہیں کہ آپؓ کو ثانی اثنین کہا جائے۔

یوں یہ آیۂ کریمہ بھی امامت و خلافت حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ پر دلالت کر رہی ہے۔

قل للمخلفين من الاعراب ستدعون الى قوم أولى بأس شديد (الآية)

ابو عبد اللہ محمد بن احمد انصاری قرطبی اس کے تحت فرماتے ہیں۔

فی هذا الآية دليل على صحة امامة ابى بكر و عمر رضى الله عنهما لأن ابابكر دعاهم الى قتال بنى حنيفة وعمر د عاهم الى قتال فارسى والووم واماقول عكرمة وقتادة ان ذالك فى هوازن وعطفان يوم حنين فلا لانهٗ يمتنع أن يكون الداعى لهم الرسول ﷺ لانه قال (لن تخرجوا معى أبداً ولن تقاتلوا امعى عدوا) فدل على ان المراد بالداعى غير النبى ﷺ ومعلوم انهٗ لم يدع هولآء القوم بعد النبى ﷺ الاابوبكر و عمر رضى الله عنهما.

"یہ آیۂ کریمہ حضرت ابو بکر و عمر رضی اللہ عنہما کی امامت کے صحیح ہونے پر دلیل ہے۔ اس لئے حضرت ابو بکرؓ نے ان کو قتال بنی حنیفہ کی طرف بلایا اور حضرت عمرؓ نے فارس اور روم کی طرف۔ عکرمہ اور قتادہ رضی اللہ عنہما کا یہ قول کہ آیۂ مذکورہ ھوازن و غطفان کے حق میں یوم حنین میں نازل ہوئی، درست نہیں ہے۔ اس لئے کہ

marfat.com

رب تعالیٰ کا یہ قول (لن تخرجوا معی ابداً ولن تقاتلوا معی عدوا) مانع ہے کہ نبی اکرم ﷺ داعی ہوں۔ پس معلوم ہوتا ہے کہ داعی کوئی اور ہے اور یہ بھی پیش نظر رکھیئے کہ اس قوم کو نبی اکرم ﷺ کے بعد سوائے حضرت ابوبکر و عمر رضی اللہ عنہما کے اور کسی نے نہیں بلایا۔

رافع بن خدیج رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں اللہ کی قسم! ہم اس آیۂ کریمہ کو پڑھتے تھے (ستدعون الیٰ قوم اولی بأس شدید) لیکن یہ نہیں جانتے تھے کہ وہ کون ہیں یہاں تک کہ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے ہمیں قتال ابو حنیفہ کی طرف بلایا تو ہم نے جان لیا کہ یہ وہی ہیں جو آیت کا مصداق ہیں۔

امام قرطبی کی نفیس بحث کے بعد اس آیت کے تحت امام فخر الدین رازی کی عبارت ملاحظہ ہو۔

اللہ عزوجل کا فرمان (ستدعون الی قوم اولی بأس شدید) میں چند باتیں ظاہر ہوتی ہیں۔ اور ان میں سے اظہر اور مشہور تر یہ ہے کہ وہ بنی حنیفہ ہیں انہوں نے مسلیمہ کذاب کا اتباع کیا اور حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے ان سے جنگ کی۔ اب داعی میں اختلاف ہے کہ داعی سے مراد نبی اکرم ﷺ ہیں یا ابوبکر صدیقؓ، اس کے متعلق فرماتے ہیں۔

واما اتفاق الجمهور فنقول لامخالفة بيننا وبينهم لانا نقول النبی ﷺ دعاهم اولا وابوبكر رضی الله عنهٗ ايضا دعاهم بعد معرفته جواز ذالك من فعل النبی ﷺ انما نثبت ان النبی ﷺ دعاهم فان قالوا ابوبكرؓ دعاهم لم يكن بين القولين تناف ومن قال بان الداعی ابوبكر و عمر رضی الله عنهما تمسك بالآية علیٰ خلافتها ودلالتها ظاهرة . (تفسیر کبیر، جز ۲۸، ص ۹۲، ۹۳)

جمہور کا اتفاق ہے اور ہمارے اور ان کے درمیان کوئی مخالفت نہیں اس لئے کہ ہم کہتے ہیں کہ اولاً ان کے داعی نبی اکرم ﷺ ہیں۔ جب ابوبکر رضی اللہ عنہٗ نے نبی اکرم ﷺ کے فعل سے اس کا جواز پہچان لیا اور اس کے بعد حضرت ابوبکرؓ نے ان کو

marfat.com

بلایا۔ ہم ثابت کرتے ہیں ان کو نبی اکرم ﷺ نے بلایا اور اگر کہیں کہ ان کو ابو بکرؓ نے بلایا تو ان دونوں باتوں کے درمیان کوئی منافات (تضاد) نہیں۔

جب منافات نہیں تو ثابت ہوا کہ حضرت ابو بکرؓ داعی ہیں جو داعی کہتے ہیں وہ اس آیۂ کریمہ سے شیخین کی خلافت پر تمسک کرتے ہیں اور اس کی دلالت ظاہر ہے۔

امام فخر الدین رازیؒ کے نزدیک بھی دلالت ظاہرہ یہی ہے کہ خلافت ابو بکر و عمر رضی اللہ عنہما کا ثبوت ملتا ہے۔ للہذا یہ آیۂ کریمہ حضرت ابو بکرؓ کی خلافت پر دلیل ہے۔

علامہ ابن حجر مکی رحمۃ اللہ فرماتے ہیں۔

أخرج ابن ابی حاتم عن جویبران هولآء القوم هم بنو حنيفة من ثم قال ابن ابی حاتم وابن قتيبة وغيرهما هذا الآية حجة على خلافة الصديق رضی الله عنهٗ لانه الذی دعا الی قتالهم فقال الشيخ ابوالحسن الأشعری رحمة الله عليه امام اهل السنة سمعت الامام اباالعباس بن سريج يقول للصديق فی القران فی هذه الآية قال لان أهل العلم أجمعوا على انه لم يكن بعد نزولها قتال دعوااليه الادعا ابی بكر رضی الله عنهٗ لهم وللناس الى قتال أهل الردة ومن منع الزكوٰة قال فدل ذلك على وجوب خلافة ابی بكر رضی الله عنهٗ وافتراض طاعته اذأخبرالله ان المتولی عن ذالك يعذب عذابا أليما.

(صواعق محرقه، ص ۱۸)

''ابن ابی حاتم نے جویبر سے تخریج فرمائی کہ یہ قوم بنو حنیفہ ہے اس لئے ابن ابی حاتم اور ابن قتیبہ اور ان کے علاوہ دیگر علماء کے نزدیک یہ آیۂ کریمہ خلافت حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہٗ پر حجت ہے۔ اس لئے کہ حضرت صدیق اکبرؓ ہی تھے جنہوں نے ان کو دعوت قتال دی۔ اہل سنت کے امام شیخ ابو الحسن اشعری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔ میں نے امام ابو العباس بن سریج سے سنا، فرماتے ہیں یہ صدیق اکبرؓ کے بارے میں ہے کیونکہ جملہ اہل علم کا اتفاق ہے کہ اس آیۂ کریمہ کے نزول کے بعد کوئی ایسی جنگ نہیں ہوئی جس کی طرف وہ بلائے گئے ہیں سوائے حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہٗ

marfat.com

کے کہ آپؓ نے ان کو اور ارتداد کا ارتکاب کرنے والوں اور زکوٰۃ دینے سے انکار کرنے والوں کو قتال کی دعوت دی۔ پس یہ آیت خلافت ابوبکر رضی اللہ عنہ کے واجب ہونے کی دلیل ہے اور آپ کی اطاعت فرض ہونے کی علامت۔ اس لئے اللہ عزوجل نے خبر دی کہ جو اس سے اعراض کرنے والے ہیں انہیں دردناک عذاب دیا جائے گا۔

علامہ سید محمود آلوسی علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں :

وشاع الاستدلال بالآية على صحة امامة ابى بكر رضى الله عنه ووجه ذالك الامام فقال الداعى فى قولهٖ تعالىٰ (ستدعون) لايخلومن أن يكون الرسول ﷺ أوالائمة الاربعة أومن بعد هم لايجوز الاول لقولهٖ سبحانهٗ(قل لن تتبعونا) ولاأن يكون عليا رضى الله عنه لانهٗ انما قاتل البغاة ولخوارج وتلك المقاتلة للاسلام لقولهٖ عزوجل (أويسلمون) ولامن ملك بعدهم لانهم عندنا على الخطاوعند الشيعة على الكفر ولما بطلت الاقسام تعين أن يكون المراد بالداعى ابابكر و عمرو عثمان رضى الله عنهم ثم انهٗ تعالىٰ أوجب طاعتهٗ وأوعدعلى مخالفتهٖ وذالك يقتضى امامته واى الثلاثة كان ثبت المطلوب اماذاكان ابابكر فظاهر واماذاكان عمرأوعثمان رضى الله عنهما فلأن امامتهٗ فرع امامته رضى الله عنهٗ. (روح المعانى جز ٢٦، ص ١٠٤)

صحت امامت حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ پر اس آیت کے ساتھ استدلال مشہور ہے اس کی وجہ امام ہے۔ پس فرمایا اللہ تعالیٰ کے اس قول (ستدعون) میں داعی یا تو رسول اکرم ﷺ ہیں یا آئمہ اربعہ یا ان کے بعد والے۔ نبی اکرم ﷺ مراد لینا جائز نہیں کیونکہ فرمان خدا (قل لن تتبعونا) مانع ہے اور نہ ہی حضرت علیؓ مراد ہیں کہ ان نے باغیوں اور خوارج کے علاوہ کسی سے جنگ نہیں کی۔ جبکہ آیۂ کریمہ میں جنگ سے مراد اسلام کی جنگ ہے بقول عزوجل (أويسلمون) اور نہ ہی آئمہ اربعہ کے بعد والے مراد ہیں اس لئے کہ وہ ہمارے نزدیک خطا پر تھے اور شیعہ کے نزدیک کفر پر۔ جب تمام اقسام باطل ہو گئیں تو ظاہر ہو گیا کہ داعی سے مراد ابوبکر و عمر و عثمان رضی اللہ عنہم ہیں۔ پس

marfat.com

اللہ تعالیٰ نے اس داعی کی اطاعت واجب قرار دی، اور اس کی مخالفت پر وعید سنائی ہے۔ اطاعت کا وجوب اور نافرمانی پر وعید، امامت ابوبکرؓ کی متقاضی ہے۔ اور ان تینوں میں سے جو بھی ہو، مطلوب ثابت ہو گیا، مراد حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ ہوں تو ظاہر ہے اور اگر عمر و عثمان رضی اللہ عنہما ہوں تو بھی ٹھیک کیونکہ ان دونوں کی خلافت، خلافت صدیقی کا فرع ہے لہٰذا یہ آیت امامت ابوبکر رضی اللہ عنہ پر دلالت کرتی ہے۔

اللہ تعالیٰ سبحانہ کا قول "للفقراء المهاجرين أخرجوا من ديارهم وأموالهم...... الى...... هم الصادقون.

علامہ سید محمود آلوسی علیہ الرحمۃ اس آیۂ کریمہ کے ماتحت ارشاد فرماتے ہیں۔

وتمسك به لذالك في الاستدلال على صحة امامة ابى بكر الصديق رضى الله عنهٗ لان هولآء المهاجرون كا نوايد عونهٗ بخليفة الرسول ﷺ والله قد شهد بصدقهم فلابدأن تكون امامتهٗ رضى الله عنهٗ صحيحة ثابتة فى نفس الأمر وهوتمسك ضعيف مستغنية عن مثله دعوىٰ صحة خلافة الصديق رضى الله عنهٗ باجماع الصحابة. (روح المعانی، جز ۲۸، ص ۵۱)

حضرت ابوبکرؓ کی امامت کے صحیح ہونے پر اللہ عزوجل کے قول (هم الصادقون) سے استدلال کرتے ہوئے کہا ہے کہ یہ مہاجرین حضرت ابوبکرؓ کو خلیفہ رسول ﷺ کے نام سے پکارتے تھے۔ اور اللہ تعالیٰ نے ان کے سچے ہونے کی شہادت دی ہے یعنی (اولئك هم الصادقون) جب وہ سچے ہیں تو انہوں نے حضرت ابوبکرؓ کو خلیفہ رسول ﷺ کے نام سے پکارا ہے لہٰذا صدیق اکبرؓ کو خلیفہ رسول کہنا، نفس امر میں آپ کی امامت کے صحیح ہونے پر دلیل ہے۔ اور یہ تمسک ضعیف ہے کیونکہ اجماع صحابہؓ کا خلافت صدیقی پر انعقاد اس جیسے دعوے سے غنی کر دیتا ہے۔ جب خلافت صدیقی پر اجماع صحابہؓ موجود ہے تو اس آیۂ کریمہ سے استدلال کی ضرورت نہیں رہتی۔

امام فخر الدین رازی فرماتے ہیں۔

(وسا دسها) قوله (اولئك هم الصادقون) يعنى انهم لماهجروا

marfat.com

لذات الدنیا وتحملوا شدائدها لأجل الدین ظهر صدقهم فی دینهم وتمسک بعض العلماء بهذه الآیة علی امامة ابی بکررضی الله عنهٗ فقال هولاء الفقراء من المهاجرین والانصار کانوا یقولون لابی بکر یا خلیفة رسول الله والله یشهد علی کونهم صادقین فوجب أن یکونوا صادقین فی قولهم یا خلیفة رسول الله ﷺ ومتٰی کان الأمر کذالک وجب الجزم بصحة الامامة. (تفسیر کبیر، جز ۲۹، ص ۲۸٦)

اللہ عزوجل نے مہاجرین کے اوصاف کو بیان فرمایا۔ ان امور میں چھٹا امر یہ ہے کہ (اولئك هم الصادقون) یعنی جب انہوں نے لذات دنیا کو ترک کردیا اور دین کے لئے دنیا کی تکلیفیں اٹھائیں تو ان کا صدق ظاہر ہوگیا۔ بعض علماء نے صدیق اکبرؓ کی امامت پر اس آیت سے تمسک کیا ہے۔ پس فرمایا یہ مہاجرین و انصار فقراء ہی حضرت ابوبکرؓ کو یا خلیفۂ رسول اللہ، کے نام سے پکارتے تھے اور اللہ تعالیٰ ان کے سچے ہونے کی گواہی دیتا ہے تو واجب ہوا کہ یہ فقرائے انصار و مہاجرین اپنے اس قول (یاخلفیة رسول الله) میں سچے ہوں۔ پس جب معاملہ یوں ہے تو امامت صدیق اکبرؓ کا صحیح ہونا بالجزم ہو گیا۔

رب ذوالجلال نے فرمایا۔

وعدالله الذین آمنوا منکم وعملوا الصالحات لیستخلفنهم فی الارض کما استخلف الذین من قبلهم (الآیة)

علامہ سید محمود آلوسی فرماتے ہیں:

واستدل کثیر بهذه آلایة علی صحة خلافة الخلفاء الاربعة رضی الله عنهم لان الله تعالیٰ وعد فیها من فی حضرة الرسالة من المومنین بالاستخلاف وتمکین الدین والامن العظیم من الاعداء، ولابد من وقوع ماوعدبه امتناع الخلف فی وعده تعالیٰ ولم یقع ذالك المجموع الافی عهدهم فکان کل منهم خلیفة حقا باستخلاف الله عزوجل ایاه وعد جل وعلیٰ. (روح المانی، جز ۱۸، ص ۲۰۵)

marfat.com

خلفائے اربعہ کی خلافت صحیح ہونے پر اکثرین نے اس آیۂ مقدسہ سے استدلال کیا ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ نے نبی کریم ﷺ کے سامنے مومنین کو خلیفہ بنانے، دین میں تمکنت عطا کرنے اور اَعداء سے محفوظ رکھنے کا وعدہ فرمایا ہے اور رب ذوالجلال کے وعدے کا وقوع ضروری ہے ورنہ خلف وعدہ لازم آئے گا جو اللہ تعالیٰ کے حق میں ممتنع ہے۔ اور ساری بشارت کا وقوع خلفائے اربعہ کے عہد میں ہوا۔ پس اس اعتبار سے ان میں ہر ایک خلیفہ ہے، اُن میں سے ہر ایک خلیفہ ہے بمطابق وعدۂ رب ذوالجلال۔ اس آیت سے ثابت ہوا کہ خلافت کا منصب حضرت ابوبکرؓ کو خود رب تعالیٰ نے عطا کیا ہے۔

امام قرطبیؒ علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں:

هذه تتضمن خلافة ابى بكر و عمر و عثمان و على رضى الله عنهم لانهم اهل الايمان وعملوالصالحات وقدقال رسول الله ﷺ (الخلافة بعدى ثلاثون) والى هذا القول ذهب ابن العربى فى احكامه وأختاره وقال، قال علماء ناهذه الأية دليل على خلافة الخلفاء الاربعة رضى الله عنهم وان الله استخلفهم ورضى امانتهم و كانوا اعلى الدين الذى ارتضى لهم، لانهم لم يتقدمهم أحدفى الفضيلة الى يومنا هذا فاستقرالأمرلهم وقالوا بسياسته المسلمين وذبوا عن حوزة الدين فنفذ الوعد فيهم واذالم يكن هذا الوعدلهم نجز، وفيهم نفذ، وعليهم ورد ففيمن يكون اذاً وليس بعدهم مثلهم الى يومنا هذا ولايكون فيما بعدهُ رضى الله عنهم وحكىٰ هذا القول القشيرى عن ابن عباس رضى الله عنهُ

یہ آیۂ کریمہ خلافت آئمہ اربعہ کو متضمن ہے اس لئے کہ وہ ہی اعمال صالحہ اور ایمان کے اہل ہیں۔ اور رسول اکرم ﷺ نے فرمایا (میرے بعد خلافت تیس سال رہے گی) ابن عربی (الاحکام) میں اس طرف گئے ہیں اور انہوں نے اسی قول کو اختیار کیا۔ ابن عربی کہتے ہیں ہمارے علماء فرماتے ہیں یہ آیۂ کریمہ خلافت خلفائے اربعہ پر دلیل ہے۔ اللہ عزوجل نے انہیں خلیفہ فرمایا اور امانت عطا کی (مراد خلافت ہے) یہ

marfat.com

خلفاء دین حق پر تھے جیسے اللہ تعالیٰ نے ان کیلئے پسند فرمایا۔ اس لئے فضیلت میں آج تک کوئی بھی ان سے مقدم نہیں ہو سکا۔ ان لوگوں نے اسلامی سیاست کیلئے اپنے آپ کو ہر وقت کمر بستہ رکھا اور دین کی سرحدوں کا دفاع کیا۔ پس ان کیلئے اللہ تعالیٰ کا وعدہ (خلافت) جاری و ساری ہو گیا۔ اگر ان کیلئے اس وعدے کا نفاذ اور اجراء نہیں ہوا تو اور کون تھا جو اس عظمت کا مستحق ہو (یعنی ان خلفائے اربعہ کے علاوہ کوئی اور نہ تھا) نہ ہی کوئی ان کی مثل ہے اور نہ بعد میں ہو گا۔ اس قول کو امام قشیری رحمۃ اللہ علیہ نے ابن عباسؓ سے نقل کیا۔

غور فرمایئے کیسی واضح اور صریح دلیل ہے خلافت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ پر!

امام فخر الدین رازیؒ فرماتے ہیں۔

دلت الآية على امامة الآئمة الاربعة وذالك لانهٗ تعالیٰ وعدالذين امنوا وعملوا الصالحات من لحا اضرين فی زمان محمد ﷺ وهو المراد بقولهٖ (ليستخلفنهم فی الارض كما استخلف الذين من قبلهم وليمكنن لهم دينهم الذی ارتضی لهم وليبدلنهم من بعد خوفهم أمنا) ومعلوم أن المراد بهذا الوعد بعد الرسول ﷺ هولآء لان استخلاف غيره لايكون الامن بعده ومعلوم انهٗ لانبی بعدهٗ لانهٗ خاتم الانبياء فان المراد بهذا الاستخلاف طريقة الامامة ومعلوم ان بعد الرسول الا ستخلاف الذی وصفهٗ انما كان فی ايام ابی بكر و عمرو عثمان رضی الله عنهم لان فی ايامهم كانت الفتوح العظيمة وحصل التمكن وظهور الدين والامن ولم يحصل ذالك فی ايام علی رضی الله عنهٗ لانهٗ لم يتفرغ لجهاد الكفار لاشتغالهٖ بمحاربة اهل الصلوة فثبت بهذا دلالة الآية علی صحة خلافة هولآء . (تفسير كبير، جز ٢٤، ص ٢٥)

یہ آیۂ کریمہ اربعہ کی امامت پر دلالت کرتی ہے اس لئے کہ اللہ عزوجل نے ان لوگوں کو جو زمانہ نبوی میں آپ ﷺ کے حاضرین میں سے ایمان و اعمال صالحہ کے مالک تھے، وعدہ فرمایا (ليستخلفنهم فی الارض......) اس آیت سے یہی لوگ مراد

marfat.com

ہیں اور معلوم ہونا چاہیے کہ نبی اکرم ﷺ کے بعد یہی خلیفہ ہیں اور غیر کو خلیفہ بنانا وفات کے بعد ہی ہو سکتا ہے۔ جب ہمارے نبی محترم ﷺ کے بعد کوئی اور نبی بھی نہیں کیونکہ آپ خاتم الانبیاء ہیں تو خلیفہ بنانے سے مراد طریقہ امامت ہی ہو سکتا ہے۔ اور آیۂ کریمہ سے یہ بھی معلوم ہو رہا ہے کہ اللہ عزوجل نبی اکرم ﷺ کے بعد جس کو خلیفہ بنائے گا ان کی صفت (**ولیمکنن لھم دینھم الذی ارتضی الآیة**) والی ہو گی اور یہ سب کچھ ایام ابوبکر و عمر و عثمان رضی اللہ عنھم میں ہی ہوا، انہی کے دور خلافت میں بڑی فتوحات ہوئیں، تمکنت و دبدبہ حاصل ہوا اور دین کا ظہور عام ہوا۔ لیکن حضرت علیؓ کا معاملہ ان تین صاحبوں کے دور سے ذرا مختلف ہے کہ ان کے دور کے اندر انہیں کافروں کے ساتھ جہاد کیلئے فراغت نہ ملی کیونکہ مسلمان آپس میں انتشار کا شکار رہے اور جھگڑوں میں مشغول ہوئے۔ اس سے ثابت ہوا کہ یہ آیۂ کریمہ ان خلفاء کی خلافت کے صحیح ہونے پر دلالت کرتی ہے۔

قاضی ثناء اللہ پانی پتی علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں۔

وفیه دلیل علی صحة النبوة لکونه أخباراً عن الغیب علی ماصار الامر الیه وصحة خلافة الخلفاء الراشدین اذلولم یکن المراد خلافة الخلافاء الراشدین لزم الخلف فی وعد الله، اذلم یجتمع الموعودو الموعود لھم الافی زمنھم و صحة مذھب اھل السنة و کونه دینا ارتضاهٗ الله عزوجل.

(تفسیر مظھری، ج ٦، ص ٥٥)

اس آیۂ کریمہ میں نبوت کے صحیح ہونے پر دلیل ہے۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ جو مستقبل میں ہونے والا تھا اس کے وقوع کی خبر اس آیت میں دے دی گئی۔ یہ غیب کی خبر ہے اور جیسے خبر دی ویسا ہی ہوا۔ یہ آیت خلفائے راشدین کی خلافت کے صحیح ہونے پر بھی دلیل ہے کیونکہ اگر اس سے مراد وہ نہ لئے جائیں تو اللہ تعالیٰ کے وعدہ میں خلف لازم آتا ہے۔ اور یہ بھی ملحوظ خاطر رہے کہ جو وعدہ کیا گیا اور جس چیز کا وعدہ ہوا، دونوں ان خلفاء کے زمانے میں متحقق ہوئے۔ اگر ایسا نہ ہوتا تو وعدہ کا خلاف لازم آتا جو

marfat.com

باری تعالیٰ کیلئے ممتنع ہے۔ اس طرح یہ آیت مذہب اہل سنت کے درست ہونے کی دلیل ہے کہ رب ذوالجلال نے اہل سنت کو اس دین پر گامزن فرمایا جسے خود پسند فرمالیا۔

فرمان رب ذوالجلال ہے۔

یا یھا الذین امنوا من یرتد منکم عن دینہٖ فسوف یأتی اللہ بقوم یحبھم ویحبونہٗ (آلایۃ)

اس کے ماتحت امام فخر الدین رازی کی تحریر ملاحظہ ہو۔

صاحب کشاف لکھتے ہیں کہ مرتد بارہ فرقے تھے۔ تین نبی کریم ﷺ کے زمانے میں ظاہر ہوئے اور سات حضرت ابو بکر صدیقؓ کے زمانے میں ہوئے۔ اور ایک گروہ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہٗ کے درد میں مرتد ہوا۔ ان کی تفصیل یہ ہے۔

جو گروہ نبی اقدس ﷺ کے دور میں مرتد ہوئے، یہ ہیں۔

(۱) بنو مدلج، ان کا سردار ذوالحمار یعنی اسود عنسی (۲) بنو حنفیہ، مسلیمہ کذاب کی قوم (۳) بنو اسد، طلیحہ بن خویلد کا قبیلہ لیکن بعد میں یہ مسلمان ہو گئے۔

وہ گروہ جو حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہٗ کے دور میں مرتد ہوئے۔

(۱) عیینہ بن حصن کی قوم فزارہ (۲) قرہ بن سلمہ قشیری کی قوم غطفان (۳) فجاءت بن یالیل کی قوم بنو سلیم (۴) مالک بن نویرہ کی قوم بنی یربوع (۵) اشعث بن قیس کی قوم کندہ (۶) حطم بن زید کی قوم بنو بکر بن وائل بحرین میں (۷) سجاح بنت نندر، یہ وہ عورت ہے جس نے نبوت کا دعویٰ کیا اور مسلیمہ کذاب سے نکاح (یعنی جھوٹے نبی نے جھوٹی نبیہ سے نکاح کر لیا) اس کی قوم بنو تمیم۔

حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہٗ کے دور میں ایک ہی گروہ مرتد ہوا وہ ہے جبلہ بن ایہم کی قوم غسان۔

جب مرتدین فرقوں کی تفصیل آپ سن چکے تو معلوم ہونا چاہیے ان ہی فرقوں کے متعلق یہ آیت نازل ہوئی ہے اور اللہ تعالیٰ نے بشارت دی ہے کہ عنقریب ایک قوم ان پر مسلط ہو گی جس کی چار صفات رب تعالیٰ نے بیان فرمائیں۔ آیت پر غور

marfat.com

فرمائیں آپ جان جائیں گے۔ اب علماء کا اس میں اختلاف ہے کہ وہ قوم کون سی ہے جسے مسلط کیا گیا۔ امام صاحبؒ اس میں فرماتے ہیں۔

اختلفوا فی ان اولئك القوم منهم، فقال علی ابن ابی طالب والحسن وقتادة والضحاك وابن جريج هم ابوبكر مرأصحابهٗ لانهم الذين قاتلوا اهل الردة وقال بعد اسطر.

انا ندعی ان هذاه الآية يجب ان يقال انها نزلت فی حق ابی بكرؓ والدليل عليه وجهان

(الاول) مختصة بمحاربة المرتدين وابوبكر هوالذی تولی محاربة المرتدين علی ماشر حنا ولايمكن أن يكون المراد هوالرسولﷺ لانهٗ لم يتفق له محاربة المرتدين ولانهٗ تعالیٰ قال (فسوف يأتی الله) وهذا للاستقبال لاللحال فوجب ان هولاء القوم غير موجودين فی وقت نزول هذا الخطاب وقال بعد أسطر

وهوانا ندعی دلالة هذه الآية علی صحة امامة ابی بكرؓ وذالك لانه لماثبت لما ذكرنا ان هذه الآية مختصة به منقول انهٗ تعالیٰ وصف الذين ارادهم بهذه الآية بصفات الی آخره

"قوم میں لوگوں کا اختلاف ہے حضرت علی بن ابی طالب اور حسن و قتادہ اور ضحاک وابن جریج رضی اللہ عنہم کہتے ہیں وہ حضرت ابو بکر اور آپ کے اصحاب رضی اللہ عنہم ہیں اس لئے کہ یہ وہی ہیں جنہوں نے مرتدین کے خلاف جنگ کی۔ اور امام فخر الدین رازیؒ چند سطور کے بعد مزید فرماتے ہیں۔ ہمارا دعویٰ ہے کہ لازمی طور پر یہ آیت صدیق اکبرؓ کے حق میں نازل ہوئی اور اس پر دلیل دو وجہ سے ہے۔

اول یہ کہ یہ آیت مرتدین کے ساتھ مقاتلہ کرنے میں خاص ہے اور حضرت ابو بکرؓ ہی مرتدین کے خلاف مقاتلہ کرنے والوں کے والی تھے۔ جیسا کہ تفصیل سے ہم نے بیان کر دیا ہے۔ اس سے مراد نبی اکرم ﷺ لینا جائز نہ ہو گا کیونکہ

marfat.com

آپ ﷺ نے مرتدین کے خلاف جنگ نہیں لڑی اور اس لئے بھی کہ رب تعالیٰ نے (فسوف یاتی اللہ) فرمایا اور یہ مستقبل کیلئے ہے نہ کہ حال کیلئے۔ پس ضروری ہے کہ وہ قوم بوقت نزول موجود نہ ہو۔ اور جہاں تک حضرت ابو بکرؓ کی موجودگی کا تعلق ہے تو جواب ہوگا کہ فی الحال وہ قوم موجود نہ تھی جس کے ساتھ مل کر حضرت ابو بکرؓ نے مرتدین کے خلاف مقاتلہ کیا۔

اس آیۂ کریمہ میں ہمارا یہی دعویٰ ہے کہ یہ امامت حضرت ابو بکرؓ کے صحیح ہونے پر دلالت کرتی ہے یہ اس لئے کہ ہمارے گذشتہ بیان سے یہ ظاہر ہو چکا کہ یہ آیت ابو بکر صدیقؓ کے ساتھ خاص ہے۔

ہم کہتے ہیں کہ جس قوم کا رب تعالیٰ نے ذکر فرمایا اس کی چار صفات بیان کی ہیں۔

اول: **(یحبهم ویحبونه)** دوم **(اذلة علی المومنین أعزة علی الکافرین)** سوم **(یجاهدون فی سبیل الله ولا یخافون لومة لائم)** چہارم **(ذالك فضل الله یؤتیه من یشاء)**

یہ چار صفات اس قوم کی ہیں جس کے متعلق اللہ عزوجل نے مرتدین کیلئے فرمایا **(فسوف یأتی الله بقوم)** ہم کہتے ہیں کہ یہ آیت صدیق اکبرؓ کے حق میں نازل ہوئی اور یہ چار صفات بھی آپ کا حصہ ہیں۔ پس جب یہ سب کچھ ثابت ہو گیا تو آپ کی امامت بھی یقینی طور پر صحیح ہو گئی۔ اگر آپ کی امامت باطل ہوتی تو یہ صفات ابو بکرؓ کے لائق نہ ہوتیں"۔

اب امام رازیؒ کے اس جملہ پر غور فرمائیں۔

واذا ثبت وجب القطع بصحة امامته

کہ جب یہ ثابت ہو گیا تو آپ کی امامت کا صحیح ہونا یقین سے ثابت ہوا۔

یہ جملہ منکرین امامت ابو بکرؓ کیلئے باعث عبرت ہے۔ رب ذوالجلال سمجھ عطا فرمائے آمین۔

واذا سر النبی الی بعض أزواجه حدیثاً (الایة)

marfat.com

اس آیت کے ماتحت علامہ سید محمود آلوسیؒ فرماتے ہیں۔

قدجاء أسرار أمر الخلافة فی عدة أخبار. فقدأ خرج ابن عدی وابونعیم فی فضائل الصدیق رضی اللہ عنہٗ وابن مردویہ من طرق عن علی رضی اللہ عنہٗ وابن عباس قالا ان امارة ابی بکر رضی اللہ عنہٗ و عمر رضی اللہ عنہٗ لفی کتاب اللہ (واذا سر النبی الی بعض ازواجه حدیثا) قال لحفصة ابوك وابو عائشة رضی اللہ عنهما والیا الناس بعدی فایاك أتخبری أحدا.

وأخرج ابونعیم فی فضائل الصحابة عن الضحاك انه قال فی الآیة أسر ﷺ الی حفصة ان الخلیفة بعدهٗ ابوبکر رضی اللہ عنہٗ ومن بعد ابی بکر عمر رضی اللہ عنهما. وأخرج ابن ابی حاتم عن میمون بن مهران نحوهٗ.

(روح المعانی جز ۲۸، ص ۱۵۱)

یہ آیت اُمر خلافت کے متعلق ہے ابن عدی، ابو نعیم نے فضائل صدیق اکبرؓ اور ابن مردویہ نے علی اور ابن عباس رضی اللہ عنھما کے طرق سے تخریج کیا دونوں فرماتے ہیں کہ امارۃ ابوبکرؓ و عمرؓ اللہ تعالیٰ کی کتاب میں ہے یعنی (واذا سر النبی الی بعض ازواجه حدیثا) نبی اکرم ﷺ نے ام المومنین حضرت حفصہؓ کو فرمایا تیرا باپ اور عائشہ صدیقہؓ کا باپ میرے بعد لوگوں کے والی ہوں گے۔اے حفصہ خبردار! کہ یہ بات کسی پر ظاہر ہو۔

ابو نعیم نے فضائل صحابہ میں امام ضحاک سے روایت کی۔ فرماتے ہیں اس آیۂ کریمہ میں نبی اکرم ﷺ نے حضرت حفصہؓ سے رازداری کی بات کہی، وہ راز یہ تھا کہ میرے بعد ابوبکرؓ اور ان کے بعد عمر فاروقؓ خلیفہ ہوں گے۔

ابن ابی حاتم نے میمون بن مہران سے اسی طرح روایت کیا ہے۔

علامہ شیخ سلمان جمل علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں۔

(قولهٗ حدیثاً) هو تحریم ماریه، أسر الیها ایضا ان اباها عمر رضی اللہ عنہٗ وابا عائشة رضی اللہ عنها یکونان خلیفتین علی الامة بعدهٗ وهذا کله فی

marfat.com

طلب رضاها (خطیب) وفی البیضاوی حدیثاً هو تحریم ماریة رضی الله عنها أوالعسل أوان الخلافة بعدهٗ لابی بکر و عمر رضی الله عنها.

(تفسیر جمل، ج ٤، ص ٣٦٥)

اللہ تعالیٰ کا فرمان (حدیثا) ماریہ قبطیہ کی تحریم ہے۔ یہ قول صاحب جلالین کا ہے۔ علامہ شیخ سلمان جمل فرماتے ہیں نبی اکرم ﷺ نے حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا سے یہ بھی سرگوشی فرمائی کہ تیرا باپ عمرؓ اور حضرت عائشہؓ کا باپ میرے بعد میری امت کے خلیفے ہوں گے۔ یہ سب کچھ حضرت حفصہؓ کی رضا کیلئے تھا (خطیب) تفسیر بیضاوی میں ہے "حدیثا" سے مراد تحریم ماریہ ہے یا واقعہ شہد یا یہ کہ میرے بعد خلیفہ حضرت ابوبکر و عمر رضی اللہ عنہا ہوں گے۔

ابن حیان نحوی اس آیت کی تفسیر میں فرماتے ہیں۔

وقال میمون بن مهران هوأ سراره الی حفصة ان ابابکر وعمر رضی الله‌عنهما یملکان إمرئی من بعدی خلافة. (تفسیر بحرمحیط، ج ۸، ص ۲۹۰)

میون بن مہران فرماتے ہیں "حدیثا" سے مراد نبی اکرم ﷺ کا یہ اسرار تھا کہ ابوبکر و عمر رضی اللہ عنہا میرے بعد میری حکومت کے باعتبار خلافت مالک ہوں گے۔

ابو عبداللہ محمد بن احمد انصاری قرطبی اس آئیہ کریمہ کے ماتحت فرماتے ہیں۔

قولهٗ تعالیٰ (اذأ سرالنبی......) ای اذکر أوأسر النبی ﷺ الی حفصة (حدیثاً) یعنی تحریم ماریة علی نفسهٖ واستکتامهٗ ایاها ذالك، وقال الکلبی أسرالیها ان أباك واباعائشة یکونان خلیفتی علی امتی من بعدی، وقاله ابن عباس، قال أسرأمر الخلافةٗ بعدهٗ الی حفصة فذکرتهٗ حفصة رضی الله عنها . روی الدارقطنی فی سننه عن الکلبی عن ابی صالح عن ابن عباس فی قوله تعالیٰ (واذأسر النبی الی بعض ازواجه حدیثا) قال اطلعت حفصة علی النبی ﷺ مع أم ابراهیم فقال (لاتخبری عائشة رضی الله عنها) وقال لها (أن اباك واباها سیملکان أوسیلیان بعدی فلاتخبری عائشة رضی الله عنها)

(تفسیر قرطبی، جز ۱۸، ص ۱۲۳)

marfat.com

اللہ عزوجل کا قول (واذأ سر النبی......) یعنی اے مخاطب اس وقت کو یاد کر جب نبی کریم ﷺ نے حضرت حفصہ کو سرگوشی میں ایک بات کہی یعنی تحریم ماریہ اپنے نفس پر۔ اور حضرت حفصہ کو اس کے چھپانے کا حکم دیا۔ امام کلبی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں، نبی اکرم ﷺ نے حضرت حفصہ کو جو سرگوشی میں بات کہی وہ یہ تھی تیرا باپ اور عائشہ کا باپ میرے بعد میری امت کے خلیفہ ہوں گے۔ یہ قول ابن عباس کا ہے، امام کلبی فرماتے ہیں نبی اکرم ﷺ نے اپنے بعد اَمر خلافت کی جو سرگوشی کی، حضرت حفصہؓ نے اس کا ذکر کر دیا۔

دارقطنی نے اپنی سنن میں کلبی سے روایت کی، انہوں نے ابو صالح سے اور انہوں نے ابن عباس رضی اللہ عنہ، سے اللہ تعالیٰ کے اس قول (واذأسر النبی الی بعض ازواجه) میں فرمایا۔ حضرت حفصہؓ، ام ابراہیم سمیت نبی کریم ﷺ کے پاس آئیں تو نبی اکرم ﷺ نے فرمایا اے حفصہ، حضرت عائشہؓ کو یہ بات نہ بتانا۔ تیرا اور عائشہؓ کا باپ عنقریب میرے بعد والی ہوں گے (والی کہایا مالک کا لفظ استعمال کیا، راوی کو اس میں شک ہے) اے حفصہؓ، عائشہ کو اس بات کی اطلاع نہ ہونے پائے۔

امام فخر الدین رازیؒ فرماتے ہیں۔

قولهٗ تعالیٰ (اذأسر النبی......) یعنی ماأسر الی حفصة رضی الله عنها من تحریم الجاریة علی نفسهٖ واستکتمها ذالك وقیل لمارایٰ النبی ﷺ الغیرة فی وجه حفصة رضی الله عنها أراد أن یترضاهافأسر الیها بشیئین تحریم الامة علی نفسهٖ والبشارة بأن الخلافة بعدهٗ فی ابی بکر وابیها عمر رضی الله عنه قالهٗ ابن عباس.

(تفسیر کبیر، جز ۳۰، ص ۴۳)

اللہ تعالیٰ جل جلالہٗ کا قول (اذأسر النبی......) کا مطلب ہے کہ نبی کریم ﷺ نے حضرت حفصہؓ سے اپنے اوپر لونڈی کو حرام کرنے اور اس بات کو چھپانے کی سرگوشی فرمائی۔ اور بعض نے فرمایا، جب نبی اکرم ﷺ نے حضرت حفصہؓ کے چہرے میں غیرت کے آثار دیکھے تو انہیں راضی کرنے کے لئے دو چیزوں کے متعلق رازداری

marfat.com

سے فرمایا۔ اول یہ کہ جاریہ کو اپنے نفس پر حرام کرنا اور دوم بشارت کہ میرے بعد خلافت ابوبکرؓ کی ہوگی اور ان کے بعد حضرت حفصہؓ کے باپ عمر فاروقؓ خلیفہ ہوں گے۔

قاضی ثناء اللہ پانی پتی علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں۔

وقال سعد بن جبير عن ابن عباس أسرار الخلافة بعدهٗ فحدثت به حفصة رضى الله عنها قال الكلبى أسراليها ان اباك واباعائشة رضى الله عنها يكونان خلفتين على امتى من بعدى. أخرج الواحدى عن ابن عباس قال والله ان امارة ابى بكر وعمر رضى الله عنهما لفى كتاب الله تعالىٰ (واذأسرالنبى......) قال لحفصة رضى الله عنها ابوك وابو عائشة اولياء الناس بعدى فاياك تخبرى بهٖ أحداً ولهٗ طرق وكذا روىٰ عن على بن ابى طالب وميمون بن مهرَان وحبيب بن ثابت وعن الضحاك ومجاهد وقال ميمون بن مهران أسرأن ابابكرؓ خليفتى من بعدى.

(تفسير مظهرى، ج ۹ ، ص ۳۳۹)

سیعد بن جبیر نے حضرت ابن عباس سے روایت فرمائی کہ (اذأسر النبی......) میں نبی اکرم ﷺ نے اپنے بعد خلافت کی سرگوشی فرمائی۔ پس حضرت حفصہؓ نے اس کو بیان کر دیا۔ امام کلبی فرماتے ہیں حضرت حفصہؓ سے سرگوشی فرمائی کہ تیرا باپ (عمرؓ) اور حضرت عائشہؓ کا باپ (ابوبکرؓ) میرے بعد میری امت کے خلیفہ ہوں گے۔

امام واحدی نے ابن عباس سے تخریج کیا۔ فرمایا: اللہ عزوجل کی قسم! حضرت ابوبکر و عمر رضی اللہ عنہما کی اَمارت اللہ تعالیٰ کی کتاب مقدس میں ہے۔ اللہ عزوجل کا فرمان (اذأسر النبی......) کا شان نزول ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے حضرت حفصہؓ کو فرمایا، تیرا باپ اور عائشہ کا باپ میرے بعد لوگوں کے والی ہوں گے۔ اے حفصہ! اس کی کسی کو خبر نہ دینا۔ اس کے علاوہ اور طرق سے بھی یہ روایت آئی ہے۔ اور اسی طرح حضرت علی بن ابی طالب اور میمون بن مہران بھی فرماتے ہیں۔ راز یہ تھا کہ میرے بعد ابوبکرؓ خلیفہ ہوں گے۔

marfat.com

علامہ علاء الدین علی بن محمد فرماتے ہیں۔

قوله (واذأ سرالنبی الی بعض ازواجه......) یعنی أسرأمر الخلافة بعدهٗ فحدثت بهٖ حفصة قال الكلبی أسراليها ان أباك وابا عائشه رضی الله عنهما يكونان خليفتين عنی امتی من بعدی وقيل لمارایٰ الغيرة فی وجه حفصة رضی الله عنها أراد أيرضها فسرها بشئيين بتحريم مارية علی نفسه وان الخلافة بعدهٗ فی ابی بكرو عمر رضی الله عنهما وقال ابوالبركات عبدالله المحمود النسفی فی مدارك التنزيل فی قول الله عزوجل (حديثاً) حديث مارية وامامة الشيخين.

(تفسیر خازن، ج ٤، ص ٣٠٥)

اللہ عزوجل کا قول (واذ أسر النبی......) سے مراد اُمر خلافت کا اسرار ہے جس کو حضرت حفصہؓ نے بیان کر دیا۔ امام کلبی فرماتے ہیں نبی اکرم ﷺ نے حضرت حفصہؓ سے سرگوشی فرمائی کہ تیرا باپ اور عائشہؓ کا باپ میرے بعد میری امت پر خلیفہ ہوں گے۔ اور بعض نے کہا کہ جب رسول اکرم ﷺ نے چہرۂ حفصہؓ میں غیرت دیکھی تو چاہا کہ انہیں راضی کریں تو حفصہؓ کو دو باتیں رازداری سے بتائیں۔ اول، ماریہ قطبیہ کو اپنے اوپر حرام کرنا اور دوم میرے بعد خلافت حضرت ابوبکرؓ کو ملے گی اور اس کے بعد عمر فاروقؓ خلیفہ ہوں گے۔ ابوالبرکات عبداللہ محمود نسفی مدارک التنزیل میں اللہ عزوجل کے اس قول (حدیثا) کے ماتحت فرماتے ہیں حدیث ماریہ اور امامت شیخین کی سرگوشی فرمائی۔

میں نے اللہ تعالیٰ وحدہٗ لاشریک کے کلام مقدس سے آٹھ آیات آپ کی خدمت میں پیش کی ہیں جن سے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہٗ کی خلافت کا اثبات ہوتا ہے بعض آیات میں فقط حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہٗ کی خلافت مستنبط ہے اور بعض آیات سے شیخین یعنی حضرت ابوبکر صدیق و عمر فاروق رضی اللہ عنہما کی خلافت پر دلالت ملتی ہے اور کچھ آیات میں خلفاء اربعہ رضی اللہ عنہم کی خلافت ظاہر ہوتی ہے۔

آئمہ مفسرین کرام نے ان آیات مقدسہ سے بعقل و نقل خلافت حضرت

marfat.com

ابو بکر صدیقؓ بیان فرمائی۔ اس سے ثابت ہوتا ہے اتنے کثیر علمائے مفسرین کا خلافت ابو بکر صدیقؓ پر استنباط در حقیقت ایک اجماع ہے جو حضرت صدیق اکبرؓ کی خلافت پر حجت کیلئے کافی ہے اور اکثر آیات کی تفسیر میں بالنقل حضرت ابو بکرؓ کی خلافت کی صراحت فرما کر علماء نے اس بات کو یقینی قرار دیا ہے۔ جیسا کہ آخری آیت کے تحت آپ نے مختلف آراء ملاحظہ فرمائیں۔ حضرت عبداللہ بن عباس، میمون بن مہران، ضحاک، کلبی، سعید بن جبیر اور امام مجاہد جیسے مشاہیر اعلام نے فرمایا کہ یہ اسرار خلافت شیخین کے متعلق تھا۔

دلالۃ النص سے ثابت ہوا کہ نبی اکرم ﷺ کے بعد خلیفہ بلافصل حضرت ابو بکر صدیقؓ ہیں اور خود علی المرتضیٰ نے اللہ تعالیٰ کے اس قو (واذ اسر النبی......) کے ماتحت فرمایا کہ یہ خلافت شیخین کے متعلق کلام تھا۔ اور آپ کے علاوہ بھی اکثر علماء و آئمہ سے یہی منقول ہے۔

آئمہ مفسرین عظام کا ان آیات مبارکہ سے عقل و نقل کے ساتھ حضرت ابو بکر صدیقؓ کی خلافت کا استنباط حضرت ابو بکرؓ کی خلافت پر دلالۃ النص کی حیثیت رکھتی ہے۔

آئمہ مفسرین کی تصریحات کے بعد کا الشمس الاظہر ثابت ہو گیا کہ نبی اکرم ﷺ نے اگر حضرت ابو بکر صدیقؓ کی خلافت پر نص نہیں فرمائی تو علم یقینی میں ان کا آپ ﷺ کے بعد خلیفہ ہونا متحقق تھا جو اللہ عزوجل نے آپ ﷺ کو عطا فرمایا تھا۔ اس لئے آپ ﷺ نے اپنی مرض کے آخری ایام میں خلافت ابو بکرؓ کی کتابت کا ارادہ فرمایا جیسا کہ احادیث مبارکہ میں ہے لیکن جب آپ ﷺ کو یقینی علم حاصل ہو گیا تو اس کے متعلق لکھنے کا ارادہ ترک فرمادیا۔

ان تصریحات سے ثابت ہوتا ہے کہ علم الٰہی میں نبی اکرم ﷺ کے بعد حضرت ابو بکرؓ کی خلافت طے تھی۔ اس لئے اس خلافت پر نص نہ فرمائی۔ بہر حال عقل و شعور کے مالک انسان کیلئے یہ کافی ہے مگر جن کے دلوں پر مہر لگ چکی ہے تو ان کیلئے دلائل کے دفتر بھی ناکافی۔ اللہ عزوجل صراط مستقیم پر رہنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین

marfat.com

خلافت حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ پر احادیث

(۱) عن جبیر بن مطعم رضی اللہ عنہ عن ابیہ قال أتت امرأة الی النبی ﷺ فأمرها أن ترجع الیہ فقالت أرائیت أن جئت ولم أجدك كانها تقول الموت قال ان لم تجدینی فأت أبابكر رضی اللہ عنہٗ

(بخاری شریف، مناقب صدیق کبرؓ، مسلم شریف مناقب صدیق اکبر)

جبیر بن مطعم اپنے باپ سے روایت فرماتے ہیں نبی اکرم ﷺ کے در اقدس پہ ایک عورت حاضر ہوئی۔ آپ ﷺ نے فرمایا کہ دوبارہ آنا، عورت نے عرض کی، یارسول اللہ! ﷺ اگر میں آؤں اور آپ نہ ملیں، گویا عورت اس سے مراد وفات لے رہی تھی، تو کس کے پاس جاؤں نبی محترم ﷺ نے فرمایا اگر تو مجھے نہ پائے تو ابوبکر کے پاس آنا۔

ابن حبان صحیح میں فرماتے ہیں کہ اگر کوئی گمان کرے کہ اس حدیث میں یزید بن ہارون منفرد ہیں تو اس کے جواب میں ایک حدیث من طرق محمد بن عثمان بھی وارد ہوئی ہے۔

عن جبیر بن مطعم عن ابیہ قال أتت النبی ﷺ أمرأة فكلمتهٗ فی شئی فأمرها أن ترجع الیہ فقالت یا رسول اللہ ﷺ أرأیت ان رجعت فلم أجدك كانها تعنی الموت قال فان لم تجدینی فأت أبابكر رضی اللہ عنہٗ

(ابن حبان، جز ۹، ص ۱۲، ۱۳)

ترجمہ پہلے آپ سماعت فرما چکے، دوبارہ عرض کرنے کا مقصد یہ تھا کہ ابن حبان سے دو طریق سے روایت ہے (اول) یزید بن ہارون أخبرنا ابراہیم بن سعد عن ابیہ عن محمد بن جبیر بن مطعم عن ابیہ (دوم) محمد بن عثمان بہ۔

علامہ ابن حجر مکی فرماتے ہیں ابن عساکر نے ابن عباس سے ایک حدیث تخریج کی۔

عن ابن عباس قال جاء ت امرأة الی النبی ﷺ تسألهٗ شیئا فقال

marfat.com

لهاتعودين فقالت يارسول اللهﷺ ان عدت فلم أجدك تعرض بالموت فقال ان جئت فلم تجديني فأت أبابكر الخليفة من بعدی.

(صواعق محرقه، ص ٢٠)

حضرت ابن عباس فرماتے ہیں نبی اکرم ﷺ کے پاس ایک عورت آئی اور کچھ سوال کیا، نبی کریم ﷺ نے فرمایادوبارہ آنا۔ عورت نے عرض کی اگر دوبارہ آؤں اور آپ نہ ملیں یعنی دنیا سے تشریف لے جائیں تو پھر کیا کروں؟ فرمایا اگر ایسا ہو تو ابو بکرؓ کے پاس آنا میرے بعد وہ میرے خلیفہ ہوں گے۔

اس حدیث میں واضح طور پر معلوم ہو رہا ہے کہ بعد از وفات نبی ﷺ خلیفہ حضرت ابو بکرؓ ہیں۔

حافظ ابن حجر اور علامہ بدر الدین عینی علیہما الرحمۃ فرماتے ہیں جس حدیث کو طبرانی نے عصمۃ بن مالک سے روایت کیا ہے وہ دلالت میں اس حدیث سے زیادہ صریح ہے۔

(٢) وباسناده عن عصمة بن مالك قال قدم رجل من خذاعة فقال ماجاء بك قال جئت أسال رسول اللهﷺ الى من ندفع صدقة اموالنا اذا قبضك الله. فقال النبيﷺ الى ابى بكر رضى الله عنهُ فاذا قبض الله ابابكرؓ فالى من قال، عمر رضى الله عنهُ، فاذا قبض الله عمرؓ فالىٰ من قال، الى عثمان رضى الله عنهُ قال فاذا قبض الله عثمان فالىٰ من ، قال، انظروا الأنفسكم

(طبرانی، ج ٢ ص ١٨٠)

عصمہ بن مالک فرماتے ہیں بنی خزاعہ کا ایک مرد میرے پاس آیا۔ میں نے اسے کہا کیوں آئے ہو؟ کہنے لگا میں نبی اکرم ﷺ کی بارگاہ میں اس لئے حاضر ہوا ہوں کہ آپ سے عرض کروں کہ اگر آپ ﷺ دنیا سے تشریف لے جائیں تو ہم صدقہ کے اموال کس کے پاس لے کر جائیں۔ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا، حضرت ابو بکرؓ کی طرف۔ اس نے پھر عرض کیا اگر حضرت ابو بکرؓ وفات پا جائیں تو پھر؟ فرمایا، عمر فاروق رضی اللہ

marfat.com

عنہ کی طرف۔ عرض کیا اگر عمر فاروقؓ بھی بقضائے الٰہی چلے جائیں تو پھر؟ فرمایا حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی طرف۔ پھر عرض کیا اگر وہ بھی وفات پا جائیں تو پھر کس کی طرف؟ آپ ﷺ نے فرمایا پھر اپنی جانوں میں نظر کرو۔

اس حدیث میں بالتصریح دلالت ہے کہ نبی اکرم ﷺ کے بعد حضرت ابو بکرؓ خلیفہ ہوں گے اور ان کے بعد عمر فاروق، پھر عثمان غنی رضی اللہ عنہما۔ کیونکہ مال کے صدقات امام کی طرف لوٹائے جاتے ہیں۔ لہٰذا حضرت نبی اکرم ﷺ کی وفات کے بعد امام ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہٗ ہوں گے۔

(۳) روی الاسماعیلی فی معجمہٖ من حدیث سھل ابن ابی حثمۃ قال بایع النبی ﷺ اعرابیا فسألہٗ أن أتی علیہ أجلہ من یقضیہٖ فقال ابوبکر رضی اللہ عنہٗ ثم سألہٗ من یقضیہٖ بعدہٗ قال عمر رضی اللہ عنہ (الحدیث)

(عمدۃ القاری، ج ۱۶، ص ۱۷۸)

اسماعیلی نے اپنے معجم میں سہل بن ابی حثمہ سے ایک حدیث روایت کی ہے۔ سہل فرماتے ہیں ایک اعرابی نے نبی کریم ﷺ کے ساتھ خرید و فروخت کی اور عرض کیا یا رسول اللہ! ﷺ اگر آپ کو اجل آجائے تو قرضہ کون ادا کرے گا آپ ﷺ نے فرمایا حضرت ابو بکر۔ عرض کیا اگر ان کی موت واقع ہو جائے تو کون ادا کرے گا؟ فرمایا عمر فاروقؓ۔ یہ حدیث بھی پہلی حدیث کی طرف خلافت ابو بکرؓ پر دلیل ہے۔

(۴) عن مختار بن فلفل عن أنس رضی اللہ عنہٗ قال جاء رسول اللہ ﷺ فدخل بستانا وجاء آت فدق الباب فقال یا أنس افتح لہٗ وبشرہٗ بالجنۃ وبشرہ بالخلافۃ بعدی، قال قلت یا رسول اللہ أعلمہ قال أعلمہٗ فاذا ابوبکر رضی اللہ عنہٗ فقلت أبشر بالجنۃ وبالخلافۃ من بعد النبی ﷺ قال ثم جاء آت فقال یا أنس افتح لہٗ وبشرہٗ بالجنۃ وبالخلافۃ من بعد ابی بکرؓ قلت أعلمہٗ قال أعلمہٗ قال فخرجت فاذا عمر رضی اللہ عنہٗ فبشرتہٗ ثم جاء آت فقال یاأنس افتح لہٗ وبشرہٗ بالجنۃ وبالخلافۃ بعد عمرؓ وانہ مقتول قال فخرجت فاذا

marfat.com

عثمان رضی اللہ عنہٗ قال فدخل الی النبی ﷺ فقال واللہ مانسیت ولاتمنیت ولامست ذکری بیدبا یعتک قال ھو ذاک. رواہٗ ابویعلیٰ موصلی

(عمدۃ القاری، ج ۱۶، ص ۱۷۶. دلائل النبوۃ، حافظ ابونعیم، ص ۴۸۳)

مختار بن فلفل حضرت انسؓ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اکرم ﷺ تشریف لائے اور ایک باغ میں داخل ہو گئے۔ کوئی آیا اور دروازہ کھٹکھٹانے لگا۔ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا اے انس! دروازہ کھول دو اور آنے والے کو جنت اور میرے بعد میری خلافت کی نوید سنادو۔ حضرت انسؓ نے عرض کیا یارسول اللہ ﷺ! کیا میں اسے بتادوں؟ فرمایاہاں بتادو۔ حضرت انس فرماتے ہیں آنے والے حضرت ابوبکرؓ تھے۔ میں نے انہیں خوشخبری دی کہ آپؓ جنتی ہیں اور نبی اکرم ﷺ کے بعد خلیفہ ہیں۔ حضرت انس فرماتے ہیں پھر کسی نے دروازہ پر سے داخل ہونے کا اذن مانگا تو نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا کھول دو اور اسے جنت کی خوشخبری سنادو اور یہ بتادو کہ ابوبکرؓ کے بعد خلافت اس کیلئے ہے۔ میں باہر نکلا تو دیکھا عمر فاروقؓ کھڑے ہیں۔ پس انہیں بھی یہی بشارت سنائی پھر کوئی اور آگیا۔ آپ ﷺ نے فرمایا اے انس دروازہ کھولو، اس کو جنت کی بشارت دو اور عمر فاروقؓ کے بعد خلیفہ ہونے کی خبر سنادو۔ بے شک وہ شہید ہوں گے۔ میں باہر نکلا تو حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کھڑے تھے۔ آپؓ اندر تشریف لے آئے اور آکر کہا۔ اللہ کی قسم! مجھے کبھی نسیان نہیں ہوا، کبھی کسی چیز کی خواہش نہیں ہوئی اور جب سے میں نے رسول اللہ ﷺ کی بیعت کی ہے اس ہاتھ سے شرمگاہ کو چھوا نہیں۔ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: یہ درست ہے۔

اس حدیث کو ابو یعلی موصلی نے روایت کیا ہے۔

اس حدیث مبارک سے واضح بشارت ہے خلافت صدیق اکبرؓ کی۔ اور آپ کے بلافصل خلیفہ ہونے میں کوئی شک باقی نہیں رہ جاتا۔

(۵) عن ابی ھریرۃ یقول سمعت رسول ﷺ یقول بینما أنا نائم وأتینی علی قلیب علیھا دلوفنزعت منھا ماشاء اللہ ثم أخذ ھامنی ابن ابی

marfat.com

قحافة فنزع منها ذنوبا أوذنوبين وفي نزعهٖ ضعف والله يغفرلهٗ ضعفهٗ ثم استحال الدلو غربا ثم أخذ عمر بن الخطاب فلم أرعبقر يامن الناس ينزع نزع ابن الخطاب حتى ضرب الناس بدطن وأخرجهٗ الشيخان عن ابی هريرة في مناقب الصديق وعن عبدالله بن عمرؓ في علامات النبوة.

(ابن حبان، جز۹ص ۲۳. بخاری و مسلم باب مناقب ابوبکرؓ)

حضرت ابوہریرۃ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں میں نے نبی کریم ﷺ سے سنا ہے۔ فرماتے ہیں میں سورہا تھا تو اپنے آپ کو ایک کنواں پر دیکھا۔ اس پر ایک ڈول تھا۔ میں نے اس کنوئیں سے پانی کھینچا جتنا کہ اللہ تعالیٰ کو منظور تھا۔ پھر یہ ڈول مجھ سے ابن ابی قحافہ نے پکڑ لیا اور آپ نے اس کنوئیں سے ایک ڈول نکالا یا دو اور آپ کے کھینچنے میں کمزوری تھی۔ اللہ تعالیٰ آپؓ کے ضعف کو معاف فرمائے۔ پھر وہ ڈول بڑا ہو گیا اور عمر بن خطابؓ نے پکڑ لیا۔ نبی کریم ﷺ فرماتے ہیں پانی کھینچنے کے اعتبار سے میں نے عمرؓ جیسا طاقتور کوئی نہیں دیکھا۔ حضرت عمرؓ نے کھینچنا شروع کیا حتی کہ اونٹوں کی طرح سیراب ہو کر انسان بیٹھ گئے۔

ابن حبان اس حدیث کے ضمن میں فرماتے ہیں۔

قال ابو حاتم، رؤى النبی ﷺ وحی فأرى الله جل وعلا صفهٗ ﷺ في منامه كانه علىٰ قليب والقليب في انتفاع المسلمين بهٖ كأمرالمسلمين ثم قال ﷺ فنزعت منها ماشاء الله ثم أخذمني ابن ابي قحافة فنزع منها ذنوبا أوذنوبين يريد أمرالمسلمين فالذنوبين كانا خلافة ابی بكر رضي الله عنهٗ سنتان واياماً ثم قال ﷺ أخذها عمربن الخطاب رضي الله عنهٗ فصح بماذكرت استخلاف عمر بعد ابی بكر رضي الله عنهما بدليل السنة المصرحة التي ذكرناها.

ابو حاتم فرماتے ہیں نبی اکرم ﷺ کا خواب وحی ہے۔ پس اللہ تعالیٰ نے اپنے صفی ﷺ کو ان کے خواب میں دکھایا گویا کہ وہ ایک کنواں کے کنارے ہیں اور کنواں

marfat.com

مسلمانوں کے انتفاع میں ایسے ہی ہے جیسے مسلمانوں کا امیر (یعنی مسلمان بھی اپنے امور میں اپنے امیر سے یوں ہی نفع حاصل کرتے ہیں جیسے کنوئیں کے پانی سے زمین سیراب ہوتی ہے) پھر نبی کریم ﷺ نے جس قدر رب تعالیٰ کو منظور تھا، پانی کھینچا۔ پھر وہ ڈول حضرت ابو بکرؓ نے پکڑ لیا اور اس کنوئیں سے ڈول یا دو ڈول کھینچے۔ اس سے مراد مسلمانوں کی امارت ہے اور دو ڈول سے مراد آپ کی مدت خلافت ہے جو دو سال اور چند دن پر مشتمل تھی۔ پھر فرمایا کہ وہ ڈول عمر فاروقؓ نے پکڑ لیا۔ ابن حبان فرماتے ہیں حضرت صدیق اکبرؓ کے بعد عمر فاروق رضی اللہ عنہٗ کا خلیفہ ہونا جو میں نے ذکر کیا صحیح ہے۔ اور یہ استخلاف بدلیل سنت ہے جس کا ہم نے ذکر کیا ہے۔

امام نووی (تہذیب) میں فرماتے ہیں۔ علماء کا کہنا ہے یہ اشارہ حضرت ابو بکر و عمر رضی اللہ عنہما کی خلافت کی طرف ہے اور حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہٗ کا پانی کھینچنا۔ آپ کی کثرت فتوحات اور غلبہ اسلام کی طرف اشارہ ہے۔

(٦) عن أم مسلمة رضی الله عنها قالت رائت دلواهبط من السماء فشرب (منه) رسول اللهﷺ عشرجرع ثم ناولهٗ ابابكر رضی الله عنهٗ فشرب منهٗ جرعتين ونصف ثم ناوله عمر رضی الله عنهٗ فشرب منه عشر جرع و نصف ثم ناولهٗ عثمان رضی الله عنه فشرب منه اثنا عشر جرعة ونصف ثم رفع الدلو الى السماء (فردوس الأخبار، ج ٢، ص ٣٨٢)

ورواهٗ ابو دؤد فی السنة عن سمرة بن جندب

حضرت اُم سلمہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں میں نے خواب دیکھا۔ ایک ڈول آسمان سے نازل ہوا۔ اس سے نبی اکرم ﷺ نے دس گھونٹ پانی پیا، پھر وہ ڈول حضرت ابو بکر صدیقؓ کو پکڑا دیا انہوں نے دو اور نصف گھونٹ پانی پیا، پھر آپؓ نے یہ ڈول عمر فاروقؓ کو دے دیا انہوں نے دس گھونٹ پانی پیا اور عثمان غنیؓ کو پکڑا دیا آپ نے اس سے بارہ گھونٹ اور کچھ (نصف) پانی پیا اور پھر وہ ڈول آسمان کی طرف اٹھا لیا گیا۔

marfat.com

حضرت ام سلمہؓ کی روایت سے واضح ہوتا ہے کہ نبی اکرم ﷺ کے بعد صدیق اکبرؓ کی خلافت ہوگی جو دو سال اور کچھ ماہ رہے گی اس کو دو اور نصف گھونٹ سے تعبیر کیا گیا۔ اس کے بعد دس برس عمر فاروقؓ کی خلافت ہوگی اور ان کے بعد عثمان غنی بارہ سال خلیفہ رہیں گے۔

(۷) عن سمرة بن جندب ان رجلا قال قال رسول الله ﷺ رأيت كان دلواً دليت من السماء وجاء ابوبكر رضى الله عنهُ فأخذ بعراقيبها فشرب منه شرابا ضعيفا قال عفان وفيه ضعف ثم جاء عمر رضى الله عنهُ فأخذ بعراقيبها فشرب حتى تضلع ثم جاء عثمان رضى الله عنهُ فأخذ بعر اقيبها فشرب منه فانتشطت فانتضح عليه منها شئى. (مسند احمد، ج ٤، ص ٤٨١. مصنف ابن ابى شيبه، ج ١٢، ص ٣١، تاريخ كبير للبخارى، ج ٥، ص ٢٦٩)

سمرۃ بن جندب راوی ہیں کہ ایک آدمی نے کہا۔ رسول اکرم ﷺ نے فرمایا میں نے خواب دیکھا اس میں ایک ڈول کو اپنے قریب ہوتے ہوئے پایا۔ حضرت ابو بکرؓ آئے آپؓ نے اس کے دونوں کناروں کو پکڑ کر تھوڑا سا پانی پیا، (عفان فرماتے ہیں، ان کے پینے میں ضعف تھا) پھر عمر فاروقؓ آئے انہوں نے اس ڈول کو کناروں سے پکڑ کر پیا اور خوب سیر ہوئے۔ پھر عثمان غنی رضی اللہ عنہ آئے اور انہوں نے بھی نوش کیا پھر وہ ڈول اٹھا لیا گیا اور اس سے قطرے عثمان غنیؓ پر گر رہے تھے۔

(نوٹ: بعض روایات میں عراقیب کی جگہ عراقی آیا ہے جس سے مراد ڈول کے منہ کی رسی کے ہے)

اس حدیث میں بھی خلافت صدیق اکبرؓ کی طرف واضح اشارہ ہے

(۸) عن ابى بكرة قال سمعت رسول الله ﷺ يقول وكانت تعجبهُ الرؤيا يسأل عنها فسمعتهُ يقول رأيت ميزانا أنزل من السماء فوزنت فيه أنا وابوبكر رضى الله عنهُ فرجحت بأبى بكرؓ ثم وزن ابوبكر و عمر رضى الله عنهما فرجح ابوبكرؓ ثم وزن عمر و عثمان رضى الله عنهما فرجح عمر

marfat.com

بعثمان، ثم رفع الميزان الی السماء فقال رسول اللهﷺ، خلافة و نبوة ثم یؤتی الله الملك من یشاء (مصنف ابن ابی شیبه، ج ۱۲، ص ۱۸)

ابو بکرؓ فرماتے ہیں رسول پاکﷺ کو خواب بہت پسند تھے اور دوسروں سے ان کے خواب پوچھتے رہتے تھے۔ میں نے ایک بار آپﷺ کو فرماتے سنا، میں نے ایک ترازو دیکھا ہے جو آسمان سے نازل ہوا۔ اس میں میں اور صدیق اکبرؓ وزن کیے گئے تو صدیق اکبرؓ کے مقابلے میں میرا پلڑا جھک گیا، پھر ابو بکر و عمر رضی اللہ عنہما کا وزن کیا گیا تو عمرؓ کے مقابلے میں ابو بکرؓ کا پلڑا جھک گیا۔ پھر عمر و عثمان رضی اللہ عنہما وزن کیے گئے تو عمر فاروقؓ کا پلڑا بھاری رہا، پھر پلڑا آسمان کی طرف اٹھا لیا گیا۔ نبی اکرمﷺ نے فرمایا، خلافت و نبوت ہے (یعنی جو کچھ دیکھا گیا) پھر اللہ تعالیٰ جسے چاہے گا ملک عطا کرے گا۔

یہ حدیث خلافت ابو بکر صدیقؓ پر بہت قوی دلیل ہے۔ جو جملہ نبی اکرمﷺ نے ارشاد فرمایا یعنی (خلافۃ و نبوۃ) اسے غور سے پڑھیں اور خلافت حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ اس جملے سے جھلکتی نظر آئے گی۔

(۹) عن عبدالله بن عمر، قال، یکون فی هذه الامة اثنا عشر خلیفة، ابوبکر أصبتم اسمهٗ وعمر بن الخطاب قرن من حدید اصبتم اسمهٗ و عثمان بن عفان ذوالنورین أوتی کفلین من رحمته قتل مظلوما أصبتم أسمهٗ

(مصنف ابن ابی شیبه، ج ۱۲، ص ۵۲)

أخرجهٗ ابن سعدفی الطبقات ۳/۱۲۱ من طریق قرة بن خالد عن محمد بن سیرین مقتصرا علی ذکر ابی بکرو اوردهٗ الهیثمی فی مجمع الزوائد ۹/۸۹ من روایة الطِبرانی، قال الهیثمی، باسنادین، ورجال أحدهما رجال الصحیح غیر عقبة بن أوس السدوسی وهو ثقة.

عبداللہ ابن عمرؓ سے مروی ہے، فرماتے ہیں اس امت میں بارہ خلیفے ہوں گے۔ ابو بکرؓ تم نے اس کا نام پالیا، اور عمر فاروقؓ لوہے کا سینگ ہیں (یعنی قوی و بہادر) تم نے اس کا نام بھی پالیا اور عثمان بن عفان ذوالنورین رضی اللہ عنہ کو اللہ تعالیٰ کی

marfat.com

رحمت سے دو حصے عطا کئے گئے ہیں۔ وہ مظلوم قتل کئے گئے تم نے اس کا نام بھی پا لیا۔
یعنی ان تین خلفاء کے نام تو آپ نے سماعت کر لئے۔

اس روایت کو ابن سعد نے طبقات، جلد ۳، ص ۱۲۱ میں قرۃ بن خالد عن محمد بن سیرین کے طریقے سے حضرت ابو بکرؓ پر مقتصر اذکر کیا۔ امام ہیثمی نے مجمع الزوائد جلد ۹ صفحہ ۸۹ میں طبرانی کی روایت سے اسے ذکر کیا۔ ہیثمی نے دو اسناد کا ذکر کیا ان میں ایک کے رجال، رجال صحیح ہیں سوائے عقبہ بن اوس سدوسی کے، اور وہ ثقہ ہیں۔

اس حدیث سے حضرت ابو بکرؓ کا خلیفہ ہونا روز روشن کی طرح عیاں ہے۔
اس کو روایت کرنے والے امام بخاری کے استاذ ہیں یعنی ابو بکر بن ابی شیبہ۔

(۱۰) أخبرنا ابویعلی حدثنا علی بن الجحد الجوهری أخبرنا حماد بن سلمة عن سعید بن جمهان عن سفینه قال سمعت رسول الله ﷺ يقول الخلافة بعدی ثلاثون سنة ثم تکون ملکاقال أمسك خلافة ابی بکر رضی الله عنهٗ سنتین و عمر رضی الله عنه عشروعثمان رضی الله عنهٗ اثنتی عشرة وعلی رضی الله عنهٗ ست وقال علی بن الجحدقلت لحماد بن سلمة سفینة القائل أمسك قال نعم

(ابن حبان، جز ۹، ص ۴۸. طبرانی، ج ۱، ص ۵۵ ـ دلائل النبوة للبیهقی، ج ٦، ص ۳۴۱)

حضرت سفینہؓ فرماتے ہیں۔ میں نے نبی کریم ﷺ کو فرماتے سنا کہ خلافت میرے بعد تیس سال ہو گی اور پھر بادشاہی ہو گی۔ حضرت سفینہ فرماتے ہیں۔ حضرت ابو بکرؓ کی خلافت دو سال اور حضرت عمر فاروقؓ کی دس سال، حضرت عثمان غنیؓ کی بارہ سال اور حضرت علیؓ کی چھے سال ہے۔

میں نے (علی بن جحد) حماد بن مسلمہ کو کہا کہ "امسک" کے راوی حضرت سفینہؓ ہیں؟ حماد بن سلمہؓ نے فرمایا "ہاں"

حضرت سفینہؓ کی یہ حدیث مبارک خلفائے اربعہ کی خلافت پر دلیل ہے۔
اور حضرت ابو بکرؓ خلیفہ بلا فصل ہیں، کیونکہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا "الخلافۃ بعدی"

marfat.com

(میرے بعد خلافت) اور حضرت ابو بکرؓ ان خلفاء میں سے پہلے ہیں۔ آپ کی مدت خلافت دو سال چند دن ہے اس لئے یہ حدیث حضرت ابو بکرؓ کی خلافت پر دلیل ہے۔

(۱۱) عن سعید بن جمهان عن سفینة، قال، لما بنی النبی ﷺ المسجد وضع حجرا ثم قال لیضع ابوبکر رضی الله عنهٗ حجره إلی جنب حجری ، ثم قال لیضع عمر رضی الله عنهٗ الی جنب حجرابی بکر رضی الله عنهٗ ، ثم قال لیضع عثمان حجرهٗ الی جنب عمر رضی الله عنهٗ فقال رسول الله ﷺ هولاء الخلفاء من بعدی وفی روایة هولاء ولاة أمری من بعدی.

(دلائل النبوة للبیهقی، ج ۲ ، ص ۵۵۳)

قال ابوزرعة اسنادهٗ لابأس بهٖ وقد أخرجهٗ ابن حبان وأخرجهٗ الحاکم فی المستدرك وصححهٗ.

سعید بن جمہان حضرت سفینہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے جب نبی اکرم ﷺ نے مسجد کی نبیاد رکھی، آپ ﷺ نے پہلا پتھر رکھا تو فرمایا چاہیے کہ اب ابو بکرؓ میرے پہلو میں پتھر رکھے، پھر فرمایا کہ اب عمرؓ، ابو بکرؓ کے پہلو میں پتھر رکھے پھر فرمایا کہ اب عثمان کو چاہیے کہ وہ عمرؓ کے پہلو میں پتھر رکھے۔ اس کے بعد نبی کریم ﷺ نے فرمایا: میرے بعد یہ میرے خلفاء ہوں گے۔ اور ایک روایت میں ہے کہ میرے بعد میرے اُمر کے والی ہوں گے۔

امام ابو زرعہ اس کی سند کے متعلق ارشاد فرماتے ہیں "لابأس به" اور اس حدیث کو ابن حبان نے بھی تخریج کیا اور امام حاکم نے متدرک میں فرمایا "یہ حدیث صحیح ہے"

نبی اکرم ﷺ کا فرمان (هولاء الخلفاء بعدی) صریح ہے کہ یہ ترتیب، ترتیب خلافت ہے۔ جیسا کہ اس حدیث سے مستفاد ہے۔ معلوم ہوا کہ نبی اکرم ﷺ کے بعد ابو بکر صدیقؓ ہی خلیفہ بلا فصل ہیں جس میں کسی مسلمان کو شک و شبہ کی گنجائش نہیں اور حدیث مبارک اس باب میں صریح ہے۔

marfat.com

(۱۲) حدثنا معاذ بن المثنى ثنا مسدو دثنا خالد بن زياد الزيات حدثنى ابوزرعة بن عمرو بن جرير عن جرير قال لماقدم رسول اللهﷺ المدينة قال لأصحابهٖ انطلقوا بنا إلى اهل قباء فنسلم عليهم فأتاهم فسلم عليهم ورحبوا به ثم قال يا اهل قبا ايتونى باحجار من هذه الحرة، فجمعت عندهٗ كثيرة ومعه عنزة لهٗ فخط قبلتهم فأخذحجرا فوضعه رسول اللهﷺ ثم قال يا أبابكر رضى الله عنهٗ خذحجرا فضعهٗ الى حجرى ثم قال يا عمر رضى الله عنهٗ خذحجرا فضعهٗ الى جنب حجرابى بكر رضى الله عنهٗ ثم التفت فقال يا عثمان رضى الله عنهٗ خذ حجرا فضعهٗ الى جنب حجر عمر رضى الله عنهٗ ثم التفت الى الناس بآخرة فقال وضع رجل حجرهٗ حيث، حب على ذى الخط.

(طبرانی، ج ۲،ص ۳٤۰)

حضرت جریر سے روایت ہے کہ نبی کریمﷺ مدینہ تشریف لائے تو اپنے اصحاب سے فرمایا: میرے ساتھ اہل قبا کے پاس چلو، ہم ان پر سلام پیش کریں گے۔ صحابہ کرامؓ نبی کریمﷺ کے ہمراہ ان کے پاس آئے اور سلام کہا۔ انہوں نے آقاﷺ کو مرحبا کہا اور استقبال کیا۔ پھر نبی کریمﷺ نے فرمایا: اے اہل قبا! اس سیاہ پتھروں والی زمین سے پتھر لاؤ، کافی پتھر جمع کر دیئے گئے۔ آپﷺ کے پاس آپﷺ کا عصا مبارک (عنزہ) تھا اس سے ان کے قبلہ کا خط کھینچا، پھر ان پتھروں سے ایک پتھر پکڑا اور اس خط (لائن) پر رکھ دیا اور فرمایا: اے ابوبکر! (رضی اللہ عنہ) اپنا پتھر اٹھاؤ اور میرے پہلو (میرے پتھر کے) میں رکھ دو۔ پھر فرمایا اے عمر! (رضی اللہ عنہ) اپنا پتھر اٹھا کر ابوبکر (رضی اللہ عنہ) کے پتھر کے ساتھ رکھ دو، پھر آپﷺ نے حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کی طرف نظر فرمائی اور فرمایا اے عثمان! (رضی اللہ عنہ) اپنا پتھر اٹھا کر عمر فاروق (رضی اللہ عنہ) کے پتھر کے پہلو میں رکھ دو۔ پھر آپﷺ نے دوبارہ لوگوں کی طرف دیکھا اور فرمایا ہر شخص اپنا اپنا پتھر پکڑ کر اس لکیر پر جہاں چاہے رکھ دے۔

اس حدیث مبارک کے آخری جملے پر غور فرمائیں کہ ہر مرد جہاں چاہے اپنا

marfat.com

پھر اس خط پر رکھ دے اور حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کو خود فرمایا کہ آپ میرے پتھر کے ساتھ پتھر رکھیں پھر اس طرح عمر فاروق، ابوبکر صدیق کے پتھر کے ساتھ اور عثمان غنی، عمر فاروق رضی اللہ عنہم کے پتھر کے ساتھ پتھر رکھیں۔ اس سے اشارہ ہے کہ میرے بعد خلیفہ ابوبکر رضی اللہ عنہ، ہوں گے اور ان کے بعد حضرت عمر اور حضرت عثمان رضی اللہ عنہما خلیفہ بنیں گے۔

(۱۳) عن جابر بن عبداللہ انه کان یحدث ان رسول اللہ ﷺ قال انی رأیت اللیلة رجل صالح ان ابابکرؓ نیط برسول اللہ ﷺ ونیط عمر بابی بکر ونیط عثمان بعمر رضی اللہ عنهم، قال جابر، فلما قمنا من عند رسول اللہ ﷺ قلنا اماالرجل الصالح فرسول اللہ ﷺ واماما ذکر من نوط بعضهم ببعض فهم ولاة هذاألامر الذی بعث اللہ به نبیهٗ ﷺ

(ابن حبان، جز ۹، ص ۳۰ ، دلائل النبوة بیهقی، ج ٦، ص ۳٤٨)

جابر بن عبداللہ سے مروی ہے۔ حضرت رسول اکرم ﷺ نے فرمایا: آج رات خواب میں مجھے ایک صالح مرد دکھایا گیا اور ابوبکرؓ، رسول اللہ ﷺ کے ساتھ ملے ہوئے تھے اور حضرت عمرؓ، حضرت ابوبکرؓ کے ساتھ ملے ہوئے تھے اور حضرت عثمانؓ، حضرت عمرؓ کے ساتھ ملے ہوئے تھے۔

حضرت جابرؓ فرماتے ہیں۔ جب ہم نبی کریم ﷺ کے پاس سے اٹھ کر آئے تو ہم نے کہا: صالح مرد سے مراد رسول کریم ﷺ ہیں اور وہ جو ان کے ساتھ ملے ہوئے ہیں، وہ اس اَمر عظیم کے والی ہیں جو نبی کریم ﷺ لے کر آئے۔

نبی کریم ﷺ کا خواب مبارک اور حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ، کی تعبیر اس بات پر دال ہے کہ نبی اکرم ﷺ کے بعد اس امر عظیم کے والی حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ، ہیں۔ اس سے خلافت صدیقیؓ عیاں و ظاہر ہے۔

(۱۴) طبرانی معجم کبیر میں سیدنا حضرت بلال رضی اللہ عنہ، سے راوی ہیں کہ زمانہ جاہلیت میں ملک شام کو تجارت کی غرض سے گیا۔ وہاں اہل کتاب میں سے ایک شخص

marfat.com

مجھے ملا اور مجھ سے پوچھا کہ کیا تمہارے ہاں کسی نے نبوت کا دعویٰ کیا ہے؟ ہم نے کہا "ہاں" پوچھنے لگا اس کی صورت دیکھو تو پہچان لو گے۔ میں نے کہا "ہاں" وہ ہمیں ایک مکان میں لے گیا جس میں تصاویر تھیں، وہاں نبی کریم ﷺ کی تصویر مجھے نظر نہ آئی۔ اتنے میں ایک اور اہل کتاب آکر بولا۔ کس شغل میں ہو؟ ہم نے بات بیان کی۔ وہ ہمیں اپنے گھر لے گیا وہاں ہمیں نبی کریم ﷺ کی تصویر نظر آئی اور دیکھا کہ ایک شخص حضور کریم ﷺ کے پیچھے آپ ﷺ کے قدم مبارک پکڑے ہوئے ہے۔ میں نے پوچھا یہ دوسرا کون ہے؟ وہ کتابی بولا:

انهٗ لم یکن نبی الابعدهٗ نبی الاهذا فانهٗ لانبی بعدهٗ وهذا الخلیفة بعدهٗ"

ہر نبی کے بعد کوئی نہ کوئی نبی ضرور آیا مگر اس نبی (ﷺ) کے بعد کوئی نبی نہیں اور یہ دوسرے ان کے بعد خلیفہ ہیں۔ میں نے جب نظر اٹھائی تو وہ ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہٗ کی تصویر تھی۔

(ختم نبوت، فاضل بریلوی رحمۃ اللہ علیہ، ص ۶۲)

اس حدیث مبارک میں جہاں شام کے نصرانی نے نبی کریم ﷺ کی ختم نبوت کی شہادت دی وہاں یہ بھی معلوم ہوا کہ نبی اکرم ﷺ کے بعد حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہٗ خلیفہ ہیں۔

اس سے یہ بھی ثابت ہوا کہ اہل کتاب کی کتابوں میں یہ تحریر ہے کہ نبی اکرم ﷺ خاتم الانبیاء ہیں اور ان کے بعد ابوبکر صدیقؓ خلیفہ ہیں۔

(۱۵) عن ابی سعید الخدری قال قال رسول اللہ ﷺ لیس أنا قدمت اللہ قدمهما فاثبتوابهما ترشدواومن قال فیهما سوأ فاقتلوهٗ فانما یریدنی و الاسلام ورواهٗ احمد عن أم عمرو بنت حسان یزید عن سعید بن یحیٰ بن قیس عن ابیه عن حفصة رضی اللہ عنها مرفوعاً ولفظهٗ لیس أنا قدمت أبابکر فحسب ولم یذکر عمر رضی اللہ عنهٗ

(فردوس الاخبار، ج ۳، ص ۴۶۵)

ابو سعید خدری رضی اللہ عنہٗ سے روایت ہے نبی کریم ﷺ نے فرمایا:

marfat.com

میں نے ان دونوں (ابوبکر و عمر رضی اللہ عنہما) کو مقدم نہیں کیابلکہ عزوجل نے ان کو مقدم فرمایا (یعنی خلافت میں مقدم ہونا) پس ان کے ساتھ ثابت قدم رہو، ہدایت پا جاؤ گے۔ اور جس نے ان دونوں کی شان میں گستاخی کی، اس کو قتل کرو۔ اس لئے کہ اس نے میری اور اسلام کی توہین کی ہے۔

ظاہر ہے نبی کریم ﷺ کی توہین کفر ہے اور وہ واجب القتل ہے۔ اسی طرح جس نے شیخین کی شان میں گستاخی کی اس نے نبی محترم ﷺ کو ایذا پہنچائی اور توہین کی۔

اس حدیث کو امام احمد نے ام عمرو بنت حسان یزید سے انہوں نے سعید بن یحییٰ بن قیس سے انہوں نے اپنے باپ سے اور انہوں نے حضرت ام المومنین حفصہؓ سے مرفوعاً روایت کیا۔ اس کے لفظ یہ ہیں۔

"حضرت ابوبکرؓ کو میں نے مقدم نہیں کیا۔ پس یہ کافی ہے"

یعنی سمجھنے والوں کیلئے اتنا ہی کافی ہے کہ جب نبی کریم ﷺ نے آپ کو مقدم نہیں کیا تو خود رب ذوالجلال نے ان کو مقدم فرمایا۔ لیکن حضرت حفصہؓ کی روایت میں حضرت عمرؓ کا ذکر نہیں۔

(۱۶) عن معاذ بن جبلؓ قال قال رسول اللہ ﷺ أريت انی وضعت فی كفة وامتی فی كفة فعدلتها ثم وضع ابوبكر رضی الله عنهٔ فی كفة وأمتی فی كفة فعدلها ووضع عمر فی كفة وأمتی فی كفة فعدلها ووضع عثمان رضی الله عنهٔ فی كفة فعدلها ثم رفع الميزان . (طبرانی، ج ۲۰، ص ۸۶)

فی سنده محمد بن المبارك الصوری كان صدوقاً وبقية رجاله ثقات

حضرت معاذ بن جبل سے روایت ہے۔ رسول اکرم ﷺ نے فرمایا: مجھے خواب دکھایا گیا کہ میں ترازو کے ایک پلڑے میں رکھا گیا اور میری امت دوسرے پلڑے میں۔ میں نے اپنا پلڑا بوجھل (بھاری) پایا۔ پھر حضرت ابوبکرؓ کو ایک پلڑے میں اور میری امت کو دوسرے میں رکھ دیا گیا۔ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کا پلڑا بھاری نکلا، پھر عمر فاروقؓ اور میری امت کو ایک ایک پلڑے میں رکھا گیا، پس عمر فاروقؓ والا پلڑا بھاری

marfat.com

نکلا۔ اس کے بعد حضرت عثمان غنیؓ کو اور میری امت کو ایک ایک پلڑے میں رکھا گیا تو حضرت عثمانؓ والا پلڑا بھاری رہا۔

امام ہیثمی، صاحب مجمع الزوائد فرماتے ہیں کہ اس حدیث کی سند میں ایک راوی محمد بن مبارک صوری ہیں اور وہ صدوق ہیں اور حدیث کے باقی رجال ثقہ ہیں۔

اس حدیث میں نبی اکرم ﷺ کے بعد خلفاء کی خلافت کی طرف اشارہ ہے۔

پلڑے کا بھاری ہونا افضیلت کی دلیل ہے۔ جس ترتیب سے اس حدیث میں خلفا مذکور ہوئے وہ ان کی فضیلت وخلافت کی ترتیب پر دلیل ہے۔ (فتدبروا)

(۱۷) حدثنا ابراهيم بن نائلة الاصبحانى ثنا اسماعيل بن عمرو البجلى أنا ابوعوان عن ابى سنان عن الضحاك بن مزاحم عن ابن عباس فى قول الله عزوجل (واذأسر النبى الى بعض أزواجه حديثا) قال دخلت حفصة رضى الله عنها على النبى ﷺ فى بيتها وهويطأ مارية فقال لها رسول الله ﷺ لاتخبرى عائشة حتى أبشرك ببشارة فان اباك يلى من بعد ابى بكر رضى اللهعنهُ اذا أنامت فذهبت حفصة رضى الله عنها فأخبرت عائشة أنها رأت النبى ﷺ بطأمارية فأخبر تها أن النبى ﷺ أخبرها أن ابابكر رضى اللهعنهُ يلى بعد رسول الله ﷺ ويلى عمر رضى اللهعنهُ بعدهُ فقالت عائشة رضى الله عنها للنبى ﷺ من أنبأك هذا فقال نبأنى العيلم الخبير فقالت عائشة لأنظر اليك حتى تحرم مارية فحرمها فانزل الله عزوجل (يايها النبى لم تحرم)

وقال فى مجمع الزوائد ۱۷۸/۵ وفيه اسماعيل بن عمرو البجلى وهوضعيف وقدوثقهُ ابن حبان والضحاك بن مزاحم لم يسمع من ابن عباس وبقية رجالهُ ثقات .

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ، اللہ تعالیٰ کے فرمان (واذ اسر النبی الی بعض ازواجه حديثا) کے متعلق ارشاد فرماتے ہیں۔

marfat.com

حضرت حفصہؓ حضرت عائشہؓ کے گھر نبی اکرم ﷺ کے پاس گئیں تو آپ ﷺ حضرت ماریہ قبطیہؓ سے محو ہم بستری تھے۔رسول اکرم ﷺ نے حضرت حفصہؓ سے فرمایا اس بات کی عائشہؓ کو خبر نہ دینا، میں تمہیں خوشخبری سناتا ہوں۔بے شک تیرا باپ حضرت ابو بکرؓ کے بعد والی ہو گا (یعنی عمر فاروق) جبکہ میں اس دنیا سے جا چکا ہوں گا۔ حضرت حفصہؓ لوٹ گئیں اور حضرت عائشہ کو بتادیا کہ یہ معاملہ پیش آیا اور نبی اکرم ﷺ نے یہ بات بھی بتائی کے میرے بعد ابو بکر صدیقؓ والی ہوں گے اور ان کے بعد حضرت عمرؓ۔ حضرت عائشہ نے عرض کی یارسول اللہ! ﷺ یہ خبر آپ ﷺ کو کس نے دی؟ فرمایا مجھے میرے علیم وخبیر (یعنی اللہ تعالیٰ) نے بتایا ہے۔ حضرت عائشہ نے عرض کیا میں اس وقت تک آپ ﷺ کی طرف نہ دیکھوں گی جب تک آپ ﷺ ماریہ قبطیہ کو اپنے اوپر حرام نہیں کرتے۔پس نبی کریم ﷺ نے ماریہ قبطیہ کو اپنے اوپر حرام کردیا تو اللہ تعالیٰ کی طرف سے یہ آیت نازل ہوئی

(یا ایها النبی لم تحرم.. آلایة)

اس سے بھی نبی کریم ﷺ کے بعد حضرت ابو بکرؓ کے خلیفہ ہونے کی خوشخبری موجود ہے۔

(۱۸) أخرج ابوالقاسم البغوی بسند حسن عن عبدالله بن عمر رضی الله عنه قال سمعت رسول الله ﷺ يقول يكون خلفی اثنا عشر خليفته ابوبكرؓ لايلبث الاقليلا قال الائمه صدر هذا الحديث مجمع على صحته واردمن طرق عدة أخرجه اليشخان وغير هما وأخرجه البخاری فی التاريخ الكبير عن جابربن سمرة رضی الله عنه

(تاریخ کبیر، ج ا، ص ۴۴۶، معجم کبیر للطبرانی، ج ا، ص ۵۴)

ابو القاسم بغوی نے بسند حسن حضرت عبداللہ بن عمر سے اس حدیث کی تخریج کی ہے۔ حضرت عبداللہ ابن عمر فرماتے ہیں: میں نے رسول اکرم ﷺ کو فرماتے سنا کہ میرے بعد بارہ خلیفے ہوں گے اور حضرت ابو بکرؓ تھوڑی مدت خلیفہ رہیں گے۔

marfat.com

آئمہ فرماتے ہیں اس حدیث کی صحت پر اتفاق ہے اور یہ متعدد طریقوں سے وارد ہے۔ اس حدیث کو بخاری و مسلم نے بھی تخریج کیا اور ان کے علاوہ دیگر علمائے اعلام نے بھی نقل کی ہے۔ امام بخاری نے تاریخ کبیر میں اس حدیث کو جابر بن سمرہؓ سے تخریج فرمایا۔

صاحب مجمع الزوائد فرماتے ہیں اس حدیث میں سوائے مطلب بن شعیب ازدی کے تمام راوی ثقہ ہیں اور عبداللہ بن احمد نے بسند صحیح اس حدیث کو روایت کیا ہے۔

قاضی عیاض مالکیؒ لکھتے ہیں اس حدیث یا اس کی مشابہ دیگر احادیث میں جو بارہ خلیفوں کا ذکر آیا ہے اس سے مراد شاید یہ ہے کہ یہ خلیفے مدت خلافت میں قوی ہوں گے اور قوت اسلام اور امور اسلام میں طاقت والے ہوں گے اور بارہ خلفاء یہ ہیں۔

خلفائے راشدین، حضرت امیر معاویہؓ، امیر معاویہ کا بیٹا یزید، ابن زبیرؓ کے قتل کے بعد عبدالملک اور اس کے بعد عبدالملک کے چار بیٹے ولید، سلمان، یزید اور ہشام، سلمان اور یزید کے درمیان کچھ عرصہ عمر بن عبدالعزیزؒ بھی خلیفہ رہے مگر انکو بارہ خلفاء میں شمار نہیں کیا جاتا۔ ان کے بعد ولید بن یزید بن عبدالملک، یعنی عبدالملک کا پوتا اپنے چچا ہشام کی موت کے بعد خلیفہ بنا۔ ولید بن یزید تقریباً چار سال برسر اقتدار رہا اور پھر لوگوں نے اس کو قتل کر دیا۔ ولید بن یزید کے بعد احوال متغیر ہو گئے، فتنے پھیل گئے اور اس کے بعد لوگوں کا خلافت پر اجماع نہ ہو سکا۔

اگر کوئی اعتراض کرے کہ دوسری احادیث میں وارد ہوا ہے کہ میرے بعد مدت خلافت تیس سال ہو گی اور اس کے بعد بادشاہ ہوں گے اور اس مذکورہ حدیث میں بارہ خلیفوں کا ذکر آیا ہے، مطابقت کیسے ہو گی؟

اس کا جواب یہ ہے کہ خلفائے اربعہؓ اور خلافت امام حسنؓ کی مدت تیس سال بنتی ہے جو اس بات کی دلیل ہے کہ نبی اکرم ﷺ کی طرف سے جو خلافت کے لائق ہیں وہ یہی چار خلیفے ہیں۔

دوم یہ حدیث کہ میرے بعد خلافت تیس برس ہو گی، بارہ خلفاء والی حدیث

marfat.com

کے منافی نہیں۔ کیونکہ "الخلافۃ" میں "ال" کمال کیلئے آیا ہے، یعنی خلافت کاملہ خلفائے اربعہ اور امام حسن رضی اللہ عنہم کی ہی ہو گی۔ اور اس کمال کی مدت تیس سال ہے پھر بارہ خلفاء سے مراد خلافت مطلقہ ہے اس میں کمال ہو یا نہ ہو جیسے یزید بن معاویہ کی خلافت۔

لہٰذا ان دونوں حدیثوں میں تعارض نہیں جیسا کہ بعض لوگوں کا خیال ہے۔

بہر حال اس حدیث میں بھی خلافت حضرت ابو بکرؓ کی طرف اشارہ ہے۔ جیسا کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا "ابوبکر لایلبث الاقلیلا" اگر شیخین کی کدورت سے سینے خالی ہوں تو ان کیلئے یہ حدیث واضح دلیلِ خلافت ہے۔

(۱۹) أخرج أحمد وحسنه وابن ماجه والحاكم وصححهٗ عن حذيفة رضى الله عنهٗ قال، قال رسول الله ﷺ اقتدوا باللذين من بعدى ابى بكر و عمر رضى الله عنهما وأخرجه الطبرانى من حديث ابى الدرداء رضى الله عنهٗ والحاكم من حديث ابن مسعود رضى الله عنهٗ وروىٰ أحمد والترمذى وابن ماجة وابن حبان فى صحيحهٖ عن حذيفة رضى الله عنهٗ انى لاأدرى ماقدر بقائى فيكم فاقتدوا باللذين من بعدى ابى بكر و عمر وتمسكوا بهدى عمار وماحدثكم ابن مسعود فصدقوا. والترمذى عن ابن مسعودؓ والرديانى عن حذيفة وابن عدى عن أنس اقتدوا باللذين من بعدى من اصحابى ابى بكر و عمر رضى الله عنهما واهتدوا بهدى عمار وتمسكوا بعهد ابن مسعود رضى الله عنهم

(ابن حبان جز ۹، ص ۲۵. طبرانى، ج ۹، ص ۶۸، حاكم، ج ۳، ص ۷۵، مسند احمد، ج ۵، ص ۴۰۱ ترمذى شريف، حديث نمبر ۳۶۶۲، ۳۸۰۵. ابن ماجه حديث نمبر ۹۷)

اس حدیث کو امام احمد نے تخریج کیا اور فرمایا "حسن" ہے۔ ابن ماجہ اور حاکم نے حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہٗ سے تخریج کی اور امام حاکم نے فرمایا "صحیح" ہے۔

حضرت حذیفہؓ نے فرمایا، رسول اکرم ﷺ فرماتے ہیں میرے بعد ان دو شخصوں (ابو بکر و عمر رضی اللہ عنہما) کی اقتدا کرو۔

marfat.com

طبرانی نے ابو درداء سے اور امام حاکم نے ابن مسعودؓ سے تخریج کی۔ امام احمد، ترمذی، ابن ماجہ اور ابن حبان نے اپنی صحیح میں حضرت حذیفہؓ سے اس کو روایت کیا۔ حضرت حذیفہؓ فرماتے ہیں میں نبی کریم ﷺ کی بارگاہ میں حاضر تھا جب آپ ﷺ نے فرمایا مجھے معلوم نہیں کہ کتنا عرصہ تمہارے درمیان رہوں۔ میرے بعد ان دونوں یعنی حضرت ابوبکر و عمر رضی اللہ عنہما کی اقتداء کرنا اور حضرت عمارؓ سے ہدایت لینا اور ابن مسعودؓ تمہیں جو فرمائیں اس کی تصدیق کرنا۔

ترمذی نے ابن مسعود سے اور رویانی نے حضرت حذیفہؓ سے اور ابن عدی نے حضرت انس بن مالکؓ سے روایت کی۔ فرماتے ہیں نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: میرے بعد میرے اصحاب میں سے ان دونوں یعنی ابوبکر و عمر رضی اللہ عنہما کی اقتداء کرنا۔ حضرت عمارؓ کی ہدایت کے ساتھ ہدایت پاؤ اور ابن مسعودؓ کے عہد کو مضبوط پکڑو۔

علامہ ملا علی قاریؒ فرماتے ہیں۔

قال شارح عقيدة الطحاوية ان ترتيب الخلفاء الراشدين فی الفضيلة كترتيبهم فی الخلافة الاان لابی بكر و عمر رضی الله عنهما مزية وهی ان النبی ﷺ أمرنا باتباع سنة الخلفاء الراشدين ولم يأمرنا فی الاقتداء بالافعال الالابی بكر وعمر رضی الله عنهما فقال اقتدوا باللذين من بعدی ابوبكر و عمر رضی الله عنهما وفرق بين اتباع سنتهم ولاقتداء بهم فحال ابی بكر و عمر رضی الله عنهما فوق حال عثمان وعلی رضی الله عنهما.

علامہ ملا علی قاری فرماتے ہیں شارح عقیدہ طحاویہ کا کہنا ہے کہ خلفائے راشدین کی ترتیب فضیلت میں ان کی خلافت کی ترتیب کے مطابق ہے۔ مگر حضرت ابوبکر و عمر رضی اللہ عنہما کی شان ارفع ہے، وہ اس لئے کہ نبی اکرم ﷺ نے سنت خلفائے راشدین کی اتباع کا حکم دیا مگر اقتداء کا حکم صرف ابوبکر صدیقؓ اور عمر فاروقؓ کیلئے دیا۔

ملا علی قاری فرماتے ہیں۔ شارح نے ان خلفاء کی سنت کی اتباع اور اقتداء میں فرق کیا ہے (سنت کی اتباع اور ان کی اقتدا الگ الگ چیزیں ہیں) اس اعتبار سے

marfat.com

حضرت ابوبکر و عمر فاروق رضی اللہ عنہما، حضرت عثمان غنی و علی المرتضٰی رضی اللہ عنہما سے افضل ہیں۔

(۲۰) أخرجهُ الاسماعیلی فی معجمه عن سهل بن ابی جثمة قال بایع أعرابی النبیﷺ بقلائص الی اجل فقال علی رضی الله عنهُ لأعرابی ائت النبیﷺ فسئلهُ ان أتی علیه أجل من یقضیه قال یقضیك ابوبکرؓ فرجع الی علی رضی الله عنهُ فأخبرهُ فقال علیؓ ارجع فسئله ان أتی علی ابی بکرؓ أجلهُ من یقضیه فأتی الاعرابی النبیﷺ فسالهُ فقال یقضیك عمررضی الله عنهُ، فقال علی للاعرابی سلهُ من بعد عمررضی اللهعنه فقال یقضیك عثمانؓ، فقال علیؓ للأعرابی ائت النبی ﷺ فاسئلهُ ان أتی علی العثمان أجلهُ من یقضیه فسألهُ فقال النبیﷺ اذا أتی علیٰ ابی بکر أجلهُ وعلی عمر و عثمان رضی الله عنهم فان استطعت أن تموت فمت.

(مرقاة، ج ١١، ص ٢٨٤...... ورواهُ الطبرانی عن عصمة بن مالك، ج ١٧، ص ١٨٠)

اسماعیلی نے اپنے معجم میں سہل بن ابی جثمہ رضی اللہ عنہٗ سے یہ حدیث تخریج کی، آپ فرماتے ہیں ایک اعرابی سے نبی کریم ﷺ نے ایک مدت تک (ادھار) اونٹنیاں خریدیں۔ حضرت علیؓ نے اس اعرابی سے فرمایا کہ حضور ﷺ کے پاس جاکر پوچھو اگر آپ ﷺ کی وفات ہو جائے تو یہ رقم کون ادا کرے گا؟ آپ ﷺ نے فرمایا ابوبکرؓ تمہیں یہ رقم ادا کریں گے۔ اعرابی واپس آگیا اور جو کچھ سرکار نے فرمایا حضرت علیؓ کو بتادیا۔ حضرت علیؓ نے اعرابی کو فرمایا آپ ﷺ کی خدمت میں جاکر سوال کر کہ اگر ابوبکرؓ وفات پاجائیں تو رقم کون ادا کرے گا؟ اعرابی گیا اور یہی سوال کیا، بارگاہ نبوت سے ارشاد ہوا، اگر ایسا ہوا تو عمر فاروقؓ یہ رقم ادا کریں گیا۔ اعرابی پلٹا تو حضرت علیؓ نے اسے پھر بھیجا کہ پوچھ اگر عمرؓ فوت ہو گئے تو رقم کون دے گا؟ گیا اور سوال کیا: فرمایا گیا عثمانؓ رقم ادا کریں گے۔ حضرت علیؓ نے اسے پھر واپس بھیجا کہ پوچھ اگر حضرت عثمانؓ بھی رخصت ہو گئے تو رقم کس کے ذمے ہے؟ نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا۔

marfat.com

اگر ابوبکر و عمر اور عثمان رضی اللہ عنہم وفات پا جائیں تو پھر اگر تجھ میں مرنے کی استطاعت ہو تو مر جانا۔

یہ حدیث اس سے قبل گذر چکی ہے (نمبر ۳) مگر وہاں مختصراً۔ خریدنے اور رقم کی ادائیگی کے متعلق ارشاد ہے کہ میرے بعد ابوبکر پھر عمر اور اگر عمر کی وفات ہو جائے تو عثمان رضی اللہ عنہم رقم دیں گے۔ مگر یہاں تفصیل سے حضرت علیؓ کے حوالے سے اعرابی کا مکالمہ موجود ہے۔ اور یہ خلافت صدیق اکبرؓ کے بلا فصل ہونے پر واضح دلیل ہے کیونکہ ادائیگی کا ذمہ دار وہی ہوتا ہے جو خلیفہ ہو۔

(۲۱) عن عائشته رضی اللہ عنها قالت قال رسول اللہ ﷺ لاینبغی لقوم فیهم ابوبکر أن یؤمهم غیره. رواهُ الترمذی وقال هذا حدیث غریب.

(ترمذی شریف . فضائل صحابہؓ)

قال القاریؒ وفی معناهُ من هوأ فضل القوم من غیرهم وفیه دلیل علی انهُ أفضل جمیع الصحابة فاذاثبت هذا فقدثبت استحقاق الخلافة ولاینبغی أن یجعل المفضول خلیفة مع وجود الفاضل.

(مرقاۃ، ج ۱۱، ص ۲۸۸)

حضرت عائشہؓ سے روایت ہے، فرماتی ہیں رسول کریم ﷺ نے فرمایا جس قوم میں ابوبکرؓ ہوں وہاں کسی دوسرے کو امام نہ بنایا جائے۔

علامہ قاری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں اسی معنی میں دوسری حدیث شریف ہے کہ وہ شخص جو قوم میں افضل ہے وہی امامت کرے۔

موصوف فرماتے ہیں۔ اس میں دلیل ہے کہ آپؓ سب سے افضل ہیں اور بالتحقیق آپؓ کی خلافت کا استحقاق بھی ثابت ہو گیا کیونکہ افضل کی موجودگی میں غیر افضل (اس افضل سے کمتر) کو خلفیہ نہیں بنایا جا سکتا۔

جب حضرت ابوبکرؓ سب سے افضل ہیں تو خلافت کے بھی وہی مستحق ہیں۔ اسی لئے نبی کریم ﷺ کی وفات کے بعد باجماع صحابہؓ آپؓ کو خلیفہ منتخب کیا گیا۔ جملہ صحابہؓ کا عقیدہ آپ کی افضلیت پر پختہ تھا تبھی انہوں نے خلافت بھی آپؓ کو سونپی۔

marfat.com

(۲۲) عن علی رضی اللہ عنہ' قال قال رسول اللہ ﷺ أتانی جبرئیل. فقلت یا جبرائیل من یهاجر معی. قال ابوبکر رضی اللہ عنہٗ وھو یلی أمر أمتك من بعدك وھو أفضل أمتك. (فردوس الأخبار للدیلمی، ج ۱، ص ۴۹۰)

حضرت علیؓ سے مروی ہے کہ رسول معظم ﷺ نے فرمایا: میرے پاس جبرائیل امین آئے، میں نے ان سے پوچھا میرے ساتھ ہجرت کون کرے گا؟ انہوں نے جواب دیا یارسول اللہ (ﷺ)! آپ ﷺ کے ساتھ ہجرت ابوبکرؓ کریں گے اور آپ ﷺ کے بعد وہ آپ ﷺ کی امت کے امر کے والی ہوں گے (یعنی خلیفہ ہوں گے) اور وہ آپ ﷺ کی امت میں سے افضل ہیں"۔

اس حدیث شریف سے جہاں خلافت ابوبکرؓ پر واضح اور روشن دلیل مل رہی ہے وہاں یہ بھی پتہ چل گیا کہ نبی کریم ﷺ کو یقینی علم حاصل ہو گیا تھا کہ میرے بعد خلیفہ حضرت ابوبکرؓ ہی ہوں گے۔ اسی لئے آپ ﷺ نے اس خلافت پر نص نہیں فرمائی۔

(۲۳) عن ابی سعید الخدریؓ عن النبی ﷺ قال ان امن الناس علی فی صحبتہٖ ومالہٖ ابوبکر. و عند البخاری ابابکر ولوکنت متخذا خلیلاً لأتخذت ابابکر خلیلاً ولکن أخوة الاسلام ومودتهٗ لاتبقین فی المسجد خوخة الاخوخة ابی بکر و فی روایة لوکنت متخذاً خلیلاً غیرربی لأتخذت ابابکر خلیلاً. متفق علیه.

(بخاری شریف، باب مناقب . مسلم شریف. باب مناقب صدیق)

حضرت ابو سعید خدریؓ فرماتے ہیں نبی کریم ﷺ نے فرمایا اپنی صحبت اور مال کے ساتھ مجھ پر لوگوں میں سب سے زیادہ احسان کرنے والے ابوبکرؓ ہیں۔

امام بخاری کے نزدیک (ابوبکر) کی جگہ (ابابکر) آیا ہے۔ فرمایا اگر میں کسی کو اپنا خلیل بناتا تو ابوبکرؓ کو ہی بناتا۔ لیکن اسلامی اخوت ومودت بہتر ہے۔ مسجد میں سوائے ابوبکرؓ کے دروازے کے کوئی دروازہ باقی نہ رکھا جائے۔

اور ایک روایت میں ہے کہ اللہ عزوجل کے علاوہ اگر میں کسی کو خلیل بناتا تو

marfat.com

حضرت ابو بکرؓ کو خلیل بناتا۔

اس حدیث کا ظاہر اسلوب دلالت کرتا ہے کہ اخوت و مودت اسلام، خلت سے بہتر ہے۔ اس کا جواب یہ ہے کہ نبی اکرم ﷺ کا فرمان (ولکن أخوة الاسلام) جملہ شرطیہ سے استدراک ہے۔ پس مفہوم یہ ہوا کہ گویا نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: میرے اور ابو بکرؓ کے درمیان خلت نہیں لیکن اخوت اور مودت فی الاسلام ہے۔ لہٰذا خلت کی نفی ہو گئی اور اخوت کو ثابت رکھا گیا جو محبت والفت میں مساوات کی متقاضی ہے۔ اور مودت اسلام جو محبت دینیہ سے پیدا ہونے والی ہے نہ کہ دنیاوی اغراض و مقاصد کی وجہ سے۔

خلاصۂ کلام یہ کہ خلت صرف اللہ عزوجل کیلئے ہے اور اس خلت سے کم جو مودت واخوت ہے اسے رب تعالیٰ کے علاوہ کے لئے پسند کیا۔ یعنی بعد از خلت، محبت واخوت کا سب سے اعلیٰ مقام ہے۔ لہٰذا اس حدیث کے ظاہر اسلوب کے مطابق خلت سب سے اعلیٰ ہے اور اس کے بعد اُخوت اسلامی۔

اس ضمن میں ایک اور حدیث شریف ملاحظہ ہو۔ روایت مسلم شریف بحوالہ حضرت جندبؓ۔

سمعت رسول اللہ ﷺ قبل أن یموت بخمس لیال وهویقول انی أبرا الی الله عزوجل أن یکون لی منکم خلیلاً فان الله عزوجل قداتخذنی خلیلاً کما اتخذ ابراهیم خلیلاً ولو کنت متخذا من امتی خلیلاً لاتخذت ابابکر خلیلاً

"میں نے رسول کریم ﷺ سے آپ کی وفات مبارک سے پانچ راتیں پہلے یہ بات سماعت کی کہ میں اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں اس بات سے برأت کا اظہار کرتا ہوں کہ تم میں سے کوئی میرا خلیل ہو۔ تحقیق اللہ تعالیٰ نے مجھے اپنا خلیل بنا لیا ہے جیسا کہ ابراہیم علیہ السلام کو خلیل بنایا۔ اگر میں اپنی امت میں سے کسی کو خلیل بناتا تو ابو بکرؓ ہی میرے خلیل ہوتے۔

مندرجہ بالا دونوں احادیث اس بات کی شاہد ہیں کہ خلیل سوائے اللہ تعالیٰ

marfat.com

کے اور کوئی نہیں ہو سکتا۔

لیکن حافظ ابن حجر عسقلانی نے فتح الباری میں اور علامہ بدر الدین عینی نے عمدۃ القاری میں جبکہ ملا علی قاری نے المرقاۃ میں ایک حدیث نقل کی ہے۔ فرماتے ہیں۔

أخرج الحافظ ابو الحسن الحربی فی فوائدہٖ عن ابی بن کعب انہٗ قال أن أحدث عهدی نبیکم ﷺ قبل وفاتہٖ بخمس لیال دخلت علیه وھو یقلب یدیه وھو یقول انہٗ لم یکن نبی الا وقد اتخذ من أمتہٖ خلیلاً وان خلیلی من امتی ابوبکر بن أبی قحافة ألا وان الله تعالیٰ قداتخذنی خلیلاً کما اتخذ ابراھیم خلیلاً. (معجم کبیر طبرانی، ج ۱۹ ص ۴۱، مرقات، ج ۱۱، ص ۲۸۳.

فتح الباری، ج ۷، ص ۲۳، عمدۃ القاری، ج ۱۶، ص ۱۷۷)

حافظ ابو الحسن حربی نے "فوائد" میں ابی بن کعبؓ سے ایک حدیث تخریج کی"۔

آپؓ فرماتے ہیں نبی کریم ﷺ کی وفات سے قبل پانچ راتیں، میری ملاقات حضور ﷺ سے ہوئی۔ میں بارگاہ عالیہ میں حاضر ہوا تو آپ ﷺ اپنے ہاتھ اٹھائے ہوئے تھے اور فرما رہے تھے کہ کوئی نبی ایسا نہیں گذرا جس نے اپنی امت سے اپنا خلیل نہ بنایا ہو اور بے شک میری امت سے میرے خلیل ابو بکر بن ابی قحافہؓ ہیں۔ آگاہ ہو جاؤ! کہ میرے رب تعالیٰ نے مجھے اپنا خلیل بنایا جیسے کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کو خلیل بنایا"۔

علامہ ملا علی قاریؒ نے واحدی کی تفسیر سے ایک حدیث نقل فرمائی۔

أخرج الواحدی فی تفسیرہ عن ابی امامة قال قال رسول الله ﷺ ان الله اتخذنی خلیلاً کما اتخذ ابراھیم خلیلاً وانه لم یکن نبی الا له فی امتہٖ خلیل وان خلیلی ابوبکر رضی الله عنہٗ

حضرت ابو امامہؓ فرماتے ہیں کہ نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا: بے شک اللہ تعالیٰ نے مجھے اپنا خلیل بنایا ہے جیسا کہ ابراہیم علیہ السلام کو اپنا خلیل بنایا۔ کوئی نبی ایسا نہیں جس کا اپنی امت سے خلیل نہ ہو اور میرے خلیل ابو بکرؓ ہیں"۔

یہ دونوں حدیثیں مسلم و بخاری کے معارض ہیں۔ پہلی دو حدیثوں سے ثابت

marfat.com

ہوتا ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا کہ میرا کوئی خلیل نہیں اور ان دو حدیثوں میں حضور ﷺ نے ابو بکر صدیقؓ کو خلیل قرار دیا۔

بہر حال جن حدیثوں میں خلیل نہ بنانے کا ذکر ہے وہ زیادہ صحیح اور اَثبت ہیں۔ اگر یہ روایت صحیح ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ میرا خلیل ابو بکرؓ ہے تو معنی یوں ہوگا۔

نبی کریم ﷺ نے خدائے بزرگ و برتر کے علاوہ کسی دوسرے کو اپنا خلیل بنانے سے بیزاری کا اظہار فرمایا مگر ابو بکرؓ کے ساتھ نسبت اور تعلق اسقدر قوی اور محبت سے آراستہ کا تھا کہ انہیں بھی اپنا خلیل بنانے کا اشتیاق تھا۔ تو آپ ﷺ کے اشتیاق کو دیکھتے ہوئے اللہ عزوجل نے اپنے محبوب کو خلیل بنانے کی اجازت دیدی۔ پس اس اذن کے بعد آپ ﷺ نے حضرت ابو بکرؓ کو اپنا خلیل بنالیا۔ اس طرح تعارض ختم ہو گیا کہ جب تک اذن نہ تھا صرف خدائے تعالیٰ ہی خلیل تھا، جب بارگاہ صمدیت سے اجازت ملی تو حضرت ابو بکرؓ کو بھی خلیل بنالیا۔

اس سے حضرت صدیق اکبرؓ کی عظمت و شان عیاں ہوتی ہے۔ دو خلتیں ثابت ہوتی ہیں ایک نبی کریم ﷺ کی شان پر دلیل ہے تو دوسری خلت صدیق اکبرؓ کی عظمت کو ظاہر کرتی ہے۔ اس کے علاوہ بمطابق حدیث شریف حضرت صدیق اکبرؓ کے علاوہ مسجد کے تمام دروازے بند کر دینے کا حکم بھی آپؓ کی خلافت پر دلیل ہے۔ کیونکہ نماز کے قائم کرنے کیلئے اور امامت کی خاطر خلیفہ کا مسجد کے قریب ہونا ضروری ہے اسی لئے آپ کا دروازہ کھلا رکھا گیا کہ آپ بعد از وفات نبی ﷺ خلیفۂ رسول ہیں۔

(۲۴) عن ابی هريرة رضی الله عنه قال قال رسول الله ﷺ لماعرج بی سألت ربی عزوجل ان يجعل الخليفة بعدی علی بن ابی طالب فارتجت الملائكة وقالوايا محمد (ﷺ) أن الله يفعل مايشاء والخليفة من بعدك ابوبكر رضی الله عنه.

(فردوس الاخبار للديلمی، ج ۳، ص ۴۷۶)

ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: جب مجھے معراج کرائی

marfat.com

گئی تو میں نے رب ذوالجلال کی بارگاہ کرم میں سوال کیا کہ میرے بعد علیؓ بن ابی طالب کو خلیفہ بنایا جائے۔ پس فرشتوں کی آواز بلند ہوئی اور کہنے لگے اے محمد! ﷺ اللہ تعالیٰ جو چاہتا ہے کر دیتا ہے۔ آپ ﷺ کے بعد خلیفہ ابوبکر صدیقؓ ہوں گے۔

صاف پتہ چل رہا ہے کہ مشیت ایزدی میں ہی آپ کی خلافت مرقوم و موجود تھی۔ اس صراحت پر مزید تبصرے کی کیا گنجائش باقی ہے؟

اس حدیث کی شاہد ایک دوسری حدیث ہے جسے دار قطنی، خطیب اور ابن عساکر نے حضرت علیؓ سے تخریج فرمایا اور اس حدیث کو علامہ ابن حجر مکیؒ نے اپنی کتاب "صواعق محرقہ" میں نقل فرمایا۔

(۲۵) أخرج الدارقطني والخطيب وابن عساكر عن علي رضي الله عنهٗ قال قال لي رسول اللهﷺ سئلت الله أن يقدمك ثلاثا فأبى علي الا تقديم ابي بكر رضي الله عنهٗ

حضرت علی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ مجھے نبی کریم ﷺ نے فرمایا، میں نے اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں تین مرتبہ سوال کیا کہ علیؓ کو مقدم فرمایا جائے تو رب ذوالجلال نے سوائے ابوبکرؓ کی تقدیم کے باقی کا انکار فرمایا۔

یہ حدیث، حدیث ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کی مؤید ہے۔ جس میں واقع ہوا کہ خلافت تو ابوبکرؓ کیلئے لکھی جا چکی ہے۔ اس لئے اس حدیث مذکورہ کے مطابق رب ذوالجلال نے تین مرتبہ ابوبکرؓ صدیق کو مقدم کرنے کے علاوہ کا انکار فرمایا لہٰذا یہ دونوں حدیثیں نص کی حثیت رکھتی ہیں کیونکہ باقی حدیثوں میں تعریض (اشارۃً ثبات کرنا) ہے جو تصریح کو مستلزم ہے۔

اس کے باوجود اگر کوئی عقل کا اندھا کہہ دے کہ خلافت تو حضرت علیؓ کا حق تھا مگر (نعوذ باللہ) صدیق اکبرؓ نے اس پر قبضہ کر لیا تو اس کی عقل پر کیا کہا جا سکتا ہے۔ خود حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ خلافت صدیق اکبرؓ کے بلا فصل ہونے کی گواہی دے رہے ہیں اور یہ حدیث شریف سے ثابت ہوا ہے۔ لہٰذا حضرت علی رضی اللہ عنہ کو

marfat.com

اپنا امام تسلیم کرنے والے ان کا کلام اور حدیث بھی مدنظر رکھیں۔

(۲۶) عن ابی ذر رضی اللہ عنہٗ یقول التمست النبی ﷺ فی بعض حوائط المدینة فاذا هوقاعد تحت نخلة فسلم علی النبی ﷺ وفی روایة (سلمت) فقال ماجاء بك فقال حبت النبی ﷺ فأمره أن یجلس وقال لیأتینا رجل صالح فسلم ابوبکر رضی اللہ عنہٗ ثم قال لیأ تینا رجل صالح قال فجاء عمر رضی اللہ عنہٗ وقال له مثلهٗ وقال لیأ تینا رجل صالح فاقبل عثمان بن عفان رضی اللہ عنہٗ ثم جاء علی رضی اللہ عنہٗ فسلم فرد علیه مثله ومع النبی ﷺ حصیات فسبحن فی یده فناولهن ابابکر فسبحن فی یده ثم عمر فسبحن فی یده ثم عثمان فسبحن فی یده.

(التاریخ الکبیر للبخاری، ج ۸، ص ۴۴۳...... اسد الغابة، ج ۳، ص ۲۱۵)

وفی روایة فسبحن فی یده حتی سمع لهن حنین کحنین النحل فی کف رسول اللہ ﷺ ثم ناولهن ابابکر رضی اللہ عنہٗ وجاوزنی فسبحن فی کف ابی بکر رضی اللہ عنہٗ ثم أخذ هن منه فوضعهن فی الارض فخرسن وصرن حصی ثم ناولهن عمر رضی اللہ عنہٗ

(دلائل النبوة، ابونعیم، ص ۳۶۹. خصائص الکبریٰ للسیوطی، ج ۲، ص ۷۵)

حضرت ابوذر رضی اللہ عنہٗ فرماتے ہیں، میں نبی کریم ﷺ سے ملاقات کا متمنی ہوا، آپ ﷺ کی تلاش میں نکلا۔ دیکھا کہ درخت کے نیچے آرام فرمارہے ہیں۔ حضرت ابوذرؓ نے سلام عرض کیا۔ ایک دوسری روایت میں ہے کہ "میں نے (یعنی ابوذرؓ) نبی کریم ﷺ کو سلام عرض کیا۔ آپ ﷺ نے فرمایا: اے ابوذر! کیوں آئے ہو؟ عرض کیا، بارگاہ عالیہ میں حاضر خدمت ہوا ہوں۔ سرکار نے حکم دیا کہ بیٹھ جاؤ۔ پھر فرمایا ابھی ایک صالح مرد آئے گا، اتنے میں ابوبکر صدیقؓ حاضر ہوئے اور سلام کیا۔ پھر آپ ﷺ نے فرمایا: ایک صالح مرد آنے والا ہے۔ اتنے میں حضرت عمرؓ حاضر خدمت ہو گئے۔ پھر نبی کریم ﷺ نے پہلے سے کلمات دہرائے تو حضرت عثمانؓ حاضر

marfat.com

ہو گئے اور پھر حضرت علیؓ آئے۔ نبی کریم ﷺ کے پاس چند سنگریزے تھے، انہیں دست اقدس میں لیا تو وہ تسبیح پڑھنے لگے۔ پھر ان سنگریزوں کو ابو بکرؓ نے پکڑا تو ان کے ہاتھ میں بھی انہوں نے تسبیح پڑھی، پھر حضرت عمر فاروقؓ کے ہاتھ میں بھی اسی طرح تسبیح کہی اور ایسا ہی حضرت عثمانؓ کے ہاتھوں میں ہوا۔

ایک روایت میں یوں آیا ہے کہ ان سنگریزوں نے نبی اکرم ﷺ کے کف اقدس میں تسبیح کہی یہاں تک کہ ان کی تسبیح کی آواز اس طرح سنی گئی جیسے شہد کی مکھی کی آواز ہوتی ہے۔ پھر ان کو حضرت ابو بکرؓ نے پکڑ لیا، انہوں نے کف صدیق اکبرؓ میں تسبیح کہی۔ پھر نبی کریم ﷺ نے ابو بکرؓ سے لے کر انہیں زمین پر رکھ دیا۔ پس وہ خاموش ہو گئیں اور سنگریزہ بن گئیں (آخر حدیث تک)

اس حدیث مبارک میں بھی خلافت ابو بکر صدیقؓ کی طرف اشارہ ہے۔

علامہ ابن حجر مکیؒ فرماتے ہیں۔

وتأمل مافى الرواية الثانى من أعطاء النبى ﷺ أيا هن لأبى بكر من يده من قبل وضعهن بالأرض بخلافه فى عمر و عثمان رضى الله عنهما تعلم ان ذالك كله لمزيد قرب ابى بكر رضى الله عنه حتى صيريدهٗ ليست أجنبية من يدالنبى ﷺ فلم يفصل بينهما بزوال حياة تلك الحصيات بخلافه فى عمرو عثمان رضى الله عنهما.

دوسری روایت میں غور کیجئے کہ نبی اکرم ﷺ نے ان سنگریزوں کو زمین پر رکھنے سے پہلے اپنے ہاتھ سے حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہٗ کو عطا کیں بخلاف حضرت عمر و عثمان رضی اللہ عنہما کے، کہ نبی اکرم ﷺ نے ان دونوں کو براہ راست اپنے ہاتھ سے کنکریاں نہیں دیں بلکہ زمین پر رکھ دیں۔ آپ کو معلوم ہونا چاہیے کہ یہ سب حضرت ابو بکر صدیقؓ کے مزید قرب کیلئے تھا یہاں تک کہ حضرت ابو بکرؓ کا ہاتھ اس طرح ہو گیا کہ نبی اکرم ﷺ کے ہاتھ سے اسے اجنبیت نہ رہی۔ وہی زندگی جو نبی کریم ﷺ کے دست اقدس میں سنگریزوں میں تھی وہ حضرت ابو بکرؓ کے ہاتھ میں جا

marfat.com

کر بھی زائل نہ ہوئی بلکہ بر قرار رہی اور سنگریزے تسبیح کرتے رہے"۔

علامہ ابن حجر مکیؒ کی یہ نفیس تصریح اس بات کی طرف اشارہ ہے کہ بارگاہ نبوت میں حضرت ابوبکر صدیقؓ کا کس قدر قرب تھا کہ نبی کریم ﷺ نے اپنے دست مبارک سے وہ سنگریزے دست ابوبکرؓ میں دیئے اور تسبیح جاری رہی بخلاف حضرت عمرؓ و عثمانؓ کے کہ انہوں نے زمین سے کنکریاں اٹھائیں۔ یہ واقعہ صدیق اکبرؓ کے قرب اور محبت رسول ﷺ پر دال ہے اور اس بات کی بھی دلیل کہ باعتبار فضیلت حضرت ابوبکر صدیقؓ سب سے اول ہیں اور یہی ترتیب خلافت میں ہے۔

(۲۸) وأخرج البغوی بسند جیدعن جعفر بن محمد الصادق من ابیه عن عبداللہ بن جعفر قال ولینا ابوبکر رضی اللہ عنہ فخیر خلیفة أرحم بناؤ احناه علینا

(الاصابة، ج ۲، ص ۳٤٤)

امام بغوی نے بسند جید عبداللہ بن جعفر سے ایک حدیث تخریج فرمائی۔

عبداللہ بن جعفر فرماتے ہیں حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ ہمارے والی بنائے گئے، پس آپؓ بہترین خلیفہ ہیں۔ ہمارے ساتھ بہت رحم کرنے والے اور ہم پر بہت مہربان۔

حضرت عبداللہ بن جعفر فرماتے ہیں حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ مشفق و مہربان خلیفہ کی حیثیت سے فرائض سر انجام دیتے رہے اور ان کے متعلق یہ شہادت بھی استحقاق خلافت پر ایک دلیل ہے۔

(۲۹) عن علی بن ابی طالب قال قدم رسول اللہ ﷺ ابابکرؓ فصلی بالناس وانی لشاهد غیر غائب وانی بصحیح غیر مریض ولوشاء أن یقدمنی لقدمنی فرضینا لدنیا نا من رضیه اللہ ورسولهٗ لدیننا

(اسد الغابة، ج ۳، ص ۲۲۱)

حضرت علیؓ فرماتے ہیں رسول اکرم ﷺ نے نماز کیلئے حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کو آگے کیا اور آپؓ نے لوگوں کی امامت کی۔ میں بھی وہاں موجود تھا اور صحیح و

marfat.com

تندرست تھا۔ اگر مجھے نبی کریم ﷺ امامت کا حکم دینا چاہتے تو دے سکتے تھے۔ (مگر آپ ﷺ نے حضرت ابو بکرؓ کو امامت کا حکم دیا) پس ہم نے اپنی دنیا کیلئے اسے پسند کر لیا جسے اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ نے ہمارے دین کے لئے پسند فرمایا۔

اس حدیث سے دو باتیں واضح ہوتی ہیں۔ اول نماز کیلئے حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہٗ کو مصلائے امامت پر کھڑا کرنا، آپؓ کی خلافت کی طرف اشارہ کرنا مقصود ہے۔ کہ جب نماز میں یہ خلیفہ ہیں تو بعد از وفات رسول اکرم ﷺ بھی خلیفہ ہوں۔

دوم، حضرت علی رضی اللہ عنہٗ نے، حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہٗ کی خلافت کو قبول کر لیا اور بیعت بھی کی جیسا کہ اس حدیث سے اور اس سے پہلے بھی مذکور ہے۔

(۳۰) عن محمد بن زبير قال أرسلني عمر بن عبدالعزيز الى الحسن البصرى أسأله عن أشياء فصعدت اليه فاذا هو متكئ على وسادة من ادم فقلت ارسلني اليك عمربن عبدالعزيز أسالك فاجبني فيما سألته عنهٗ وقال اشفني فيما اختلف الناس فيه هل كان رسول الله ﷺ استخلف ابابكر فاستوى الحسن قاعداً فقال أوفى شك هٰولاء أبالك اى و الله الذى لااله الا هو و لقد استخلفه، الى آخر الحديث.

(اسد الغابة، ج ۳، ص ۲۲۰ ...... صواعق محرقه ، ص ۲۶)

محمد بن زبیر فرماتے ہیں کہ مجھے عمر بن عبد العزیزؒ نے حضرت حسن بصری کی طرف بھیجا کہ ان سے چند کاموں کے متعلق سوال کروں۔ پس تعمیل حکم کرتے ہوئے بوقت آپ تک پہنچا۔ آپ چمڑے سے بنے ہوئے تکیے سے ٹیک لگائے ہوئے تھے۔ میں نے عرض کیا: مجھے عمر بن عبد العزیزؒ نے آپ کی خدمت میں بھیجا ہے کہ آپسے کچھ پوچھوں۔ براہ کرم آپ مجھے شافی جواب ارشاد فرمائیے۔ میں (محمد بن زبیر) نے عرض کیا کہ کیا رسول اللہ ﷺ نے حضرت ابو بکرؓ کو خلیفہ بنایا تھا؟ حضرت حسن بصریؒ سیدھے ہو کر بیٹھ گئے اور فرمایا: تیرا باپ نہ رہے، کیا اس میں شک ہے؟ قسم ہے! مجھے اس ذات کی جس کے علاوہ کوئی عبادت کے لائق نہیں کہ اللہ تعالیٰ کے رسول (ﷺ) نے

marfat.com

حضرت ابو بکرؓ کو خلافت عطا کی تھی۔

حضرت حسن بصریؒ کے اس قول کے بعد تمام شکوک وشبہات دور ہو جاتے ہیں کیونکہ آپ جیسی برگزیدہ شخصیت حلفاً فرمارہے ہیں کہ رسول اکرم ﷺ نے حضرت ابو بکرؓ کو خلیفہ بنایا ہے اس حدیث کے بعد ایمان کو تقویت اور حضرت صدیق اکبرؓ کی خلافت بلا فصل پر قوی شہادت ملتی ہے۔ منکرین خلافت صدیق اکبرؓ کو غور و فکر کرنی چاہیے کہ حضرت حسن بصریؒ کے شفاف فیصلے کے بعد ان کی کیا رائے ہے؟

(۳۱) وعن عائشة رضی الله عنها قالت قال لی رسول الله ﷺ فی مرضه أدعی لی ابابکر أباك وأخاك حتی أكتب كتابا فانی أخاف أن يتمن متمن ويقول قائل أنا ولايأبی الله والمؤمنون الاابابکر. (مسلم شریف، مناقب ابوبکر صدیقؓ)

حضرت عائشہؓ سے مروی ہے کہ رسول اکرم ﷺ نے اپنی مرض مبارک میں فرمایا: اے عائشہؓ! اپنے باپ اور بھائی کو میرے پاس بلاؤ کہ میں کتاب لکھ دوں تاکہ مجھے اس بات کا خوف نہ رہے کہ کوئی تمنا کرنے والا کہے، میں خلافت کا مستحق ہوں۔ اللہ عزوجل اور تمام مومن سوائے ابو بکرؓ کی خلافت کے کسی اور کو تسلیم کرنے والے نہیں۔ اور کتاب حمیدی میں (أنا ولا) کی جگہ (وأنا أولیٰ) ہے اور امام ابو زکریا نووی علیہ الرحمۃ نے شرح مسلم میں قاضی عیاضؒ کے حوالے سے نقل فرمایا ہے کہ یہ روایت اجود ہے۔

علامہ ملا علی قاری شرح مشکوۃ میں اس حدیث کے ضمن میں ارشاد فرماتے ہیں۔ حضرت عبدالرحمٰن بن ابو بکر رضی اللہ عنہ، کو بلانے کا مقصد صرف کتاب لکھوانا تھا۔ حضور کریم ﷺ کا حکم نامہ لکھوانے کو کہنا اور پھر یہ فرمانا کہ اللہ تعالیٰ اور تمام مومن خلافت ابو بکرؓ کے علاوہ کا انکار کرتے ہیں، آپؓ کی خلافت پر قوی شہادت اور دلیل ہے۔

(۳۲) أخرج الحاکم وصححه، عن أنس رضی الله عنه، قال بعثنی بنو المطلق الی رسول الله ﷺ أن سله، الی من ندفع صدقا تنابعدك فأتيته

marfat.com

فسألتهٗ فقال الی ابی بکر رضی اللہ عنہٗ وقال ابن الحجر المکی ومن لازم دفع الصدقات الیه کونهٗ خلیفة اذ هوالمتولی قبض الصدقات.

(صواعق محرقه، ص ۲۲)

ورواهٗ السیوطی فی الخصائص ولفظهٗ قال وجهنی وخدبنی المصطلق الی رسول اللہ ﷺ فقالوا سلهٗ أن جئنا فی العام المقبل فلم نجدك الی من ندفع صدقاتنا فقلت لهٗ فقال قل لهم یدفعوها الی ابی بکر رضی اللہ عنه فقلت لهم فقالوا قل لهٗ فان لم نجد ابابکر فقلت له فقال قل لهم ادفعوها الی عمر فقلت لهم فقالوا قل لهٗ فان لم نجد عمر فقلت لهٗ فقال قل لهم ادفعوها الی عثمان وتبالکم یوم یقتل عثمان.

(خائص کبریٰ للسیوطی، ج ۲، ص ۱۱۵)

"امام حاکم نے حضرت انسؓ سے اس حدیث کو تخریج کیااور کہا یہ حدیث صحیح ہے۔

حضرت انسؓ فرماتے ہیں، مجھے بنو مطلق نے رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں بھیجا یہ پوچھنے کیلئے کہ آپ ﷺ کے بعد ہم اپنے صدقات کس کو دیں، حضرت انسؓ فرماتے ہیں، میں بارگاہ نبوی میں حاضر ہوااور یہ سوال عرض کیا، ارشاد فرمایا: میرے بعد صدقات ابو بکرؓ کو جمع کرانا۔

علامہ ابن حجر مکیؒ فرماتے ہیں صدقہ کا حضرت ابو بکرؓ کی طرف اشارہ کرنا اس بات کی دلیل ہے کہ وہ حضور کریم ﷺ کے بعد خلیفہ ہوں۔ اس لئے کہ قبض صدقات کا متولی خافیہ ہی ہوتا ہے۔

امام سیوطی علیہ الرحمۃ نے بھی اسی طرح اس حدیث کو نقل فرمایا۔ ان کے الفاظ یہ ہیں۔

حضرت انس رضی اللہ عنہٗ فرماتے ہیں بنو مطلق نے مجھے نبی کریم ﷺ کی بارگاہ میں بھیجا کہ اگر ہم آئندہ سال آپ ﷺ کو نہ پائیں تو صدقات کس کے پاس جمع کروائیں؟ حضرت انسؓ فرماتے ہیں میں نے بارگاہ عالیہ میں بنو مطلق کی یہ بات عرض

marfat.com

کر دی تو آپ ﷺ نے فرمایا اگر میں موجود نہ ہوں (مراد وفات ہے) تو وہ اپنے صدقات ابو بکرؓ کے پاس جمع کروائیں۔ بنو مطلق نے پھر کہا کہ پوچھ آؤ اگر ابو بکرؓ بھی نہ ملیں تو کس کو صدقات دیں، میں نے عرض کیا، ارشاد ہوا اگر وہ نہ ہوں تو عمرؓ کے پاس صدقات جمع کروادیں۔ قوم نے یہ سن کر مجھے پھر بھیجا کہ پوچھوں اگر عمرؓ بھی نہ ملیں تو صدقات کس کے پاس جمع کروانے ہیں؟ میں نے بارگاہ رسالتمآب میں عرض کیا تو ارشاد فرمایا، انہیں کہہ پھر اپنے صدقات عثمانؓ کے پاس جمع کروادیں اور باعث ہلاکت ہے وہ دن جب عثمانؓ قتل کر دیئے جائیں۔

اس حدیث مبارک سے بھی واضح طور پر معلوم ہوتا ہے کہ خلافت حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ کا ہی حق ہے۔ اور شفاف عبارتیں، روشن تحریریں اور کثیر حدیثیں ان کے اس استحقاق پر بطور شاہد موجود ہیں۔

ایک اور حدیث اسی ضمن میں ملاحظہ فرمایئے جسے مصنف ابن ابی شیبہؒ نے اپنی "مصنف" میں تخریج فرمایا۔

حدثنا ابواسامة عن هشام عن محمد قال كانت الصدقة تدفع الى النبی ﷺ ومن أمربهٖ والى ابى بكر و من أمربهٖ والى عمرومن أمربهٖ والى عثمان ومن أمربهٖ فلما قتل عثمان اختلفوا فمنهم من راى ان يدفعها اليهم ومنهم من رأى أن يقسمها هو. (مصنف ابن شيبه، ج ۳، ص ۱۵۶)

ہشام بن عروہ، محمد بن علی بن عبداللہ بن عباس سے مروی ہے محمد بن علیؓ فرماتے ہیں صدقہ نبی اکرم ﷺ کی طرف بھیجا جاتا تھا یا وہ شخص جسے نبی کریم ﷺ نے مقرر فرمایا ہو۔ آپ کے بعد صدقہ حضرت ابو بکرؓ کے پاس جمع کروایا جاتا تھا یا اس شخص کے پاس جسے آپؓ نے مقرر کیا ہو۔ پھر حضرت عمرؓ کے پاس یا اس شخص کے پاس جمع کرواتے تھے جسے حضرت عمرؓ نے مقرر کیا ہو۔ پھر ان کے بعد صدقات حضرت عثمان غنیؓ کے پاس جمع کروائے جاتے یا جسے آپؓ حکم دیتے۔ پس جب حضرت عثمان غنیؓ شہید ہو گئے تو صدقات دینے میں اختلاف ہو گیا۔ کچھ لوگ امراء و سلاطین کی طرف بھیجتے

marfat.com

اور کچھ خود ہی تقسیم کر دیتے۔

(۳۳) عن الزبیر بن عوام قال قال رسول اللہ ﷺ الخلیفة من بعدی ابوبکر ثم عمر رضی اللہ عنہما ثم یقع الاختلاف.

(کتاب فردوس الاخبار، ج ۲، ص ۳۲۶)

(وعزاہُ فی الکنوز للحکیم الترمذی فی النوادر والدیلمی فی الفردوس، ص ۷۴)

حضرت زبیر بن عوام سے مروی ہے رسول کریم ﷺ نے فرمایا: میرے بعد حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہٗ خلیفہ ہیں پھر عمر فاروق رضی اللہ عنہٗ اور پھر اختلاف پیدا ہو جائے گا۔

"کنوز" میں اس حدیث کی نسبت حکیم ترمذی کی "نوادر الاصول" کی طرف کی ہے اور دیلمی نے مسند الفردوس میں اسے ذکر کیا ہے۔

پتہ چلا کہ پہلے دو خلیفے حضرت ابوبکر و عمر فاروق رضی اللہ عنہما متفقہ طور پر اس عہدے کو سنبھالیں گے جبکہ ان کے بعد اختلاف واقع ہو جائے گا جیسا کہ سبھی جانتے ہیں۔ حضرت عثمانؓ کے دور میں خلافت میں اختلاف رونما ہوا اور آپؓ شہید ہوئے۔ جنگ حنین اور جمل بھی حضرت عثمان غنیؓ کے قتل کا بدلہ لینے کیلئے لڑی گئیں۔ ان جنگوں میں سبائیوں کا زیادہ ہاتھ ہے۔ بعض علماء فرماتے ہیں کہ یہ سب کچھ سبائیوں کا خفیہ پروگرام تھا۔

(۳۴) عن ابی موسیٰ الاشعری قال مرض النبی ﷺ فاشتد مرضه فقال مروا أبابکر فلیصل بالناس فقالت عائشة رضی اللہ عنہا انهٗ رجل رقیق اذا قام مقامك لم یستطع أن یصلی بالناس قال مروا، ابابکر فلیصل بالناس فعادت فقال مری أبابکر فلیصل بالناس فانکن صواحب یوسف فأتاهُ الرسول فصلی بالناس فی حیاة النبی ﷺ (بخاری شریف، کتاب الآذان، باب اهل العلم وافضل أحق بالامامة ،مسلم شریف ، ج ۱، ص ۱۷۹)

حضرت موسیٰ اشعریؓ فرماتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ بیمار ہوئے اور

marfat.com

آپ ﷺ کا مرض شدت اختیار کر گیا۔ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ابو بکر سے کہو کہ لوگوں کو نماز پڑھائیں۔ حضرت عائشہؓ نے عرض کیا، وہ ایک نرم دل آدمی ہیں، جب آپ ﷺ کی جگہ کھڑے ہوں گے تو (آپ ﷺ کی جدائی اور غیر موجودگی کے صدمہ کی وجہ سے) اس بات کی استطاعت نہ پائیں گے۔ فرمایا حضرت ابو بکرؓ کو حکم دو کہ لوگوں کو نماز پڑھائیں۔ حضرت عائشہؓ نے پھر وہی کلمات دوہرائے تو نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا، تم ابو بکرؓ سے کہو کہ نماز پڑھائیں۔ بے شک تم صواحب یوسف ہو۔ پس آپؓ کے پاس بلالؓ گئے اور حضرت ابو بکرؓ نے نبی کریم ﷺ کی زندگی میں لوگوں کو نماز پڑھائی۔

یہ حدیث متواتر ہے اس کو حضرت عائشہ وابن مسعود وابن عباس وابن عمر و عبداللہ بن زمعہ وابو سعید و علی ابن ابی طالب اور حضرت حفصہ رضی اللہ عنہم نے روایت کیا۔

حدیث عبداللہ بن زمعہ رضی اللہ عنہ میں ہے، رسول اللہ ﷺ نے لوگوں کو نماز پڑھنے کا حکم دیا اور حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ غائب تھے۔ پس حضرت عمر رضی اللہ عنہ آگے بڑھے تو نبی کریم ﷺ نے تین دفعہ فرمایا (لا، لا، لا) یعنی اللہ عزوجل اور جملہ مسلمان ابو بکرؓ کے علاوہ سے انکار کرتے ہیں۔ پس حضرت ابو بکرؓ نے نماز پڑھائی۔

ایک اور روایت میں ہے نبی کریم ﷺ نے حضرت بلالؓ کو فرمایا جاؤ اور ابو بکرؓ کو نماز پڑھانے کا کہو۔ حضرت بلالؓ نکلے۔ ایک جگہ حضرت عمرؓ نظر آئے، انہیں کہا کہ لوگوں کو نماز پڑھا دیں۔ پس جب تکبیر ہوئی تو چونکہ حضرت عمرؓ بلند آواز کے مالک تھے، نبی اکرم ﷺ نے ان کی آواز سن لی اور فرمایا "یأبی اللہ والمومنون الاابابکر رضی اللہ" اور یہ کلمات تین مرتبہ دہرائے۔

حضرت عبداللہ بن عمرؓ کی روایت میں ہے کہ حضرت عمرؓ نے تکبیر کہی۔ پس رسول اللہ ﷺ نے اس آواز کو سن لیا تو غصہ کی حالت میں اپنا سر مبارک بلند فرماتے ہوئے ارشاد فرمایا: "ابن ابی قحافہ کہاں ہیں"؟

علماء فرماتے ہیں یہ حدیث حضرت ابو بکرؓ کے جملہ اصحابؓ کرام سے علی الاطلاق افضل ہونے، خلافت کا سب سے زیادہ حقدار ہونے اور ان تمام میں سے

marfat.com

امامت کیلئے زیادہ اَولیٰ ہونے پر واضح دلیل ہے۔ اور خود صحابہ کرامؓ نے اس حدیث کے ساتھ دلیل اَخذ کی کہ حضرت ابو بکرؓ خلافت کے زیادہ مستحق ہیں۔ اس جماعت صحابہؓ میں حضرت عمر و علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہما بھی موجود ہیں حضرت عمرؓ کا بیعت کے وقت طرز عمل اور حضرت علیؓ کا کہنا کہ ''انی لشاهد و ماأنابغائب'' الی آخر الحدیث، اس بات پر دلیل ہے کہ خلیفہ سیدنا حضرت ابو بکرؓ ہی ہیں۔

اسی طرح کی ایک حدیث جسے احمد و ابو داؤد وغیرہ نے سہل بن سعد سے روایت کیا ہے۔ فرماتے ہیں۔ بنی عمرو بن عوف کے درمیان جھگڑا ہو گیا نبی کریم ﷺ کو خبر پہنچی تو ظہر کے بعد ان کے پاس تشریف لے گئے تا کہ ان کے درمیان صلح کرائی جائے۔ حضرت بلالؓ کو فرمایا اگر نماز کا وقت ہو جائے اور میں نہ پہنچ سکوں تو حضرت ابو بکر صدیقؓ کو میرا حکم دینا کہ لوگوں کو نماز پڑھائیں۔ جب عصر کی نماز کا وقت آیا تو حضرت بلالؓ نے اقامت کہی اور حضرت ابو بکرؓ کو امامت کیلئے آگے کیا تو حضرت ابو بکرؓ نے نماز پڑھائی۔ (طبرانی، ج۶، ص ۱۷۹)

ثابت ہو گیا کہ حضرت ابو بکرؓ کو نماز پڑھانے کیلئے کہنا یا تو اشارہ ہے یا تصریح کہ خلافت کے مستحق حضرت ابو بکرؓ ہیں۔ امامت پر مأمور کرنے سے مقصد یہ ہے کہ جس چیز کا نبی کریم ﷺ کو حکم دیا گیا ہے ان شعائر دین کو وہ امام قائم کرے، خواہ واجبات ہوں یا ترک محرمات، احیائے سنن ہو یا بدعت کا خاتمہ وغیر ھم: اسی لئے نبی کریم ﷺ نے امر دین کے قیام اور امامت عظمیٰ کیلئے ابو بکر صدیقؓ کو پسند فرمالیا۔ پس یہ امامت دراصل خلافت پر پختہ دلیل ہے۔

ابن عدی نے ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کی خلافت کے متعلق، ابو بکر بن عیاش سے ایک حدیث تخریج کی۔

ابو بکر بن عیاش فرماتے ہیں۔ مجھے رشید نے کہا کہ لوگوں نے کس طرح حضرت ابو بکر صدیقؓ کو خلیفہ بنایا، ابو بکر فرماتے ہیں۔ میں نے رشید کو کہا ''اے امیر المومنین! اللہ عزوجل اسکے رسول اور تمام مومن خاموش رہے، رشید نے کہا اے

marfat.com

ابو بکر! تو نے مجھے اور زیادہ حیرت میں ڈال دیا ابو بکر کہتے ہیں میں نے کہا اے امیر المومنین! نبی اکرم ﷺ آٹھ دن بیمار رہے۔ حضرت بلالؓ حاضر خدمت ہوئے، عرض کیا یارسول اللہ (ﷺ) لوگوں کو نماز کون پڑھائے گا؟ فرمایا "ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ، کو کہو کہ لوگوں کو نماز پڑھائیں۔ حضرت ابو بکرؓ نے آٹھ دن لوگوں کو نماز پڑھائی اور آپ ﷺ پر وحی بھی نازل ہوتی رہی۔ پس رسول اللہ ﷺ خاموش رہے کیونکہ اللہ عزوجل نے کچھ نہ فرمایا اور اس سبب سے تمام مومنین خاموش رہے۔ تو ہارون الرشید کو ابو بکر کا یہ کہنا بہت اچھا لگا اور کہا اے ابو بکر! اللہ عزوجل تجھ میں برکت فرمائے"۔

اس بادلیل گفتگو کا مقصد یہ ہے جب رب ذوالجلال، ابو بکر صدیقؓ کی خلافت پر خاموش رہے اور رسول کریم ﷺ نے بھی اشارۃً آپؓ کی خلافت پر مہر ثبت فرمادی اور اسی طرح تمام مؤمنین نے بھی۔

تدبر فرما کر بتائیں کہ کیا خلافت صدیق اکبرؓ میں کوئی شک باقی رہ جاتا ہے۔ احادیث کے خلاصے سے یہی بات سمجھ آتی ہے کہ خلافت صدیق اکبرؓ، ماٴمور من اللہ ہے اور منشائے ایزدی ہے۔ (ماخوذ از صواعق محرقہ، ص ۲۳، ۲۴)

اس حدیث کے ضمن میں علامہ بدرالدین عینی شارح بخاری فرماتے ہیں۔

الاول، فيه دلالة على فضل ابى بكر رضى الله عنهٗ. الثانى، فيه ان ابابكر صلى بالناس فى حياة النبى ﷺ وكانت فى هذه الامامة التى هى الصغرىٰ دلالة على الإمامة الكبرىٰ، الثالث، فيه أن الأحق بالامامة هوالاعلم وأختلف العلماء فيمن هوا ولى بالامامة فقالت طائفة وبهٖ قال ابو حنيفة ومالك والجمهور وقال ابويوسف وأحمد واسحاق الأقرا وهو قول ابن سيرين وبعض الشافعية ولاشك فى اجتماع هذين الوصفين فى حق الصديق الاترىٰ الى قول ابى سعيد وكان ابوبكر أعلمنا ومراجعة الشارع بانه هوالذى يصلى تدل على ترجيحه على جميع الصحابة وتفضيلهٖ

(عمدة القارى، ج ۵، ص ۲۰۳)

marfat.com

اول : اس حدیث میں سیدنا حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کے فضل پر دلیل ہے۔

دوم : بے شک ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے نماز، نبی کریم ﷺ کی حیات طیبہ میں پڑھائی اور یہ امامت، امامت صغریٰ ہے جو امامت کبریٰ (خلافت) پر دلالت کرتی ہے۔

سوم : اس حدیث میں ہے کہ جو اعلم (زیادہ جاننے والا) ہے وہی امامت کا حقدار ہے۔

علماء کا اس میں اختلاف ہے کہ کون امامت کیلئے اَولیٰ (زیادہ بہتر) ہے۔ پس ایک گروہ نے کہا "اَفقہ" (زیادہ فقہ جاننے والا) امامت کا زیادہ حقدار ہے اور یہی قول امام اعظم ابو حنیفہؒ اور امام مالکؒ اور جمہور کا ہے۔ عدا ابن سیرینؒ اور بعض شافعیہ بھی اسی بات پر قائم ہیں۔

امام ابو یوسف و امام احمد اور اسحاق رضی اللہ عنہم کا قول ہے کہ "اَقرا" (قرأت زیادہ جاننے والا) امامت کا زیادہ حقدار ہے۔

اور حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ میں دونوں وصفوں کے جمع ہونے میں کسی کو شک نہیں۔ جیسا کہ حضرت ابو سعید خدریؓ کا قول ہے کہ (وكان أبو بكر اعلمنا) یعنی ابو بکرؓ ہم سب میں سب سے زیادہ علم والے ہیں۔ اور شارع علیہ السلام کا بار بار سیدنا ابو بکرؓ کو امامت کیلئے فرمانا، تمام صحابہ کرامؓ پر ترجیح دینا اور فضیلت دینا، یہ سب کچھ سیدنا ابو بکر صدیقؓ کے اَعلم ہونے کی دلیل ہے۔

نوٹ : ہمارے اصحاب حنیفہ کے نزدیک لوگوں کی امامت کا مستحق ان میں سے اعلم بالسنۃ ہے یعنی فقہ اور اَحکام شریعت کا جاننے والا اور یہی جمہور کا قول ہے۔

اس طرح امام ابو زکریا نووی شارح مسلم شریف نے اس حدیث مقدسہ کے ضمن میں ارشاد فرمایا علماء کرام نے اس حدیث کے تحت حضرت ابو بکرؓ کی خلافت کے متعلق بہت کچھ تحریر کیا ہے اگر مزید تشفی مطلوب ہو تو کتب متداولہ کا مطالعہ فرمائیں۔

(۳۵) وعن ابن عباس رضی اللہ عنهُ قال قال رسول اللہ ﷺ لما عرج بی الی السماء فوقفت بین یدی رب العزة فقال لی یاأحمد ﷺ علی ماترکت أهل الارض فقلت علی ابی بکرؓ فقال انه أحب العباد الی بعدك فاقرئهُ منی السلام . (فردوس الاخبار، ج ۳ ، ص ۴۷۶)

marfat.com

ابن عباسؓ سے مروی ہے رسول کریم ﷺ نے فرمایا: جب مجھے آسمانوں کی سیر کرائی گئی تو میں رب العزۃ کے سامنے کھڑا ہوا۔ اللہ عزوجل نے فرمایا، اے أحمد۔(ﷺ) زمین والوں کو کس پر چھوڑ کر آئے ہو؟ میں نے بارگاہ خداوندی میں عرض کیا: حضرت ابو بکرؓ پر۔ اللہ عزوجل نے ارشاد فرمایا: تیرے بعد بندوں میں سے وہ مجھے سب سے زیادہ محبوب ہے میری طرف سے اسے سلام کہنا۔

اس حدیث میں معلوم ہو رہا ہے کہ لیلۃ المعراج حضرت ابو بکر صدیقؓ نبی کریم ﷺ کے آسمانوں پر تشریف لے جانے کے بعد زمین پر قائم مقام تھے اور یہی خلافت ہے خود رب تعالیٰ پوچھ رہا ہے کہ محبوب آج کی رات زمین پر ذمہ دار کون ہے؟ تو حضور ﷺ نے عرض کی اے مولا! ابو بکر کو ذمہ دار بنا کر چھوڑ آیا ہوں۔

دوسری بات یہ کہ رب ذوالجلال فرمارہا ہے کہ سرکار مدینہ ﷺ کے بعد ابو بکرؓ سب سے زیادہ محبوب ہیں۔ تو محبت کا تقاضا ہے کہ افضل الرسل کے بعد افضل العباد ہی خلیفہ ہو۔ ان دو وجھوں سے یہ حدیث خلافت صدیق اکبرؓ پر دلیل ہے۔

(٣٦) أخرج البزاز بسند حسن عن ابی عبیدة بن الجراح امین هذه الامة قال قال رسول الله ﷺ أن اول دینكم بدأنبوةورحمة ثم یكون خلافة ورحمة ثم یكون ملكا وجبریة :(صواعق محرقه، ص٢٦. دلائل النبوة للبیهقی ،ج ٦ص ٣٦٠ ،البداية والنهاية ج٦،ص ١٩٧)

محدث عظیم بزار نے بسند حسن ابو عبیدہ بن جراح سے ایک حدیث تخریج فرمائی۔ رسول کریم ﷺ نے فرمایا، بے شک تمہارے دین کی ابتداء نبوت ورحمت ہے۔ پھر خلافت ورحمت ہو گی اور پھر بادشاہت اور زیادتی ہو گی۔

اس حدیث میں دلیل یہ ہے کہ نبی کریم ﷺ نے حضرت ابو بکرؓ کی خلافت کو ثابت فرمایا کہ یہ خلافت، رحمت ہو گی۔ اس لئے کہ اس کی مدت، خلافت ونبوت کے ساتھ متصل ہے۔

(٣٧) وأخرج ابویعلیٰ والحاكم وابونعیم عن عائشةؓ قالت اول حجر

marfat.com

حملهٗ النبی ﷺ لبناء المسجد ثم حمل ابوبکر حجراثم حمل عمر حجراثم حمل عثمان حجراً فقال رسول اللہ ﷺ ہولاء الخلفاء بعدی

(خصائص کبریٰ للسیوطی، ج ۲ ، ص ۱۱٤)

ابو یعلی، حاکم اور ابو نعیم نے حضرت عائشہؓ سے ایک حدیث نقل کی۔

حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں۔

''مسجد کی تعمیر کیلئے پہلا پتھر نبی اکرم ﷺ نے اٹھایا، پھر حضرت ابوبکرؓ نے اٹھایا، پھر حضرت عمرؓ اور اس کے بعد حضرت عثمان غنیؓ نے پتھر اٹھایا۔ رسول اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا: میرے بعد یہ میرے خلفاء ہیں۔

اس حدیث سے بھی خلافت صدیق اکبر بلا فصل ثابت ہے۔

(۳۸) وأخرج ابونعیم عن قطبة بن مالك قال مررت برسول اللہ ﷺ ومعه ابوبکر و عمر و عثمان رضی اللہ عنهم وهويؤسس مسجد قباء فقلت یا رسول اللہ ﷺ! تبنی هذا البناء وانمامعك هولاء الثلاثة قال ان هولاء اولیاء الخلافة بعدی

(خصائص کبریٰ للسیوطی، ج ۲ ، ص ۱۱٤)

ابو نعیم نے قطبہ بن مالک سے حدیث تخریج کی۔ قطبہ بن مالکؓ نے فرمایا کہ میں نبی کریم ﷺ کے پاس سے گذرا تو آپ ﷺ کے ساتھ حضرت ابوبکر وعمر و عثمان رضی عنہم تھے۔ اور آپ ﷺ مسجد قباء کی بنیاد رکھ رہے تھے۔ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ (ﷺ)! آپ ﷺ اس کی بنیاد رکھ رہے ہیں اور آپ ﷺ کے ساتھ صرف تین ساتھی ہیں۔ نبی اکرم ﷺ نے (جواباً) ارشاد فرمایا: میرے بعد یہ خلافت کے والی ہیں۔

(۳۹) روی اسرائیل عن ابی اسحاق عن ابراهیم النخعی عن عبدالرحمن بن یزید قال قال عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنه اجعلوا امامکم جرکم فان رسول اللہ ﷺ جعل امامنا جرنا بعدهٗ.

(الاستیعاب، ج ۲، ص ۲۵۱)

عبدالرحمٰن بن یزید روایت کرتے ہیں کہ عبداللہ بن مسعودؓ نے فرمایا: اپنا امام أعلم (زیادہ علم والا) کو بناؤ، اس لئے کہ رسول کریم ﷺ نے ہمارے لئے (اپنے بعد)

marfat.com

اَعلم کو امام بنایا۔

یعنی رسول کریم ﷺ نے حضرت ابو بکر صدیقؓ کو امام بنایا جو کہ تمام صحابہؓ میں اَعلم تھے۔ اس لئے تم بھی اپنے اَعلم شخص کو امامت کیلئے منتخب کرو۔ صریح دلالت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے اپنے بعد ابو بکر صدیقؓ کو ہی خلیفہ بنایا۔ کیونکہ تمام صحابہ کرام میں اَعلم حضرت ابو بکر صدیقؓ ہی ہیں۔

(۴۰) أخرج ابن عساكر عن ابى بكرة قال أتيت عمر رضى الله عنه وبين يديه قوم يأكلون فرمى ببصره فى موخر القوم الى رجل فقال ماتجد فيهما يقر أقبلك من الكتب قال خليفة النبى ﷺ صديقه .

(صواعق محرقه، ص ۲۶)

''ابن عساکر نے ابو بکرہؓ سے روایت کی ہے کہ میں (یعنی ابو بکرہ) عمر فاروق رضی اللہ عنہٗ کے پاس آیا۔ آپ کے پاس ایک قوم بیٹھی کھانا کھا رہی تھی۔ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہٗ نے آنکھ اٹھا کر قوم کے پیچھے ایک مرد پر نظر ڈالی اور اس سے پوچھا تو سابقہ کتب پڑھتا رہا ہے؟ اس میں کیا پایا گیا (یعنی ان گذشتہ کتابوں میں کیا لکھا ہے) اس نے جواب دیا کہ نبی کریم ﷺ کا خلیفہ آپ ﷺ کا صدیق ہوگا۔

اس حدیث سے ثابت ہوا کہ صدیق اکبرؓ کا خلیفہ ہونا سابقہ کتب سماوی میں بھی مذکور ہے۔ لہٰذا ان دلائل کی روشنی میں حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہٗ کو خلیفہ بلا فصل ماننے کے سوا کوئی چارہ نہیں۔ عقل و شعور اور قلب سلیم کبھی بھی ان مقدس احادیث کا انکار نہ کریں گے۔ ہاں اگر اس بارگاہ صمدیت سے مہر لگ چکی ہو تو یہ الگ معاملہ ہے۔

بحمدہٖ تعالیٰ خلافت حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہٗ پر میں نے چالیس احادیث نقل کی ہیں۔ حدیث ابو درداءؓ میں ہے کہ رسول اکرم ﷺ سے عرض کیا گیا کہ علم کی کون سی حد ہے جس تک آدمی پہنچ جائے تو فقیہ بن جاتا ہے۔ آقائے دو عالم ﷺ نے ارشاد فرمایا۔ جس نے چالیس احادیث میری امت کو پہنچائیں اور وہ امور دین سے ہوں، اللہ عزوجل قیامت کے روز اس کو فقیہ اٹھائے گا اور میں قیامت

marfat.com

کے دن اس کا شفیع اور شہادت دینے والا ہوں گا۔

اس حدیث پاک کو مد نظر رکھتے ہوئے میں نے بھی چالیس احادیث کا اہتمام کیا تاکہ قیامت کے دن اللہ عزوجل مجھ جیسے گنہ گار، سیاہ کار، پر از خطاو نسیان کی مغفرت و بخشش فرمائے اور نبی معظم و مکرم ﷺ کی شفاعت سے بہرہ مند فرمائے۔ آمین۔

علامہ ملا علی قاری شرح مشکوۃ میں امام نووی علیہ الرحمۃ کے حوالے سے لکھتے ہیں کہ جس نے چالیس احادیث میری امت تک پہنچائیں۔ لوگوں پر شفقت کرتے ہوئے اور ان کیلئے فائدہ مند بناتے ہوئے، اس سے مراد چالیس احادیث کا نقل کرنا ہے۔ اگرچہ وہ زبانی یاد نہ ہوں۔ اور مسلمانوں کیلئے نفع اسی صورت میں ہے کہ وہ نقل کی جائیں نہ کہ حفظ کر لینے میں۔

دوسرا یہ فرمانا کہ یہ احادیث اُمور دین میں سے ہوں۔ یعنی دین کی اصلاح و بہتری اور دین کے متعلقہ چیزوں کے حوالے سے ہوں۔ بحمدہٖ تعالیٰ خلافت دین کا اہم رکن ہے اور قیام دین میں اس کا اہم کردار ہے۔ لہذا خلافت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ پر دلالت کرنے والی مذکورہ چالیس احادیث دراصل دینی امور میں سے ہی ہیں۔ امید واثق ہے کہ اللہ عزوجل، بوسیلہ سید الانبیاء ﷺ ان کو قبول فرما کر میرے لئے ذریعہ نجات بنائے گا۔ اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ ان مقدس احادیث کے توسل سے میرے استاد گرامی مرحوم و مغفور اور والدین کریمین کے درجات بلند فرمائے۔ قارئین سے التماس ہے کہ کتاب پڑھ کر، اگر ہو سکے تو میرے استاد گرامی رحمۃ اللہ علیہ اور والدین مرحومین کیلئے دعا فرمادیں۔ میرے لئے یہی صدقہ جاریہ ہو گا۔

اس کے بعد وہ احادیث پیش کرنے والا ہوں جو مناقب صدیق اکبر رضی اللہ عنہ پر دلالت کرتی ہیں تاکہ معلوم ہو جائے کہ حضرت ابو بکر صدیقؓ کا بارگاہ خداوندی اور دربار رسالت عزت مآب ﷺ میں کتنا رفیع اور عالیشان مقام ہے۔ اللہ تعالیٰ یہ حقیر کاوش اپنی بارگاہ میں قبول و منظور فرمائے۔ آمین۔

"زہے قسمت گر قبول افتد"

marfat.com

مناقب سیدنا حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ

از

اَحادیث

(۱) حدثنا ابوالیمان أخبرنا شعیب عن الزھری قال أخبرنی ابوسلمة بن عبدالرحمٰن بن عوف ان اباھریرۃ رضی اللہ عنہٗ قال سمعت رسول اللہ ﷺ یقول بینما راع فی غنمه عدا علیه الذئب فأخذ منھا شاة فطلبهٗ الراعی. فالتفت الیه الذئب فقال من لھایوم السبع، یوم لیس لھا راع غیری وبینما رجل یسوق بقرۃ قدحمل علیھا فالتفت الیه فکلمته، فقالت انی أخلق لھذاو لکنی للحرث فقال الناس، سبحان اللہ، قال النبی ﷺ فانی أومن بذالك وابوبکر وعمربن الخطاب رضی اللہ عنھما.

(بخاری شریف، باب مناقب صدیق، مصنف عبدالرزاق، ج ۱۱، ص ۲۳۰)

حضرت ابوہریرہؓ نے فرمایا کہ میں نے نبی کریم ﷺ کو فرماتے سنا، ایک چرواہا بکریاں چرا رہا تھا۔ ایک بھیڑیا بکریوں پر حملہ آور ہوا اور ایک بکری لے گیا۔ چرواہا اس کے پیچھے لگ گیا۔ بھیڑیئے نے اس کی طرف توجہ کر کے کہا۔ جب کسی درندے نے بکری کو پکڑ لیا اور اس سے چھڑانے پر کوئی قادر نہیں۔ اس دن اس کا میرے سوا کوئی راعی نہ ہوگا"۔ اور ایک مرد ایک گائے لے کر جا رہا تھا جس پر اس نے سامان لادر کھا تھا۔ گائے مرد کی طرف متوجہ ہو کر کہنے لگی "میں اس لئے نہیں پیدا کی گئی (یعنی بوجھ اٹھاؤں) بلکہ میں تو کھیتی باڑی کیلئے پیدا کی گئی ہوں۔ لوگوں نے گائے کا کلام سن کر کہا سبحان اللہ! یعنی کتنے تعجب کی بات ہے کہ جانور بھی کلام کرتے ہیں۔ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: اس کے ساتھ میں ایمان لایا اور ابوبکر و عمر رضی اللہ عنہما بھی ایمان لائے۔ (یعنی جانوروں کے کلام کرنے پر ایمان میرا بھی ہے اور

marfat.com

حضرت ابوبکر و عمر رضی اللہ عنہما کا بھی)

امام بخاری نے باب المزارعت میں اس حدیث کے آخر میں یہ اضافہ کیا (وما هما يومئذ في القوم) یعنی ابوبکر و عمر رضی اللہ عنہما دونوں غیر موجود تھے۔ حافظ ابن حجر شارح بخاری فرماتے ہیں یہ بات آپ ﷺ نے اس وقت فرمائی جب آپ ﷺ کو ان دونوں کے غلبہ و ایمان اور قوت یقین پر مطلع کر دیا گیا تھا۔

یہ حدیث شیخین کے مناقب پر دلیل ہے کہ باوجود ان دونوں کے غیر حاضر ہونے کے نبی کریم ﷺ نے ان کے بارے میں ارشاد فرمایا کہ وہ دونوں اس بات پر ایمان رکھتے ہیں۔ معلوم ہوا کہ بہت قوی یقین تھا نبی کریم ﷺ کو ان دونوں پر اور بہت زیادہ اعتماد۔ اگرچہ وہ موجود نہیں لیکن میرے ساتھ ایمان میں شامل ہیں ایسی بات کسی انتہائی معتمد کے بارے میں ہی کی جاسکتی ہے۔ کیا فضیلت و عظمت ہے شیخین کی!

حافظ ابن حجر رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔ اس حدیث میں خوارق عادات پر تعجب کا جواز ہے اور یہ بھی معلوم ہوا کہ معارف میں لوگوں کا تفاوت ہے۔ لہٰذا یہ حدیث مناقب صدیق اکبرؓ میں قوی دلیل ہے۔

(۲) عن ابی هريرة رضی الله عنهٗ ان رسول الله ﷺ قال من أنفق زوجين في سبيل الله نودی من ابواب الجنة ياعبدالله هذا خير فمن كان من أهل الصلوٰة دعی من باب الصلوة ومن كان من اهل الجهاد دعی من باب الجهاد ومن كان من أهل الصيام دعی من باب الريان ومن كان من اهل الصدقة دعی من باب الصدقة فقال ابوبكر رضی الله عنهٗ بأبی أنت وامی يا رسول الله ﷺ ماعلی من دعی من تلك الابواب من ضرورة فهل يدعی أحد من تلك الابواب كلها قال نعم وأرجو أن تكون منهم.

(بخاری شریف، ج ۳، ص ۳۲ ...... مسلم شریف بمع نووی، ج ۱، ص ۳۳ ...... ابن حبان ج ۵، ص ۱۷۷)

marfat.com

حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے رسول کریم ﷺ نے فرمایا: جس شخص نے ہر قسم سے دو چیزیں اللہ کی راہ میں خرچ کیں، اسے جنت کے دروازوں سے بلایا جائے گا، اے اللہ کے بندے! یہ بہتری ہے۔ جو شخص اہل جہاد سے ہو گا وہ جہاد کے دروازے سے بلایا جائے گا، جو اہل صیام سے ہو گا اسے باب ریان سے پکارا جائے گا۔ جو صدقہ دینے والا ہو گا اسے صدقہ والے دروازے سے بلایا جائے گا۔ یہ سن کر ابو بکرؓ بولے، میرے ماں باپ آپ ﷺ پر قربان ہو جائیں۔ جو ان دروازوں سے پکاریں جائیں گے ان پر تو کوئی مصیبت و دقت نہ ہو گی۔ کیا کوئی ایسا شخص بھی ہے جو ان تمام دروازوں سے پکارا جائے گا۔ نبی کریم ﷺ نے فرمایا ہاں، اور مجھے امید ہے آپؓ انہیں میں سے ہوں گے۔

"زوجین" سے مراد ہر نوع ہے۔ جیسا کہ امام قسطلانیؒ نے ارقام فرمایا "وقد جاء مفسرا مر فوعا" بعیرین، حمارین، شاتین، درہمین، یعنی دو اونٹ، دو گدھے، دو بکریاں اور درہم وغیرہ۔

اس حدیث مبارک سے شان صدیق اکبر ظاہر وباہر ہے کہ وہ اعلیٰ شخصیت ہیں جن کو تمام دروازوں سے پکارا جائے گا۔

علامہ بدرالدین عینی شارح بخاری فرماتے ہیں۔

نبی کریم ﷺ کا فرمان "وأرجو أن تكون منهم يا ابابكر" اس بات کی دلیل ہے کہ آپ ﷺ کی امید، اَمر محقق ہے۔ اور حضرت ابو بکر صدیقؓ کی فضیلت پر قوی دلیل ہے۔

یہ حدیث، امام بخاری، اوائل جہاد میں بھی لائے ہیں۔ اس میں ہے کہ جنت کے آٹھ دروازے ہیں اور اس میں صرف چار دروازوں کا ذکر ہے۔ بقیہ چار کون سے ہیں۔ علامہ بدرالدین عینی اور ابن حجر رحمۃ اللہ علیھما فرماتے ہیں۔ ارکان اسلام میں سے صرف حج باقی رہ گیا اور بے شک اہل حج کیلئے بھی ایک دروازہ ہے، یہ پانچ ہوئے اور بقیہ تین میں سے ایک "باب الكاظمين الغيظ والعافين عن الناس" ہے۔ اسے امام احمد نے مسند میں "عن روح بن عبادة عن الاشعث عن الحسن مرسلاً" روایت

marfat.com

کیا ہے۔بے شک اللہ عزوجل کیلئے جنت میں ایک دروازہ ہے اس میں وہ شخص داخل ہو گا جو مظالم سے درگذر کرتا ہے۔ان دروازوں میں سے ایک "أیمن" ہے اور یہ متوکلین کا دروازہ ہے۔اس سے وہ شخص داخل ہوگا جس پر کوئی حساب وعذاب نہیں۔

اور ان آٹھ دروازوں میں سے آٹھواں بعض کے نزدیک "باب الذکر" ہے ترمذی شریف میں اس کی طرف اشارہ ہے اور بعض نے "باب العلم" کا احتمال ظاہر کیا ہے۔واللہ أعلم۔

(۳) عن عبداللہ بن عمرؓ قال قال رسول اللہ ﷺ من جر ثوبه خيلاء لم ينظر الله اليه يوم القيامة فقال ابوبكر ان احدشقى ثوبى يسترخى الاان اتعاهد ذالك منهُ فقال رسول اللہ ﷺ انك لست تضع ذالك خيلاء (بخارى شريف، باب فضل ابى بكرؓ بعد النبى ﷺ)

حضرت عبداللہ بن عمرؓ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا جس نے تکبر و غرور کی وجہ سے اپنا کپڑا گھسیٹا (یعنی زمین پر زیادہ لٹکایا جیسے لمبی شلوار کے پائنچے وغیرہ) قیامت کے دن اللہ تعالیٰ اس کی جانب نظر رحمت نہیں فرمائے گا۔حضرت صدیق اکبرؓ نے عرض کی یا رسول اللہ! (ﷺ) میرے کپڑے کی دو طرفوں میں سے ایک ڈھیلی ہو جاتی ہے (جس کی وجہ سے زمین پر لٹکتا ہے) مگر میں اپنے آپ کو اس سے محفوظ رکھنے کی کوشش کرتا ہوں۔رسول کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا، اے ابو بکرؓ! تم یہ کام تکبر و غرور کے ساتھ نہیں کرتے ہو۔(یعنی تمہیں اس کی اجازت ہے)

علامہ بدرالدین عینی شارح بخاری فرماتے ہیں۔نبی کریم ﷺ کا فرمان (**انك لست تصنع ذالك خيلاء**) میں صدیق اکبرؓ کیلئے فضیلت وعظمت ہے کہ خود نبی کریم ﷺ آپ میں تکبر و غرور نہ ہونے کی گواہی دے کر آپ کیلئے اس کام کو درست قرار دے رہے ہیں۔اجازت اس لئے کہ یہ تکبر کی وجہ سے نہیں ہے۔

حضرت ابو بکر صدیقؓ کا بارگاہ نبوت میں کتنا عظیم مقام ہے جو کام اوروں کیلئے ناپسند فرمایا وہ اپنے یار غار کیلئے پسندیدہ۔یہ مقام صرف آپؓ ہی کو حاصل ہے۔

marfat.com

(٦) عن ابن مسعود ان سعيد بن زيد قال لهٗ يا ابا عبدالرحمن قد قبض رسول الله ﷺ ، فأين هو، قال ، فی الجنة هو، قال توفی ابوبکر فأین هو، قال ذاك الاواه عند كل خير يبغى قال توفى عمر فأين هو، قال، اذاذكر الصالحون فحی هلابعمر رضی الله عنه .

(مصنف عبدالرزاق ، ج ۱۱، ص ۲۳۱...... معجم کبیر للطبرانی ، ج ۹ ، ص ۱۶۳)

حضرت عبداللہ بن مسعودؓ راوی ہیں کہ سعید بن زید نے حضرت عبداللہ ابن مسعودؓ سے پوچھا اے ابو عبدالرحمٰن! تحقیق رسول کریم ﷺ فوت ہوئے، پس وہ کہاں ہیں؟ حضرت ابن مسعودؓ نے فرمایا، وہ جنت میں ہیں۔ سعید بن زیدؓ نے پوچھا حضرت ابوبکرؓ فوت ہوئے وہ کہاں ہیں؟ جواب دیا، وہ بہت درد رکھنے والے اور خدا کے حضور گریہ زاری اور آہ و بکا کرنے والے ہیں۔ ہر خیر کے نزدیک انہیں تلاش کیا جاسکتا ہے۔

حضرت سعید بن زیدؓ نے پوچھا، حضرت عمرؓ نے وفات پائی، وہ کہاں ہیں؟ حضرت ابن مسعودؓ نے فرمایا، جہاں بھی صالحین کا ذکر ہوتا ہے وہیں عمر موجود ہوتے ہیں۔

کتنا پیارا ارشاد ہے حضرت ابن مسعودؓ کا کہ ہر خیر کے پاس ابوبکر صدیقؓ ہیں۔ مطلب یہ کہ وہ نیکی اور خیر کا منبع و مخزن ہیں۔ جہاں بھی خیر و بھلائی ہوگی وہیں ابوبکر صدیقؓ بھی ہوں گے۔

عن سالم بن عبدالله عن ابيه قال قال رسول الله ﷺ رأيت كأنی أعطيت عساً مملوأً لبناً فشربت منهُ حتى تملات فرأيتها تجرى فى عروقى بين الجلدوللحم ففضلت منها فضلة فأعطينها أبابكر قالوا يارسول الله ﷺ هذا علم أعطا كهٗ الله حتى اذا تملأت منهٗ فضلت فضلة فأعطيتها أبابكر فقال قدأصبتم.

(ابن حبان ، ج ۹ ، ص ۳)

سالم بن عبداللہؓ اپنے باپ سے روایت کرتے ہیں۔ رسول کریم ﷺ نے فرمایا میں نے خواب دیکھا کہ دودھ سے بھرا ہوا پیالہ مجھے عطا کیا گیا میں نے اس سے جی بھر کے دودھ پیا۔ میں نے دیکھا کہ دودھ، جلد اور گوشت کے درمیان میری رگوں

marfat.com

میں جاری ہے۔ اس دودھ سے کچھ بچ گیا، میں نے وہ دودھ ابو بکرؓ کو دے دیا۔ صحابہ کرامؓ نے عرض کیا۔ یارسول اللہ ﷺ! یہ علم ہے جو اللہ عزوجل نے آپ ﷺ کو عطا فرمایا۔ جب آپ ﷺ اس علم سے سیر ہو گئے تو جو باقی بچا وہ آپ ﷺ نے حضرت ابو بکرؓ کو عطا فرمادیا۔ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: جب آپ ﷺ اس علم سے سیر ہو گئے تو جو باقی بچا وہ آپ ﷺ نے حضرت ابو بکرؓ کو عطا فرمادیا۔ نبی کریم ﷺ نے فرمایا، بے شک تم درست سمجھتے ہو۔

اس سے ثابت ہوا کہ حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہٗ بعد از نبی کریم ﷺ سب سے زیادہ علم رکھنے والے ہیں اور یہ عطیہ خداوندی ہے جو حضور کریم ﷺ کی وساطت سے آپ کو ملا۔ جب یہ بات ہے تو ان کی عظمت و شان کا اندازہ لگانا کتنا مشکل کام ہے۔

(٦) عن ابن عباسؓ قال قال رسول الله ﷺ يدخل الجنة رجل فلايبغى اهل دارولاأهل غرفة الاقالوا مرحبا مرحباالينا، الينا فقال ابوبكرؓ ماتوى على هذا الرجل فى ذالك قال أجل وأنت يا ابابكر.

(ابن حبان، ج ۹، ص ۸ ...... طبرانی، ج ٤، ص ۸۰)

"وفى رواية طبرانى مقام ماتوى، ماثواب هذا الرجل" ہے۔

حضرت ابن عباسؓ فرماتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ایک مرد جنت میں داخل ہو گا۔ جتنے بھی بالا خانوں اور گھروں میں رہنے والے ہیں اسے مرحبا مرحبا کہہ کر خوش آمدید کہیں گے اور کہیں گے "ہماری طرف آؤ، ہماری طرف آؤ" حضرت ابو بکرؓ نے عرض کیا یارسول اللہ (ﷺ)! اس روز اس شخص پر تو کوئی خسارہ اور نقصان نہیں ہو گا! آپ ﷺ نے فرمایا "ہاں" اور اے ابو بکر وہ تم ہوں گے۔

کیا شان ہے صدیق اکبر رضی اللہ عنہٗ کی کہ ہر بالا خانہ اور گھر والا ان کی آمد کا جنت میں منتظر ہو گا اور ہر کوئی انہیں اپنے پاس ٹھہرانے اور تشریف رکھنے کی خواہش کرے گا۔ مرحبا اور خوش آمدید کی گونج میں سب ان کا استقبال کریں گے۔ اہل جنت کو

marfat.com

پتہ چل جائے گا کہ آج تمام انبیاء کے امام کا رفیق غار آرہا ہے۔ بھلا ایسی جلیل القدر ہستی کے مناقب ہم کہاں تک بیان کریں اور ان کی عظمتوں کا تذکرہ ہمارے کلام میں کیونکر مکمل ہو۔ جن کی شان، زبان اقدس سے عیاں ہے۔

(۷) عن جابر رضی اللہ عنہُ قال، بینا النبی ﷺ یخطب یوم الجمعة وقدمت عیر المدینة فابتدرھا أصحاب رسول اللہ ﷺ حتی لم یبق معہُ الااثنا عشررجلا فقال رسول اللہ ﷺ والذی نفسی بیدہٖ لوتتابعتم حتی لایبقی منکم أحد لسئال بکم الوادی نارا فنزلت ھذہ الآیة (واذارأوا أوا تجارة أولھوان الفضوا الیھاو ترکوک) وقال فی الاثنی عشرة الذین ثبتوا مع رسول اللہ ﷺ أبوبکر وعمر رضی اللہ عنھما. (ابن حبان ، جز۹، ص ۱۵)

حضرت جابرؓ سے روایت ہے کہ ہمیں نبی کریم ﷺ خطبہ ارشاد فرمارہے تھے کہ مدینہ کی طرف ایک قافلہ آیا (تاجر حضرات غلہ وغیرلے کر آئے) اُصحاب رسول ﷺ جلدی سے اس قافلے کی طرف چلے گئے اور نبی کریم ﷺ کے پاس صرف بارہ آدمی رہ گئے۔ پس نبی کریم ﷺ نے فرمایا: مجھے اس ذات کی قسم جس کے قبضۂ قدرت میں میری جان ہے! اگر تم میں سے کوئی بھی باقی نہ رہتا تو تم پر ضرور جہنم کی وادی بہہ نکلتی اور یہ آیۂ کریمہ نازل ہوئی (واذارأوتجارة......) حضرت جابرؓ فرماتے ہیں جو بارہ آدمی نبی کریم ﷺ کے پاس رہے ان میں ابوبکر و عمر رضی اللہ عنہما بھی ہیں۔

ان بارہ محترم ہستیوں کا رب ذوالجلال کی بارگاہ میں کس قدر مقام و مرتبہ ہے۔ اگر یہ بھی چلے گئے ہوتے تو جہنم کا عذاب نازل ہوتا۔ ان بارہ میں حضرت ابوبکرؓ بھی ہیں۔ اس واقعہ سے ان کی شان و عظمت کا مکمل تو نہیں مگر کچھ اندازہ کیا جاسکتا ہے۔

(۸) عن ابی سعید قال قال رسول اللہ ﷺ ان أھل الدرجات العلی لیرون من ھوأسفل منھم کما یرون الکواکب الطالع فی الافق من آفاق السماء وأن ابابکر و عمر منھماؤانعما . (مصنف ابن شیبہ، ج ۱۲، ص ۶)

حضرت ابو سعید خدریؓ فرماتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا بے شک بلند

marfat.com

درجات والے اپنے سے اعلیٰ درجات والوں کو اس طرح دیکھتے ہیں جس طرح آسمان پر طلوع ہونے والے ستاروں کو دیکھتے ہیں۔ حضرت ابوبکر اور عمر رضی اللہ عنہما ان دونوں میں ہیں اور دونوں انعام یافتہ ہیں۔

(۹) عن عوف عن الحسن ان النبی ﷺ نعت یومًا الجنة وما فیها من الکرامة فقال ، فیما یقول،أن فیهاطیراً أمثال البخت فقال ابوبکر یا رسول اللہ ﷺ أن تلك الطیرنا عمة. فقال النبی ﷺ یا ابابکر من یأکل منها أنعم منها و اللہ یا ابابکر انی لأرجو أن تکون ممن یأکل منها. (مصنف ابن ابی شیبة، ج ۱۲، ص ۸)

حضرت حسن رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں نبی کریم ﷺ نے ایک دن جنت کا وصف اور حسن بیان فرمایا اور اس میں جو کچھ نفیس اور پاکیزہ چیزیں ہیں ان کے متعلق بات کی۔ فرمایا، جنت میں ایک پرندہ ہے جیسے اونٹنی ہوتی ہے۔ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے عرض کیا یا رسول اللہ! (ﷺ) یہ پرندہ آسودہ زندگی والا ہوگا۔ نبی کریم ﷺ نے فرمایا، "اے ابوبکر! جس شخص نے اس سے کھالیا (گوشت وغیرہ) وہ انعام یافتہ ہو گیا۔ اللہ عزوجل کی قسم! مجھے امید ہے کہ تو بھی اس کے کھانے والوں میں سے ہے۔

پہلے بھی عرض کیا گیا کہ جہاں نبی کریم ﷺ کسی چیز کے ہونے کی امید ظاہر فرماتے ہیں وہاں اسے واقعہ میں متحقق سمجھنا چاہیے۔ یعنی آپ ﷺ کا کسی کام کے ہونے کی امید کرنا، دراصل اس کا واقعتاً ہو جانا مراد ہے۔ اس حدیث میں بھی عبارت "امید ہے" کے لفظوں کے ساتھ وارد ہوئی ہے مگر حقیقت یہ ہے کہ یہ کام یقینی طور پر ہوگا۔ اس سے پتہ چلتا ہے کہ صدیق اکبرؓ خدائے عزوجل کا انعام یافتہ ہے کیونکہ بمطابق فرمان جو کھائے گا، اس پرندے کا گوشت وغیرہ، وہ انعام یافتہ ہوگا اور حضرت ابوبکرؓ سے فرمایا گیا کہ آپؓ اس کا گوشت کھائیں گے۔ پس وہ بھی انعام یافتہ ٹھہرے۔

(۱۰) عن ابی جعفر عن ربیع قال مکتوب فی الکتاب الأول مثل ابی بکر مثل القطر حیثما وقع نفع، وعن الشعبی قال حب ابی بکرو عمر ومعرفته فضلهما من السنة. (مصنف ابن شیبة، ج ۱۲، ص ۱۱، ۱۲)

marfat.com

حضرت ربیعؒ فرماتے ہیں کہ پہلی کتاب میں مذکور ہے کہ ابو بکرؓ کی مثال بارش کے قطرے کی سی ہے جہاں بھی وہ قطرہ گرتا ہے نفع دیتا ہے۔ اسی طرح حضرت صدیق اکبرؓ کا وجود مسعود سراپا رحمت ہے کہ جہاں بھی ہوں خیر ہی خیر ہیں۔

امام شعبی فرماتے ہیں ابو بکر و عمر رضی اللہ عنہما کے فضل و کمال کو پہچاننا، سنت میں سے ہے۔

کس قدر عزت و شان ہے حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ، کی کہ ان کے فضائل کو جاننا بھی سنت ہے۔ جو ان سے نا آشنا ہوا اس نے سنت ترک کر ڈالی، جب اس ہستی کے فضائل کا علم رکھنا اس قدر اہم ہے تو ان کی اپنی شان اور عظمت کیا ہو گی۔ یہ عظمتیں اور رفعتیں خود رب ذوالجلال نے اپنے نبی ﷺ کے جانثاروں کو عطا فرمائی ہیں۔

(۱۱) عن اسماعيل بن ابى خالد أن عائشة رضى الله عنها نظرت الى رسول الله ﷺ فقالت يا سيدالعرب، قال أنا سيد ولدآدم ولافخر وابوك كهول العرب . وعن جابر رضى الله عنه قال، قال عمر رضى الله عنه ابوبكر سيدنا وأعتق سيدنا يعنى بلالاً (مصنف ابن شيبه، ص ١٤، ٢٠)

حضرت عائشہؓ نے نبی کریم ﷺ کی طرف توجہ کی اور عرض کیا، اے عرب کے سردار! نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا، میں اولاد آدم کا سردار ہوں اور مجھے کچھ فخر نہیں ہے۔ اے عائشہؓ! تیرا باپ عرب کے ادھیڑ عمر لوگوں کا سردار ہے۔ (کھولت کی عمر تیس سے پچاس سال کے درمیان کی عمر کو کہتے ہیں)

حضرت جابرؓ فرماتے ہیں، حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ، نے ارشاد فرمایا۔

حضرت ابو بکرؓ، ہمارے سردار ہیں اور ہمارے سردار کے آزاد کرنے والے ہیں (یعنی حضرت بلالؓ)

ظاہر ہے سردار وہی ہوتا ہے جو سب سے زیادہ حشمت و عظمت کا مالک ہو۔ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ، نے گویا آپ کی عظمت و شان کو سلام پیش کیا ہے اور آپ کی بزرگی کا اعتراف کیا ہے۔ جبکہ نبی کریم ﷺ آپ کو ادھیڑ عمر عربوں کا سردار

marfat.com

فرما کر آپ کی شان کو چار چاند لگا رہے ہیں۔ سبحان اللہ! کیا بلند مرتبہ ہے صدیق اکبرؓ کا!

(۱۶) وعن ابن عمر رضی الله عنهُ قال كنت عندالنبی ﷺ وعندهٗ ابوبكر الصديق رضی الله عنه وعليه عباءة قد خلها فی صدره بخلال فنزل عليه جبرئيل فقال يا محمد ﷺ مالی أریٰ ابابكر عليه عبارة قد خلها فی صدره فقال يا جبرائيل أنفق مالهٗ علی قبل الفتح، قال فان الله عزوجل يقرء عليك السلام ويقول لك قل لهٗ أراض أنت عنی فی فقرك هذا أساخط، فقال رسول الله ﷺ يا ابابكر ان الله عزوجل يقرأعليك السلام ويقول لك أراض أنت عنی فی فقرك هذا أم ساخط، فقال ابوبكر رضی الله عنهٗ اسخط علی ربی، آنا عن ربی راض، عن ربی راض، أنا عن ربی راض.

(صفة الصفوة، ج ۱، ص ۲۴۹، ۲۵۰)

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نبی کریم ﷺ کے پاس بیٹھا ہوا تھا، حضرت ابوبکرؓ بھی آپ ﷺ کے پاس بیٹھے ہوئے تھے۔ آپؓ پر ایک چادر تھی، جس کے دونوں طرفوں کو سینہ پر کانٹوں سے سیا ہوا تھا۔ جبرائیل علیہ السلام نازل ہوئے اور عرض کیا اے محمد (ﷺ)! یہ میں کیا دیکھ رہا ہوں کہ حضرت ابوبکرؓ پر ایک چادر ہے اور اسے کانٹوں سے سینے پر سی رکھا ہے؟ نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا، اے جبریل! ابوبکرؓ نے فتح مکہ سے پہلے سارا مال مجھ پہ (اسلام کی راہ میں) خرچ کر دیا تھا۔ (اس لئے یہ حالت ہے) حضرت جبریل نے عرض کی، اللہ تعالیٰ آپ کو سلام کہتا ہے اور فرماتا ہے کہ ابوبکرؓ سے پوچھئے کیا وہ اس حالت فقر میں مجھ سے راضی ہے یا ناراض؟ پس نبی کریم ﷺ نے فرمایا، اے ابوبکر! رب ذوالجلال تم پر سلام فرماتا ہے اور فرماتا ہے کہ کیا اس حالت فقر میں مجھ سے راضی ہے یا ناراض؟ حضرت ابوبکرؓ نے عرض کیا، میں اپنے رب پر ناراض ہوں یہ کیسے ہو سکتا ہے؟ میں اپنے رب سے راضی ہوں، راضی ہوں، راضی ہوں (تین مرتبہ کہا)

حدیث شریف کے الفاظ پڑھتے جایئے اور سر دھنئے شرف صدیق اکبرؓ پر۔

marfat.com

رب تعالیٰ ان کے فقر کے متعلق سوال فرماتا ہے اور پھر اس فقر پر راضی یا ناراض ہونے کے متعلق پوچھ رہا ہے۔ یہ کمال، یہ مرتبہ اصحاب رسول پاک ﷺ میں سے کسی اور کے حصے نہیں آیا۔

(۱۳) عن ابن عباس رضی اللہ عنہٗ قال قال رسول اللہ ﷺ ان اللہ عزوجل خلقنی من نورہٖ وخلق ابابکر من نوری وخلق عمر رضی اللہ عنہٗ من نور ابی بکر وخلق المومنین کلھم من نور عمر، غیر النبیین والمرسلین.

(فردوس الاخبار، ج ۱، ص ۲۰۶)

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا: بے شک اللہ تعالیٰ نے مجھے اپنے نور سے پیدا فرمایا اور حضرت ابوبکر صدیقؓ کو میرے نور سے پیدا فرمایا، اور حضرت عمر رضی اللہ عنہٗ کو حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہٗ کے نور سے پیدا فرمایا، اور حضرت عمرؓ کے نور سے، انبیاء ومرسلین علیہم الصلوت والتسلیمات کے علاوہ باقی تمام مومنین کو پیدا فرمایا۔

اس حدیث شریف سے شرف ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ واضح تر ہے۔ اور کسی آپ کی رفعتِ کمال پر قوی دلیل ہے۔ ایسا مرتبہ کسی اور کو نہیں ملا۔

(۱۴) عن ابن عباس رضی اللہ عنہٗ قال، قال رسول اللہ ﷺ أریت حمزۃ و جعفر رضی اللہ عنھما و کان بین یدیھما طبق فیه بنق کالز برجد فأکلامنهٗ نبقا ثم صار عنباً فأکلا ثم صار رطبا فأکلا منه فقلت لھما ماوجدتما أفضل الأعمال، قالا، قول لا اله الااللہ، قلت ثم ماذا قالاالصلوۃ علیك یا رسول اللہ(ﷺ) قلت ثم ماذا قالا حب ابی بکر و عمر رضی اللہ عنھما

(فردوس الأخبار، ج ۱، ص ۴۸۵)

حضرت عبداللہ ابن عباس رضی اللہ عنہٗ سے روایت ہے رسول کریم ﷺ نے فرمایا: مجھے حضرت حمزہ و جعفر رضی اللہ عنہما دکھائے گئے، ان کے سامنے ایک طشت تھا جس میں زبرجد کی مثل بیر تھے۔ انہوں نے اس طشت سے بیر کھائے، پھر وہ

marfat.com

انگور بن گیا۔ انہوں نے انگور کھایا، پھر وہ کھجور بن گیا، ان دونوں نے اس طشت سے کھجوریں کھائیں۔ نبی کریم ﷺ فرماتے ہیں میں نے ان سے پوچھا کہ تم نے سب اعمال میں سے افضل عمل کون سا پایا؟ انہوں نے جواب دیا (لااله الا الله) کہنا سب سے افضل عمل ہے۔ میں نے پوچھا، اس کے بعد کون سا عمل افضل پایا؟ کہنے لگے، یا رسول اللہ (ﷺ)! آپ پر صلوۃ و سلام بھیجنا۔ میں نے پوچھا اس کے بعد کون سا عمل افضل پایا؟ انہوں نے کہا حضرت ابو بکر اور حضرت عمر رضی اللہ عنہما کی محبت۔

اس سے معلوم ہوا کہ رب ذوالجلال کے ذکر اور نبی کریم ﷺ پر درود و سلام بھیجنے کے بعد افضل ترین عمل شیخین کی محبت ہے۔ اس سے بڑھ کر آپؓ کی عالی مرتبت پر اور کون سی دلیل ہو سکتی ہے۔

(۱۵) عن جیش بن خالد قال، قال رسول اللهﷺ ابوبکر و عمر و عثمان و عائشة رضی الله عنهم إل الله وعلی والحسین وفاطمة آلی، سیجمع الله یوم القیامة آلی و آلهٗ فی روضة من ریاض الجنة .

(فردوس الأخبار، ج ۱، ص ۵۳۲)

جیش بن خالد رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا حضرت ابو بکر و عمر و عثمان اور عائشہ رضی اللہ عنہم اللہ عزوجل کی آل ہیں اور علی المرتضیٰ، امام حسن و حسین اور فاطمہ الزہراء رضی اللہ عنہم میری آل ہیں۔ عنقریب قیامت کے روز اللہ تعالیٰ میری اور اپنی آل کو جنت کے باغات میں سے ایک باغ میں جمع فرمائے گا۔

رب ذوالجلال کی آل سے ہونا بہت بڑا شرف ہے جو اللہ تعالیٰ نے ابو بکرؓ کو عطا فرمایا۔ اس حدیث سے ترتیب فضیلت بھی ظاہر ہو گئی کہ سب سے افضل حضرت ابو بکر صدیقؓ، پھر حضرت عمر فاروقؓ، پھر حضرت عثمان غنیؓ ان کے بعد حضرت علی المرتضیٰؓ اور پھر امام حسن و حسین رضی اللہ عنہما۔ اور حضرت عائشہ صدیقہؓ، حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا سے افضل ہیں۔

marfat.com

(۱٦) وروينا ان رجلا من أنبا أصحاب رسول اللهﷺ قال فی مجلس فيه القاسم ابن محمد بن ابی بکر الصديق رضی الله عنهُ والله ماكان لرسول اللهﷺ من موطن الاوعلی معهُ فيه فقال القاسم يا أخی لاتحلف قال هلم قال بلیٰ مالاتردهُ قال الله تعالیٰ (ثانی اثنين اذهما فی الغار)

(الأستيعاب، ج ۲، ص ۲٤۸)

علامہ ابن عبدالبر فرماتے ہیں ہمیں روایت پہنچی کہ اَصحاب رسول اللہﷺ کے بیٹوں میں سے ایک مرد نے اس مجلس میں جہاں قاسم بن محمد بن ابوبکر صدیقؓ موجود تھے، کہا، اللہ کی قسم! نبی کریمﷺ جہاں بھی گئے حضرت علیؓ بھی آپﷺ کے ساتھ تھے۔ حضرت قاسمؒ نے فرمایا، میرے بھائی! قسم نہ کھا، اس مرد نے کہا، تو پھر کوئی دلیل پیش کرو، تو حضرت قاسمؒ نے فرمایا: ہاں ایسی دلیل پیش کرتا ہوں جس کی تو تردید نہ کر سکے گا اور وہ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے (ثانی اثنين اذهما فی الغار) یعنی دو میں سے دوسرا۔ جب وہ دونوں غار میں تھے۔ حضرت قاسم نے فرمایا، غار میں صرف رسول اکرمﷺ اور حضرت ابوبکرؓ ہی تھے۔

اس حدیث سے ایک تو یہ بات ثابت ہوئی کہ اللہ عزوجل نے کلام مقدس میں حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہٗ کی منقبت فرمائی کہ غار میں ایک نبی (ﷺ) تھے اور دوسرا ان کا یار یعنی ابوبکر صدیق (رضی اللہ عنہٗ) تھے۔ اس دلیل دینے کا مطلب یہ ہے کہ اے قسم کھا کر ہر جگہ حضرت علیؓ کی رفاقت ثابت کرنے والے! اس آیت میں تو صرف دو کا ذکر ہے اگر حضرت علیؓ ہر جگہ ساتھ تھے تو یہاں کیوں نہیں۔ اس لئے تیرا قسم کھانا صحیح نہیں ہے۔ پس وہ آدمی حضرت قاسمؒ کی اس دلیل کا جواب نہ دے سکا۔

(۱۷) عن ابی هريرة رضی الله عنهُ قال قال رسول اللهﷺ من أصبحكم صائماً قال ابوبكر أنا قال من تصدق بصدقة قال ابوبكر أنا من شهد الجنازة قال ابوبكر أنا قال من أطعم الطعام اليوم مسكينا قال ابوبكر أنا قال

marfat.com

من جمعهن فی یوم واحد وجبت لهٗ أوغفر لهٗ

(اسد الغابة، ج ۳، ص ۲۵ ......الترغیب والترهیب ، ج ٤، ص ۳٤۲)

(حضرت ابو ھریرہ رضی اللہ عنہٗ سے مروی ہے کہ رسول کریم ﷺ نے فرمایا، تم میں سے کس نے آج روزہ رکھا ہے؟ حضرت ابو بکرؓ نے عرض کی، یارسول اللہ! (ﷺ) میں نے، آپ ﷺ نے فرمایا، آج کس نے صدقہ کیا ہے؟ حضرت ابو بکرؓ نے عرض کی، "میں نے" پھر ارشاد ہوا، آج کس نے نماز جنازہ پڑھی ہے؟ عرض کیا "میں نے" نبی کریم ﷺ نے فرمایا، آج کس نے کسی غریب کو کھانا کھلایا ہے؟ حضرت صدیق اکبرؓ نے عرض کی، مرے آقا (ﷺ)! میں نے آج مسکین کو کھانا کھلایا ہے۔

سید الانبیاء ﷺ نے فرمایا جس نے ایک دن میں ان تمام کاموں کو اکٹھا کر دیا، اس کیلئے جنت واجب ہے (یا آپ ﷺ نے فرمایا) اس کے تمام گناہ معاف کر دئے گئے۔)

اور ابن خزیمہ کی روایت میں "**من جمعهن فی یوم واحد**" کی جگہ اس طرح آیا ہے۔

ما اجتمعت هذه الخصال قط فی رجل الادخل الجنة

(صحیح ابن خزیمہ، ج ۳، ص ۳۰۴ ...... مسلم شریف، ج۱، کتاب الزکوۃ، ص ۳۲۰)

یعنی جس آدمی میں یہ خصلتیں جمع ہو گئیں وہ ضرور جنت میں جائے گا۔

اگرچہ عشرہ مبشرہ میں پہلے ہی سے آپؓ کا نام آچکا ہے مگر اس پر مزید یہ فضیلت کہ آپ کے اندر یہ اعلیٰ خصوصیات کا اجتماع آپ کی شخصیت کو منفرد اور ممتاز کرتا ہے اور بارگاہ نبوی ﷺ میں آپ کو قطعی طور پر جنتی ہونے کا مژدہ جانفزا سنایا جاتا ہے۔ یہ ملکہ اور فضیلت بھی آپؓ ہی کا حصہ ہے۔

(۱۸) عن ابن مسعودؓ عن النبی ﷺ فی قول عزوجل (فان الله هو مولاهٗ وجبریل وصالح المومنین) ابوبکر و عمر رضی الله عنهما وهکذاروی عن ابن عباس وابی ابن کعب رضی الله عنهما.

(طبرانی ، ج ۱۰، ص ۲۰٦)

marfat.com

حضرت ابن مسعودؓ، نبی کریم ﷺ سے روایت کرتے ہیں کہ اللہ عزوجل نے (فان اللہ...... وصالح المومنین) میں جو "صالح مومنین" کا لفظ ارشاد فرمایا ہے اس سے حضرت ابو بکر و عمر رضی اللہ عنہما مراد ہیں۔ اور اسی طرح ابن عباس اور ابی ابن کعب سے مروی ہے۔

اس حدیث مبارک سے ثابت ہوا کہ اللہ عزوجل نے جہاں اپنے محبوب ﷺ کی مدد اور نصرت کا وعدہ فرمایا وہاں جبرائیل امین اور دوسرے فرشتوں کی مدد کے ساتھ بالخصوص حضرت ابو بکر اور حضرت عمر رضی اللہ عنہما کے ساتھ دینے کا بھی ذکر فرمایا کہ یہ سب نبی کریم ﷺ کے ناصر ہیں۔ اس سے شیخین کی ارفع واعلیٰ شان واضح تر ہے۔

(۱۹) عن معاذ بن جبل رضی اللہ عنہٗ قال قال رسول اللہ ﷺ أن اللہ عزوجل یکرہ فوق سمائہٖ أن یخطاء ابوبکر رضی اللہ عنہٗ

(طبرانی، ج ۲۰، ص ۶۸ ورجالہ ثقات...... الاصابۃ، ج ۲، ص ۳۴۳)

حضرت معاذ بن جبلؓ سے مروی ہے نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا، بے شک اللہ تعالیٰ آسمان پر ناپسندیدہ سمجھتا ہے کہ ابو بکرؓ کوئی خطا کریں۔

نبی کریم ﷺ نے حضرت ابو بکرؓ کے حق میں یہ الفاظ اس وقت فرمائے جب آپ ﷺ نے حضرت معاذ بن جبلؓ کو یمن کی طرف بھیجا اور اصحاب کرامؓ سے مشورہ فرمایا ان میں حضرت ابو بکر صدیق، عمر فاروق، عثمان غنی، علی المرتضیٰ، حضرت طلحہ وزبیر اور اسید بن حضیر رضی اللہ عنہم شامل تھے۔ تمام لوگوں نے اپنا اپنا مشورہ دیا۔ نبی کریم ﷺ نے معاذ بن جبلؓ سے فرمایا کہ تجھے کون سا مشورہ پسند ہے۔؟ حضرت معاذؓ نے عرض کیا، جو حضرت ابو بکر صدیقؓ نے مشورہ دیا، وہ مجھے پسند ہے۔ اس پر آنحضرت ﷺ نے فرمایا، اللہ عزوجل ناپسند فرماتا ہے کہ صدیق اکبرؓ خطا کریں۔

یہ حدیث آپؓ کی ارفع واعلیٰ مرتبت پر دلالت کرتی ہے۔ خود رب کائنات کو یہ بات ناپسند ہے کہ حضرت ابو بکرؓ کوئی خطا کریں۔ اس سے بڑھ کر شان کیا بیان ہو؟

marfat.com

(۲۰) وعن ابن عباس رضی اللہ عنہ قال قال رسول اللہ ﷺ خلقت أنا وابوبکر من طینة واحدة. (فردوس الأخبار، ج ۲، ص ۳۰۵. ج ۳، ص ۲۹۹)

وذکرہ ابن جوزی مطولا عن أنس ومن طریق ثانیة عن ابن مسعود ولفظهٗ فیهما (أنا وابوبکر و عمر رضی اللہ عنهما من تربة واحدة وفیها لدفن. (موضوعات لابن جوزی، ج ۱، ص ۳۲۸)

فقد ذکرالسیوطی فی اللآلی انهٗ أخرجهٗ ابن عساکر عن ابن مسعود وابی هریرة رضی اللہ عنهما

حضرت عبداللہ ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا، میں اور ابو بکرؓ ایک مٹی سے پیدا کیے گئے ہیں۔

ابن جوزی نے اس حدیث کو مطولاً، حضرت انسؓ سے نقل کیا اور ایک اور حوالے سے ابن مسعودؓ سے منقول ہے۔ ان دونوں روایتوں کا مطلب ہے۔

"میں اور ابو بکر و عمر فاروق رضی اللہ عنہما ایک مٹی سے پیدا کیے گئے ہیں اور اسی مٹی میں مدفون ہوں گے۔

امام سیوطیؒ نے "اللالی" میں ذکر کیا کہ اس حدیث کو ابن عساکر نے حضرت عبداللہ ابن مسعود اور ابو ہریرہ رضی اللہ عنہما سے تخریج کیا۔

اس حدیث مقدس میں جو شرف حضرت ابو بکرؓ کے حصے میں آیا ہے وہ کسی اور کے نصیب کہاں، آپؓ کی عظمت پر جسقدر بھی لکھا جائے، کم ہے آپؓ کی تعریف میں جتنا کہا جائے، قلیل اور تھوڑا ہے۔

(۲۱) عن هزیل بن شرحبیل قال، قال عمر ابن الخطاب عن النبی ﷺ لووزن ایمان ابی بکرؓ بایمان اهل الارض لرجّح بهم

(شعب الایمان، حدیث نمبر ۳۶، ص ۶۹، ج ۱، مقاصد حسنه للسخاوی، ۵۵۵..... فردوس الأخبار، ج ۳، ص ۴۲۳)

ھذیل بن شرحبیل نے حضرت عمر فاروقؓ سے روایت کی، حضرت عمرؓ

marfat.com

فرماتے ہیں کہ نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا اگر تمام لوگوں کے ایمان کے ساتھ، حضرت ابو بکرؓ کے ایمان کا وزن کیا جائے تو ضرور ابو بکرؓ کا پلڑا بھاری رہے گا۔

امام سخاوی فرماتے ہیں اسحاق بن راھویہ اور بیہقی نے شعب الایمان میں بسند صحیح، حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ سے اس حدیث کو نقل فرمایا اور اس طرح ابن عدی نے عیسی بن عبداللہ کے حالات کے ماتحت "کامل" میں اور مسند الفردوس میں دیلمی نے حضرت عبداللہ ابن عمر رضی اللہ عنہما سے مرفوعاً اس کو تخریج کیا، الفاظ یہ ہیں۔

لو وضع ایمان ابی بکر علی ایمان هذه الامة لرجح بها

اگر اس امت کا ایمان ایک پلڑے میں اور حضرت ابو بکرؓ کا ایمان دوسرے پلڑے میں رکھا جائے تو حضرت ابو بکرؓ کا ایمان راجح ہو گا۔

اور حضرت ابن عدی نے دوسرے طریق اسے اس حدیث کو اس طرح تخریج فرمایا ہے۔

لو وزن ایمان ابی بکر بایمان اهل الارض لرجحهم

کتب سنن میں اس حدیث کے شاہد ہیں، حضرت ابو بکرۃ رضی اللہ عنہ سے مرفوعاً روایت ہے۔

ان رجلاً قال یا رسول الله ﷺ رأیت کأن میزانا أنزل من السماء فوزنت أنت وابوبکر ورجحت أنت ثم وزن ابوبکر بمن بقی فرجح. (الحدیث)

"ایک مرد نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ! میں نے دیکھا گویا کہ ایک میزان آسمان سے نازل ہوا آپ ﷺ کا اور حضرت ابو بکر کا وزن کیا گیا تو آپ ﷺ راجح رہے (یعنی آپ ﷺ کا پلڑا وزنی رہا) پھر باقی تمام لوگوں کا حضرت ابو بکرؓ کے مقابلے میں وزن کیا گیا تو حضرت ابو بکرؓ راجح رہے۔

جب حضرت ابو بکرؓ کے ایمان کا پلڑا تمام امت کے لوگوں سے راجح رہا تو یہ معلوم ہوا کہ آپ تمام امت کے افراد سے افضل ہیں۔ امت میں کوئی آپ کا عدیل و مثیل نہیں۔ یہ شرف اور امتیاز صرف حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کے حصے میں آیا۔

marfat.com

(۲۲) وعن ابن عباس رضی الله عنهما قال قال رسول اللهﷺ علی وفاطمة والحسن والحسین أهلی ابوبکر و عمر و عثمان أهل الله عزوجل واهل الله أفضل من أهلی.

(فردوس الاخبار، جلد ۳، ص ۹۰۔وفی تسوید القوس عن أنس بن مالك)

حضرت ابن عباسؓ سے روایت ہے نبی کریمﷺ نے فرمایا۔ حضرت علی، فاطمہ اور حسن و حسین رضی اللہ عنہم میرے اھل ہیں جبکہ حضرت ابوبکر و عمر اور عثمان رضی اللہ عنہم، اللہ عزوجل کے اہل ہیں اور اللہ تعالیٰ کا اھل میرے اھل سے افضل ہے۔

(۲۳) عن ابی هریرة رضی الله عنهٗ قال قال رسول اللهﷺ فی السماء الدنیا ثمانون ألف ملك یستغفرون لمن أحب ابابکر و عمر رضی الله عنهما و فی السماء الثانیة ثمانون ألف ملك یلعنون من أبغض أبابکر و عمر رضی الله عنهما. (فردوس الأخبار، ج ۳، ص ۱۸۶)

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہٗ سے مروی ہے نبی کریمﷺ نے فرمایا، پہلے آسمان میں اسی ہزار فرشتے ہیں، اس شخص کیلئے بخشش کی دعا کرتے ہیں جو حضرت ابوبکر و عمر رضی اللہ عنہما سے محبت کرتا ہے۔ اور دوسرے آسمان پر اسی ہزار فرشتے ہیں جو اس شخص پر لعنت بھیجتے ہیں جو ابوبکر و عمر رضی اللہ عنہما سے بغض رکھتا ہے۔

(۲٤) عن عون ابن ابی جحیفة عن ابیه قال قال رسول اللهﷺ ابوبکر و عمر سیدا کهول أهل الجنة من الاولین والآخرین ماخلا النبیین والمرسلین.

(طبرانی، ج ۲۲، ص ۱۰٤ ...... ابن حبان، جز ۹. ص ۲٤)

ورواهُ الامام احمد فی مسنده عن علی رضی الله عنهٗ قال کنت عندالنبیﷺ فاقبل ابوبکر و عمر رضی الله عنهما فقال یا علی هذان سیدا کهول اهل الجنة و شبابها بعد النبیین والمرسلین.

(مسند احمد، ج ۱، ص ۸۳)

عون بن ابی جحیفہ اپنے باپ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول کریمﷺ نے

marfat.com

ارشاد فرمایا، ابوبکر و عمر رضی اللہ عنہما ادھیڑ عمر جنتیوں کے سردار ہیں سوائے انبیاء و مرسلین کے۔

امام احمد نے "مسند" میں حضرت علیؓ سے روایت کی، حضرت علیؓ فرماتے ہیں میں نبی کریم ﷺ کے پاس تھا پس حضرت ابوبکر و عمر فاروق رضی اللہ عنہما آئے تو نبی کریم ﷺ نے فرمایا اے علیؓ! یہ دونوں اہل جنت کے بوڑھوں اور جوانوں کے سردار ہیں سوائے انبیاء و مرسلین کے۔

یہ حدیث بھی شان صدیق اکبرؓ میں اظہر ہے۔ جنتیوں کا سردار ہونا کس قدر فضیلت و عظمت کی بات ہے جو حضرت صدیق اکبرؓ کے حصے میں آئی ہے۔

(۲۵) عن عائشة رضی الله عنها قالت قال رسول الله ﷺ کل الناس یحاسبون یوم القیامة الا ابوبکر الصدیق رضی الله عنهٗ، رواه من طریق ابی نعیم عن عائشة رضی الله عنها من روایة ابی عمر الضریر ثنا حماد بن سلمة عن هشام بن عروة عن ابیه عن عائشة رضی الله عنها .

(فردوس الأخبار، ج ۳، ص ۳۱۵)

حضرت عائشہؓ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا، کل قیامت کے دن حضرت ابوبکرؓ کے علاوہ تمام لوگوں کا حساب لیا جائے گا۔

معلوم ہوا کل قیامت کے دن بھی حضرت صدیق اکبرؓ بے خوف ہوں گے۔ ان کو بغیر حساب کے جنت میں داخل کیا جائے گا، شان ہو تو ایسی ہو۔ سبحان اللہ!

(۲۶) أخرج عبدبن حمید فی مسنده و ابو نعیم و غیرهما من طرق عن ابی الدرداء ان رسول الله ﷺ قال ماطلعت الشمس وماغربت علی أحد أفضل من ابی بکر الاأن یکون نبیا و فی لفظ ماطلعت الشمس علی أحد بعد النبیین والمرسلین أفضل من ابی بکر و ورد ایضاً فی حدیث جابر و لفظهٗ ماطلعت الشمس علی أحد منکم أفضل منهٗ

marfat.com

واخرجهٗ الطبرانی وغیرہٗ ولهٗ شواهد من وجوه أخر تقضی لهٗ بالصحة أوالحسن وقدأشار ابن کثیر الی الحکم بصحتهٖ (صواعق محرقه، ص ٦٨)

عبدبن حمید نے اپنی "مسند" میں اور ابو نعیم ودیگر محدثین نے حضرت ابودرداء کے طریق سے اس حدیث کو تخریج فرمایا، رسول اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا۔

ابو بکر صدیقؓ سے افضل کسی شخص پر سورج طلوع وغرب نہیں ہو تا مگر یہ کہ نبی ہو (یعنی نبی کے علاوہ صدیق اکبرؓ، ہر شخص سے افضل ہیں)

حضرت جابرؓ کی روایت کے بھی یہی الفاظ ہیں۔

اس حدیث کو طبرانی وغیرہ نے بھی تخریج فرمایا۔ دوسری وجوہ سے بھی اس حدیث کے شواہد ہیں جو اس حدیث کے صحیح یا حسن ہونے کے متقاضی ہیں۔ ابن کثیرؒ نے اس حدیث کے صحیح ہونے کی طرف اشارہ فرمایا ہے۔

یہ حدیث حضرت صدیق اکبرؓ کی شان کو چار چاند لگا رہی ہے کہ آج تک سوائے انبیاء مرسلین کے کوئی شخص ابو بکر صدیقؓ سے افضل نہیں ہوا۔ معلوم ہوا کہ آپ تمام مخلوق سے افضل ہیں بعد از انبیاء۔ سیر حاصل بحث "افضلیت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ" کے باب میں ملاحظہ کیجئے۔

(٢٧) روی سفیان بن عیینة عن هشام بن عروة عن ابیه قال أسلم ابوبکر ولهٗ اربعون الفاً أنفقها کلها علی رسول اللهﷺ فی سبیل الله وقال رسول اللهﷺ مانفعنی مالی مانفعنی مال ابی بکر وأعتق ابوبکر رضی الله عنهٗ سبعة کانوا یعذبون فی الله منهم بلال وعامر ابن فهیرة (الاستیعاب جلد ٢، ص ٢٤٦، اسد الغابه، ج ٣، ص ٢١٨، مصنف ابن شیبه، ج ١٢، ص ١٠)

وأخرج ابن حبان فی صحیحهٖ عن ابی هریرة قال، قال رسول اللهﷺ مانفعنی مال قط مانفعنی مال ابی بکر رضی الله عنهٗ فبکی ابوبکر رضی الله عنهٗ وقال ماأنا ومالی لك . (ابن حبان جز ٩، ص ٤)

سفیان بن عیینہ نے ہشام بن عروہ سے اور انہوں نے اپنے باپ سے روایت

marfat.com

کی۔ حضرت ابو بکر صدیقؓ اسلام لائے اس وقت آپ کے پاس چالیس ہزار درہم و دینار تھے۔ جو سب کے سب اللہ عزوجل کی راہ میں رسول کریم ﷺ پر خرچ کر دئے۔ اور رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، "جتنا نفع مجھے ابو بکرؓ کے مال نے دیا، کسی اور کے مال نے نہیں دیا"۔ اور حضرت ابو بکرؓ نے سات ان غلاموں کو جو اللہ کی راہ میں عذاب دئے جارہے تھے (ظلم و ستم ہورہا تھا) کو آزاد کروایا، ان میں حضرت بلال اور عامر بن فہیرہ رضی اللہ عنہما شامل ہیں۔

ابن حبان نے اپنی "صحیح" میں حضرت ابو ہریرہؓ سے ایک حدیث تخریج فرمائی کہ حضرت ابو ہریرہؓ فرماتے ہیں رسول کریم ﷺ نے فرمایا مجھے ہرگز کسی مال نے اتنا نفع نہیں دیا جتنا کہ حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ، کے مال نے دیا، یہ بات سن کر حضرت ابو بکرؓ زارو قطار روئے اور عرض کیا یارسول اللہ! (ﷺ) میں اور میرا مال یہ سب کچھ آپ ﷺ کا ہی تو ہے۔

(۲۸) وقدرواه ابوعیسی الترمذی عن هارون بن عبدالله البزار عن الفضل بن دكين عن هشام بن سعد عن زيد بن أسلم عن ابيه عن عمربن الخطاب رضى الله عنهم قال أمرنا رسول الله ﷺ أن تتصدق ووافق ذالك مالاعندی فقلت اليوم أسبق أبابكر رضى الله عنهٗ أن سبقته، قال فجئت بنصف مالى فقال مأ ابقيت لأهلك قلت مثلهٗ وجاء ابوبكر رضى الله عنهٗ بكل ماعنده فقال يا ابابكر مأبقيت لأهلك قال أبقيت لهم الله ورسولهٗ قلت لاأسبقته الى شیء ابداً

(اسد الغابة، ج ۳، ص ۲۱۸)

حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ، نے فرمایا کہ نبی کریم ﷺ نے ہمیں صدقہ کرنے کا حکم ارشاد فرمایا۔ میرے پاس جو مال تھا اسے مد نظر رکھتے ہوئے میں نے خیال کیا کہ آج ابو بکر صدیقؓ سے سبقت لے جاؤں گا۔ حضرت عمر فاروقؓ نصف مال لے کر آپ ﷺ کی بارگاہ میں حاضر ہوئے، نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا، اے عمرؓ! اپنے اہل و عیال کیلئے کیا چھوڑ کر آئے ہو؟ عرض کیا یارسول اللہ! (ﷺ) اس کے مثل (یعنی

marfat.com

جتنا لے کر آیا ہوں اتنا ہی چھوڑ کر آیا ہوں) حضرت ابو بکرؓ اپنا سارا مال لے کر بارگاہ نبوی میں حاضر ہوئے، ارشاد ہوا، اے ابو بکرؓ اہل و عیال کے لئے کیا چھوڑ کر آئے ہو؟ عرض کیا، یا رسول اللہ! (ﷺ) ان کیلئے اللہ اور اس کا رسول (ﷺ) ہی کافی ہے (یعنی سب کچھ گھر سے لے آیا ہوں)

حضرت عمرؓ فرماتے ہیں یہ دیکھ کر میں نے کہا کہ اس ابو بکر صدیقؓ سے کبھی بھی سبقت نہ پا سکوں گا۔

حضرت ابو بکرؓ کا جذبۂ ایثار و سخاوت دیکھئے کہ اپنے محبوب کریم ﷺ کے اشارے پر گھر کا سارا مال حاضر خدمت کر دیا اور اپنے گھر کیلئے خدا تعالیٰ اور اس کے محبوب نبی کو کافی سمجھ لیا۔ ادھر حضرت عمرؓ اپنے مال کی فراوانی پر یہ گماں کئے بیٹھے تھے کہ آج اس عظیم سخی ابو بکرؓ سے بڑھ جاؤں گا مگر یہ منظر دیکھ کر وہ بھی بے اختیار پکار اٹھے۔

عمرؓ کبھی بھی اس سخی سے مسابقت میں بڑھ نہ سکے گا۔

یہی وہ جذبہ، عشق اور وارفتگی ہے جس نے صدیق اکبرؓ کو اوج کمال پر پہنچا دیا اور آپ کی شان و عظمت میں احادیث کتابوں کی زینت بنتی گئیں۔ جن کے اندر سرکار دو عالم ﷺ نے بشارات اور شانوں سے اپنے یار غار کو نوازا۔

(۲۹) عن ابن عمر رضی اللہ عنہما قال، قال رسول اللہ ﷺ لکل شئی شفاء و شفاء القلوب ذکر اللہ وشفاء ذکر اللہ عزوجل حب ابی بکر وعمر رضی اللہ عنہما. (فردوس الاخبار، ج ۳، ص ۳۷۶)

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ رسول اکرم ﷺ نے فرمایا، ہر چیز کیلئے شفاء ہے اور دلوں کی شفاء، اللہ عزوجل کے ذکر میں ہے۔ اور اللہ عزوجل کے ذکر میں شفا حضرت ابو بکر و عمر رضی اللہ عنہما کی محبت ہے۔

پتہ چلا کہ اللہ تعالیٰ کا ذکر بھی اس وقت قابل شفاء ہے جب شیخین کی محبت دل میں موجزن ہو۔ جب اس محبت کو چھوڑ دیا تو شفاء بھی ختم ہوئی۔ جو رب ذوالجلال اور سیدنا محمد عربی ﷺ کی محبت کا طالب ہو اسے چاہیے کہ شیخین کی محبت کو دل میں سموئے

marfat.com

رکھے اور ان نیک ہستیوں کے دامن سے وابستہ رہے اور ان درخشندہ ستاروں کی روشنی میں اپنا راستہ پکڑ تا رہے۔ جو ان سے ہٹا وہ صراط مستقیم سے پھسل گیا اور جہنم واصل ہوا۔

(۳۰) عن زید بن أرقم قال دعا ابوبکر بشراب فأتی بماء وعسل فلما أدناهٗ من فیه نحاهٗ ثم بکی حتی بکی أصحابهٗ فسکتوا وماسکت ثم عاد فبکی حتی ظنوا انهم لایقوون علی سألته ثم أفاق فقالوا یا خلیفة رسول الله ﷺ ما أبکاك قال کنت مع رسول الله ﷺ فرأیتهٗ یدفع عن نفسه شیئا ولم أرأحداً معهٗ فقلت یا رسول الله ﷺ ماهذا الذی تدفع ولاأریٰ أحداً معك قال هذه الدنیا تمثلت فقلت لها الیك عنی فتنحت ثم رجعت فقالت اماانك ان أفلت فلن یفلت منی من بعدك فذکرت ذالك فخشیت أن تلحقنی.

(اسد الغابه فی معرفة الصحابة لابن اثیر، ج ۳، ص ۲۱۷)

زید بن ارقم سے روایت ہے کہ حضرت ابو بکرؓ نے پینے کیلئے پانی منگوایا، آپ کی خدمت میں شہد اور پانی پیش کیا گیا۔ جب حضرت صدیق اکبرؓ نے شہد ملے پانی کو منہ کے قریب کیا تو اسے پھر دور ہٹا دیا اور آپؓ نے رونا شروع کر دیا۔ یہانتک کہ آپؓ کے ساتھیوں نے بھی رونا شروع کر دیا۔ لوگ رونا بند کر گئے مگر صدیق اکبرؓ مسلسل روتے رہے۔ جب یہ گریہ زاری تھمی تو آپ کو دوبارہ شربت پیش کیا گیا اور آپ نے دوبارہ رونا شروع کر دیا۔ یہاں تک کہ ساتھیوں نے خیال کیا کہ اس معاملے پر ہم قابو نہ پا سکیں گے۔ جب حضرت ابو بکر صدیقؓ کو کچھ افاقہ ہوا تو ساتھیوں نے عرض کیا۔ اے خلیفہ رسول ﷺ! آپؓ کو کس چیز نے اس قدر رلایا؟ حضرت ابو بکرؓ نے فرمایا، میں رسول اکرم ﷺ کے ہمراہ تھا۔ میں نے دیکھا کہ آپ ﷺ کسی چیز کو ہٹا رہے ہیں۔ جبکہ بظاہر کچھ نظر بھی نہیں آ رہا۔ میں نے عرض کیا، یارسول اللہ ﷺ! آپ ﷺ کس چیز کو ہٹا رہے ہیں جبکہ کچھ نظر بھی نہیں آ رہا؟ نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا، یہ دنیا تھی جو مثالی شکل میں میرے سامنے آئی۔ میں نے اسے کہا کہ جا، مجھ سے دور ہو جا۔ پس وہ مجھ سے دور ہو گئی اور اس کی آواز آئی کہ اے اللہ کے رسول ﷺ! آپ ﷺ نے تو مجھے ٹھکرا دیا

marfat.com

مگر جو لوگ آپ ﷺ کے بعد آئیں گے وہ مجھے یوں نہ ٹھکرائیں گے۔

حضرت ابو بکرؓ فرماتے ہیں میں نے دنیا کی اس بات کو یاد کیا اور ڈر گیا کہ کہیں وہ میرے ساتھ تو نہیں آملی۔

حضرت ابو بکرؓ کے زہد و تقویٰ اور خشیت الٰہی کی کس قدر عالیشان مثال ہے۔ قرآن پاک کے اندر مومنین کی جو خصوصیات گنوائی گئی ہیں ان کا چلتا پھرتا مجسمہ حضرتِ صدیق اکبرؓ کی ذات انور تھی۔ آپؓ کے اسمائے مبارکہ میں سے ایک نام ''اواہ'' بھی ہے جس کا مطلب ہے بہت زیادہ گریہ زاری اور آہ و فغاں کرنے والا، آپ کا دل خوف خدا سے اس قدر رقیق اور نرم تھا کہ شہد ملا پانی پیتے ہوئے بھی ہچکیاں بندھ گئیں اور یہ خوف لاحق ہو گیا کہ کہیں دنیا نہ آلے اور مجھے اپنی طرف مائل نہ کرے۔ کوئی دوسرا بھلا کیسے آپ کے مرتبے تک پہنچے؟

(۳۱) عن ابی ملیکة رضی الله عنهُ قال، قال رجل لأبی بکر یا حلیفة الله قال لست بخلیفة الله ولکنی أنا خلیفة رسولِ الله ﷺ وأناراض بذالك .

(الاستیعاب، ج ۲ ص ۲۵۲)

حضرت ابو ملیکہ رضی اللہ عنہ راوی ہیں کہ ایک شخص نے حضرت ابو بکرؓ کو ''خلیفۃ اللہ'' (اللہ کا خلیفہ) کہہ کر پکارا۔ آپ نے فرمایا ''میں اللہ تعالیٰ کا خلیفہ نہیں، میں تو رسول اللہ ﷺ کا خلیفہ ہوں اور آپ ﷺ کا خلیفہ ہونے پر رضامند ہوں۔

کیسی شیفتگی اور محبت ہے رسول اکرم ﷺ کی ذات مبارک سے کہ اپنے آپ کو ''خلیفہ رسول'' (ﷺ) کہلوانا پسند کیا، گویا اس بات کا اظہار کیا کہ ہمیں خدائے عزوجل کی کب پہچان تھی۔ ہم نے تو اپنے مولیٰ کو بھی نبی کریم ﷺ کی وجہ سے جانا، انہی کے طفیل نکتہ توحید سمجھ میں آیا اور دوسری بات یہ ہے کہ آپ کی بے پایاں محبت جو کہ رسول اکرم ﷺ کے ساتھ تھی اس کا تقاضا تھا کہ انہیں آپ ﷺ کے خلیفہ کے نام سے یاد کیا جائے۔

میان عاشق و معشوق رمزیست   کراماً کاتبین را زو خبر نیست

marfat.com

یہ تو محبوب و محب کے درمیان راز ہے جسے ہم کب جان سکتے ہیں۔ حضرت ابوبکر صدیقؓ ایمان و خلوص اور محبت والفت کی ان بلندیوں پر فائز ہیں جہاں ہماری عقل پہنچنے سے قاصر ہے۔ جو اس راہ عشق سے نہیں گزرے، بھلا انہیں اس کی کیا خبر!

(۳۲) عن عمر ابن الخطابؓ قال مر رسول اللہ ﷺ وأنا معہٗ وابوبکر علی ابن مسعود وھویقرأ فقام یستمع قرأتہٗ ثم رکع عبداللہ وسجد فقال رسول اللہ ﷺ من سرہٗ أن یقرأ القران فلیقرأ من ابن ام عبد، قال فأدلجت الی ابن مسعود لأبشرہٗ بما قال رسول اللہ ﷺ فلما ضربت الباب سمع صوتی فقال ماجاء بك فقلت جئت أبشرك بما قال رسول اللہ ﷺ قال سبقك ابوبکر، قلت أن یفعل فانہٗ سابق بالخیرات مااستبقنا الی خیرقط الاسبقنی الیہ ابوبکر رضی اللہ عنہ

(معجم کبیر للطبرانی، ج ۹، ص ۷۱. مسند احمد، ج ۱، ص ۲۷)

قال فی الجمع الزوائد (۲۸۸/۹) ورجالہٗ رجال الصحیح غیر مرات بن محبوب وھوثقة

حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ، سے مروی ہے۔ رسول اکرم ﷺ کا گذر عبداللہ ابن مسعود کے پاس سے ہوا، میں اور ابوبکر صدیقؓ بھی ہمراہ تھے۔ ابن مسعودؓ تلاوت قرآن کررہے تھے۔ نبی کریم ﷺ ٹھہر گئے اور آپؓ کی تلاوت سماعت فرمائی۔ پھر عبداللہ ابن مسعودؓ نے رکوع کیا اور سجدے میں چلے گئے۔ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: جسے قرآن پاک پڑھنا پسند ہو اسے چاہیے کہ ام عبد کے بیٹے (یعنی ابن مسعودؓ) سے پڑھے۔ حضرت عمر فاروقؓ فرماتے ہیں رات کے آخری حصے میں میں ابن مسعودؓ کے پاس گیا تاکہ انہیں نبی اکرم ﷺ کی بشارت سناؤں جب میں نے دروازہ کھٹکھٹایا تو ابن مسعودؓ نے میری آواز سن لی اور کہا "اے عمر بن خطاب! کیوں آئے ہو؟ میں نے جواب دیا" تاکہ آپ کو نبی کریم ﷺ کی طرف سے خوشخبری سناؤں "وہ کہنے لگے، آپ سے پہلے ابوبکر صدیقؓ یہ کام کر گئے ہیں۔

marfat.com

حضرت عمرؓ نے فرمایا:

اگر حضرت ابوبکرؓ یہ کام کر گئے ہیں تو بے شک پہلے بھی وہ نیکیوں میں سبقت کرنے والے ہیں۔ کسی نیک کام میں جب ہم نے آپ سے مسابقت کی کوشش کی، وہ ہم سے برتری لے گئے"۔

اس حدیث سے خود حضرت عمر فاروقؓ جیسے جلیل القدر صحابیؓ کی زبانی پتہ چل رہا ہے کہ وہ نیکیوں میں سبقت لے جانے والے، خیر کی طرف لپکنے والے اور بھلائی کی طرف بسرعت قدم بڑھانے والے ہیں۔ اور یقیناً یہ بڑی شان اور مرتبہ کی بات ہے۔

(۳۳) عن ابن عباس رضی اللّٰہ عنھما قال کان لأبی بکر رضی اللّٰہ عنہٗ مجلس من النبی ﷺ لایقوم عنہٗ الاللعباس رضی اللّٰہ عنہٗ وکان ذالک لیسر رسول اللّٰہ ﷺ (طبرانی، ج ۱۰، ص ۲۸۵ ...... مجمع الزوائد، ج ۹، ص ۲۷۰)

حضرت عبداللہ ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا کہ حضرت ابوبکرؓ کی نبی کریم ﷺ کے ساتھ ایسی مجلس تھی کہ کبھی بھی بارگاہ نبوی ﷺ سے الگ نہ ہوتے تھے مگر حضرت عباس رضی اللہ عنہ کیلئے۔ اور آپؓ کا یہ کام نبی کریم ﷺ کو مسرور کر دیتا۔

اس حدیث پاک میں حضرت ابوبکر صدیقؓ کا نبی کریم ﷺ کی صحبت فیضیاب سے کبھی نہ جدا ہونے ذکر ہے۔ جس کا مطلب یہ کہ صدیق اکبرؓ اپنی آنکھوں کو آنحضرت ﷺ کے دیدار سے ٹھنڈک پہنچاتے رہتے اور ہر وقت اس حسن باکمال اور جمال لازوال کا مشاہدہ کر کر کے اپنے ایمان کو جلا بخشتے۔

(۳۴) عن حذیفۃ رضی اللّٰہ عنہٗ قال قال رسول اللّٰہ ﷺ من رأنی فی المنام فقدرأنی فان الشیطان لایتمثل بی ومن رأیٰ ابابکر رضی اللّٰہ عنہٗ فی المنام فقدرأہٗ فان الشیطان لایتمثل بہ. (فردوس الاخبار للدیلمی، ج ٤، ص ۲۹۲)

حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا جس نے مجھے خواب میں دیکھا پس تحقیق اس نے مجھے ہی دیکھا کیونکہ شیطان میری صورت اختیار نہیں کر سکتا۔ اور جس نے خواب میں ابوبکرؓ کو دیکھا اس نے یقیناً

marfat.com

ابو بکر کو ہی دیکھا کیونکہ شیطان ابو بکرؓ کی شکل نہیں بنا سکتا۔

مطلب صاف ظاہر ہے کہ جس طرح شیطان میری صورت میں آنے پر قادر نہیں اسی طرح اسے یہ طاقت بھی نہیں کہ وہ میرے یار ابو بکرؓ کی شکل میں آسکے۔ شیطان ہر ایک کی صورت اختیار کر سکتا ہے مگر آنحضرت ﷺ اور آپ ﷺ کے یار غار حضرت صدیق اکبرؓ کی شکل وصورت اختیار کرنے سے قاصر ہے۔

(۳۵) عن ابن عباس رضی الله عنهُ قال، قال رسول الله ﷺ ان الله تعالیٰ أیدنی باربعة وزراء نقباء قلنا یا رسول الله ﷺ من هوالاء الاربع قال اثنین من اهل السماء واثنین من أهل الارض. فقلت من الاثنین من اهل السماء قال جبریل ومیکائیل، قلنا من الاثنین من أهل الارض قال ابوبکر و عمر رضی الله عنهما.

(معجم کبیر للطبرانی، ج ۱۱، ص ۱٤٤ ...... زوائد البزاز، حدیث نمبر ۲٤۹۱)

حضرت عبداللہ ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا، بے شک اللہ عزوجل نے چار وزراء اور نقبا سے میری مدد فرمائی ہے۔ ہم نے عرض کیا یارسول اللہ! (ﷺ) وہ چار کون ہیں؟ رسول مکرم ﷺ نے فرمایا، دو آسمان والوں میں سے اور دو زمین والوں میں سے۔ عرض کیا، آسمان میں کون دو وزیر ہیں؟ فرمایا، "جبرائیل اور میکائیل" عرض کیا، زمین میں کون وزیر ہیں؟ فرمایا "ابو بکر اور عمر فاروق رضی اللہ عنہما"

(۳۶) أخرج الدیلمی فی فردوس الأخبار عن أنس ابن مالك مرفوعاً مامن نبی الاولهُ نظیر فی امتی فأبوبکر رضی الله عنهُ نظیر ابراهیم وعمر نظیر موسیٰ، ولهُ شاهد مافی الطبرانی من طریق عاصم ابن ابی النجود عن زرین جیش عن عبدالله بن مسعود رضی الله عنهما قال، قال رسول الله ﷺ یا ابابکر انما مثلك مثل ابراهیم علیه السلام حین قال (فمن تبعنی فانهُ منی ومن عصانی فانك غفور رحیم) واما انت یا عمر فمثلك مثل نوح

marfat.com

عليه السلام حين قال (رب لا تذرعلیٰ الارض من الكافرين ديارا) ومثل موسیٰ عليه السلام حين قال (ربنا اطمس على اموالهم) (معجم کبیر، ج ۱۰، ص ۱٤۳. ۱٤٤ فردوس الاخبار، ج ۵، ص ۳۳٦. مجمع الزوائد، ج٦، ص ۸۷)

فردوس الاخبار میں حافظ شیرویہ بن شہر دار بن شیرویہ دیلمی نے حضرت انس بن مالکؓ سے مرفوعاً اس حدیث کی تخریج کی۔ رسول اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا، ہر نبی کی نظیر میری امت میں موجود ہے۔ حضرت ابو بکرؓ، حضرت ابراہیم علیہ السلام کی نظیر ہیں اور حضرت عمرؓ، حضرت موسیٰ علیہ السلام کی۔

اس حدیث کی شاہد طبرانی کی حدیث ہے جو انہوں نے عاصم ابن ابی النجود کے طریق سے روایت کی۔ حضرت عبداللہ بن مسعودؓ فرماتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا، اے ابو بکرؓ! تیری مثال حضرت ابراہیم علیہ السلام کی سی ہے جب انہوں نے فرمایا (**فمن تبعني فانه مني ومن عصاني فانك غفور رحيم**) اور اے عمرؓ! تیری مثال حضرت نوح اور موسیٰ علیہما السلام کی ہے جب حضرت نوح علیہ السلام نے کہا (**رب لاتذر علیٰ الارض من الكافرين دياراً**) اور موسیٰ علیہ السلام نے کہا (**ربنا اطمس على اموالهم**)

حضرت ابو بکرؓ کو جلیل القدر پیغمبر حضرت ابراہیم علیہ السلام کی نظیر قرار دیا۔ یقیناً یہ بات حضرت ابو بکرؓ کی رفیع شان اور بلند مقام پر دال ہے۔

(۳۷) عن ابن عباسؓ قال ، قال رسول الله ﷺ ماأحد من الناس أفضل علي في نعمة في اهل و مال من ابي بكر رضى الله عنهُ و لوكنت متخذاً خليلاً لأتخذتهُ ولكن الأخوة الاسلام أوالايمان (زوائد البزاز، ج ۲ ، ص ۲٤۸ ...... مجمع الزوائد، ج ۹، ص ۲۰۳ ...... طبرانی ، ج ۱۱، ص ۲۷۵)

حضرت ابن عباسؓ نے فرمایا کہ نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا۔ اہل و مال میں مجھ پر احسان کے اعتبار سے لوگوں میں کوئی بھی حضرت ابو بکر صدیقؓ سے افضل نہیں۔ اگر میں کسی کو اپنا خلیل بناتا تو ابو بکرؓ کو بناتا لیکن اسلامی بھائی چارہ بہتر ہے۔

marfat.com

اسلام کے راستے میں دریادلی کے ساتھ جس طرح حضرت ابو بکرؓ نے خرچ کیا اس کی مثال پوری تاریخ میں کہیں نہیں ملتی۔ اس کا اعتراف خود سرکار دو جہاں ﷺ نے فرمایا اور آپؓ کی فضیلت کو چار چاند لگا دیئے۔

(۳۸) عن ابی ھریرۃ رضی اللہ عنہٗ قال قال رسول اللہ ﷺ مامررت بملاء من الملائکۃ الارأیت اسمی واسم ابی بکر من خلفی و فی روایۃ عنہٗ لما عرج بی الی السماء مامررت بسماء الاوجدت فیھا مکتوباً محمد رسول اللہ ﷺ و ابوبکر من خلفی.(لسان المیزان، ج ۵، ص ۸۱۷ ......میزان الاعتدال، ج ۳، ص ۶۰۷، فردوس الاخبار، ج ٤ ، ص ۳۸۲)

حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اکرم ﷺ نے فرمایا۔ میں فرشتوں کی جس جماعت کے ساتھ بھی گذرا، میں نے اپنا نام لکھا دیکھا اور اس کے بعد ابو بکر کا۔

اور حضرت ابو ہریرہؓ کی ایک اور روایت میں ہے رسول کریم ﷺ نے فرمایا، جب مجھے آسمانوں کی معراج کرائی گئی تو میں جس آسمان سے گذرا اس پہ لکھا ہوا تھا محمد رسول اللہ (ﷺ) اور میرے بعد حضرت ابو بکر صدیقؓ۔

جہاں یہ حدیث حضرت صدیق اکبرؓ کی عظمت وشان کو ظاہر کر رہی ہے وہاں اس بات کا پتہ بھی دے رہی ہے کہ حضور کریم ﷺ کے بعد خلیفہ آپؓ ہی ہیں۔ تبھی تو سرکار کے نام کے بعد ان کا نام لکھا ہے۔

(۳۹) عن ابی ھریرۃ رضی اللہ عنہٗ قال قال رسول اللہ ﷺ مابال أقوام نفضوا عھدی وضیعوا وصیتی فی ابی بکر رضی اللہ عنہٗ، وزیری وانیسی فی الغار لأنالھم وفی روایتۃ لا ینالھم اللہ شفاعتی.

(کنز العمال، حدیث نمبر ۳۲٦۳۹...... فردوس الاخبار، ج ٤، ص ٤٠٠)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہٗ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا قوموں کو کیا ہو گیا کہ انہوں نے میرے عہد کو چھوڑ دیا اور حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہٗ

marfat.com

کے حق میں میری وصیت کو ضائع کر دیا، حضرت ابو بکر میرے وزیر اور غار کے ساتھی ہیں۔ اللہ عزوجل ایسی قوموں کو میری شفاعت نصیب نہ کرے، یعنی میری ایسے لوگوں کے لئے شفاعت نہ ہو گی۔

اس حدیث مبارک میں تہدید ہے ان لوگوں کیلئے جنہوں نے حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کے ساتھ اپنا تعلق درست نہ رکھا، ان کی ذات مبارک میں عیب و نقص کے جویاں رہے اور بلاوجہ ان پر کیچڑ اچھالتے رہے۔ آقائے دو عالم ﷺ نے ان کو تنبیہ فرمائی کہ کل قیامت کے روز ایسے لوگوں کیلئے میری شفاعت نہ ہو گی جس کی شفاعت حضور کریم ﷺ نہ فرمائیں گے بھلا اسے کون چھڑا سکے گا۔؟

(٤٠) عن أنس ابن مالك رضى الله عنهٗ قال قال رسول الله ﷺ ما أعطيت فضيلة الاوقد أعطيت شطرا منها حتى الشهادة فاني أوتاها بسم أكلة خيبر تؤتاها بسم أفعي ليلة الغار

(فردوس الاخبار، ٤، ص ٤٠٧ ...... كنز العمال، حديث نمر ٣٢٦٤٠)

حضرت انس ابن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا، مجھے جو بھی فضیلت عطا کی گئی ہے اس فضیلت سے (اے ابو بکر!) تجھے بھی کچھ نہ کچھ حصہ عطا کیا گیا، یہاںتک کہ شہادت۔ اگر خیبر میں ایک لقمہ زہر آلود گوشت کھانے کی وجہ سے مجھے شہادت کا درجہ عطا کیا گیا تو اے ابو بکر! تمہیں غار والی رات سانپ کے زہر سے یہ درجہ عطا کیا گیا)۔ حدیث کے آخری الفاظ یہ ہیں۔

"قالهٗ لابی بکر الصدیق رضی اللہ عنه"

یعنی یہ الفاظ نبی کریم ﷺ نے حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کو ارشاد فرمائے۔

سبحان اللہ! یہ بڑے نصیب کی بات ہے۔ کیسا کرم ہے بارگاہ نبوی ﷺ سے اس یار غار پر کہ ہر فضیلت سے اپنے دوست کو بھی کچھ نہ کچھ حصہ ملا، حتی کہ شہادت خفی اگر نبی کریم ﷺ کو زہر آلود لقمہ تناول کرنے سے ملی تو حضرت ابو بکر صدیق رضی

marfat.com

اللہ عنہ کو ہجرت کی رات اپنے محبوب کریم ﷺ کیلئے غار صاف کرتے ہوئے ایک سوراخ پر اپنی ایڑی رکھنے اور سانپ کے ایڑی پر ڈسنے سے یہ رتبہ نصیب ہوا۔ احادیث مقدسہ سے ثابت ہے کہ آنحضرت ﷺ کی وفات بھی اس خیبر والے زہر کی وجہ سے ہوئی اور حضرت صدیق اکبرؓ بھی بالآخر سانپ کے زہر کی وجہ سے خالق حقیقی سے جا ملے۔ سچ ہے۔

یہ بڑے کرم کے ہیں فیصلے، یہ بڑے نصیب کی بات ہے۔

قارئین! مناقب سیدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ پر چالیس احادیث آپ کی نذر کرنے کی سعادت ملی۔ جیسا کہ سابقہ اوراق میں عرض کر چکا ہوں کہ نبی کریم ﷺ کے فرمان کے مطابق، جس نے چالیس احادیث مقدسہ جو ضروریات دین سے ہوں، میری امت تک پہنچائیں، قیامت کے دن رب ذوالجلال اسے فقیہہ اٹھائے گا اور میں اس کا شفیع اور گواہ ہوں گا، میں نے پھر ان اربعین کا اعادہ اس امید کے ساتھ کیا ہے کہ کل بروز قیامت، سرکار دو عالم ﷺ مجھ گنہگار کی شفاعت فرمائیں اور رب ذوالجلال ان کی برکت سے میرے گناہ معاف فرمائے۔ تمام پڑھنے والے، سننے والے حضرات کے حق میں بھی یہی دعا ہے کہ سب کو سید دو عالم ﷺ کی شفاعت نصیب ہو، آمین۔

marfat.com

آپؓ کی اولاد

چونکہ اصل موضوع ''خلافت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے مناقب'' تھا اس لئے آپؓ کی اولاد کا مختصر ذکر کیا جاتا ہے۔ ''صفۃ الصفوۃ'' کے اندر آپؓ کی چار شادیوں کا تذکرہ موجود ہے۔

۱۔ قتیلہ بنت عبدالعزی سے شادی فرمائی اور اس سے عبداللہؓ اور اسماءؓ پیدا ہوئے۔

۲۔ ام رومان بنت عامر سے عبدالرحمانؓ اور عائشہؓ نے جنم لیا۔

۳۔ اسماء بنت عمیس کے بطن سے ''محمدؒ'' پیدا ہوئے

۴۔ حبیبہ بنت خارجہ ابن زید سے عقد فرمایا اور ام کلثوم پیدا ہوئیں۔

وآخر دعوانا ان الحمدللہ رب العالمین والصلوۃ والسلام

علی سیدالانبیاء والمرسلین

marfat.com

ماٰخذ و مراجع

۱ القرآن الحکیم
۲ الاصابہ
۳ اسد الغابہ
۴ الاستیعاب
۵ البدایہ والنہایہ
۶ التمہید
۷ التاریخ الکبیر
۸ ابن ماجہ
۹ الترغیب والترہیب
۱۰ المعجم الکبیر
۱۱ المنجد
۱۲ الصحاح
۱۳ الصراح
۱۴ القاموس
۱۵ النووی شرح مسلم شریف
۱۶ بخاری شریف
۱۷ تاریخ طبری
۱۸ ترمذی شریف
۱۹ تفسیر خازن
۲۰ تفسیر مظہری
۲۱ تفسیر کبیر
۲۲ تفسیر بحر محیط
۲۳ تفسیر قرطبی
۲۴ تفسیر جمل
۲۵ تفسیر درمنثور
۲۶ تفسیر روح المعانی
۲۷ تفسیر کشاف
۲۸ تاریخ کامل (ابن اثیر)
۲۹ حل المعاقد
۳۰ حاکم
۳۱ خصائص کبریٰ
۳۲ دلائل نبوت
۳۳ روض الانف
۳۴ رد المحتار
۳۵ زرقانی
۳۶ زوائد البزاز
۳۷ سیرت حلبیہ
۳۸ شرح عقائد جلالی
۳۹ شرح عقائد نسفی
۴۰ شرح فقہ اکبر
۴۱ شعب الایمان
۴۲ صحیح ابن حبان
۴۳ صفۃ الصفوۃ
۴۴ صواعق محرقہ
۴۵ طبرانی شریف
۴۶ عمدۃ القاری
۴۷ فتح القدیر
۴۸ فتح الباری
۴۹ فردوس الاخبار
۵۰ کنز العمال
۵۱ لسان العرب
۵۲ لسان المیزان
۵۳ مجمع الزوائد
۵۴ منتہی الادب
۵۵ مواہب لدنیہ
۵۶ مصنف ابن ابی شیبہ
۵۷ مسند امام احمد
۵۸ مرقات شرح مشکوٰۃ
۵۹ مسلم شریف
۶۰ مصنف عبد الرزاق
۶۱ مقاصد حسنہ
۶۲ میزان الاعتدال

marfat.com

جمال کرم

- پیارے نبی ﷺ کی پیاری دعائیں
- اسلامی مہینوں کے فضائل و مسائل
- غائبانہ نماز جنازہ جائز نہیں
- یا رسول اللہ ﷺ کہنے کا ثبوت : نماز کے بعد دعا کی فضیلت
- رکن دین : علامات امام مہدی

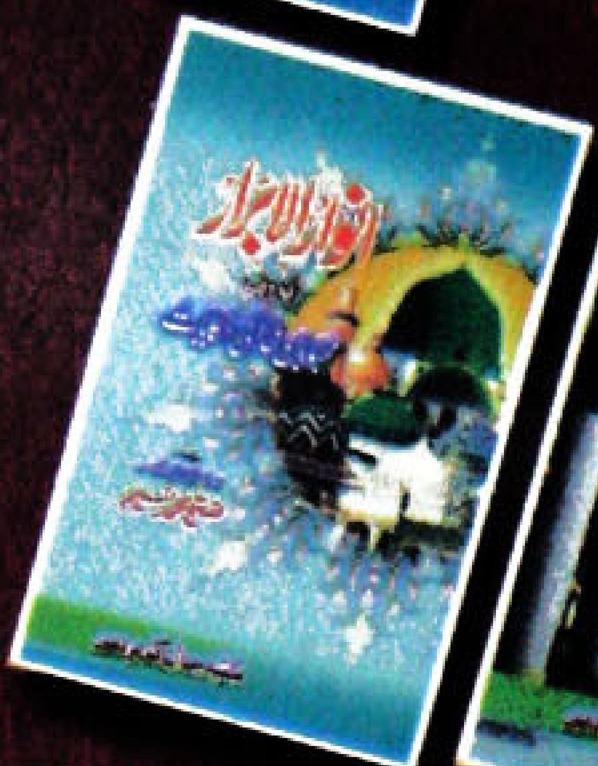

ملنے کا پتہ مکتبہ جمال کرم 9۔ مرکز الاویس، دربار مارکیٹ لاہور